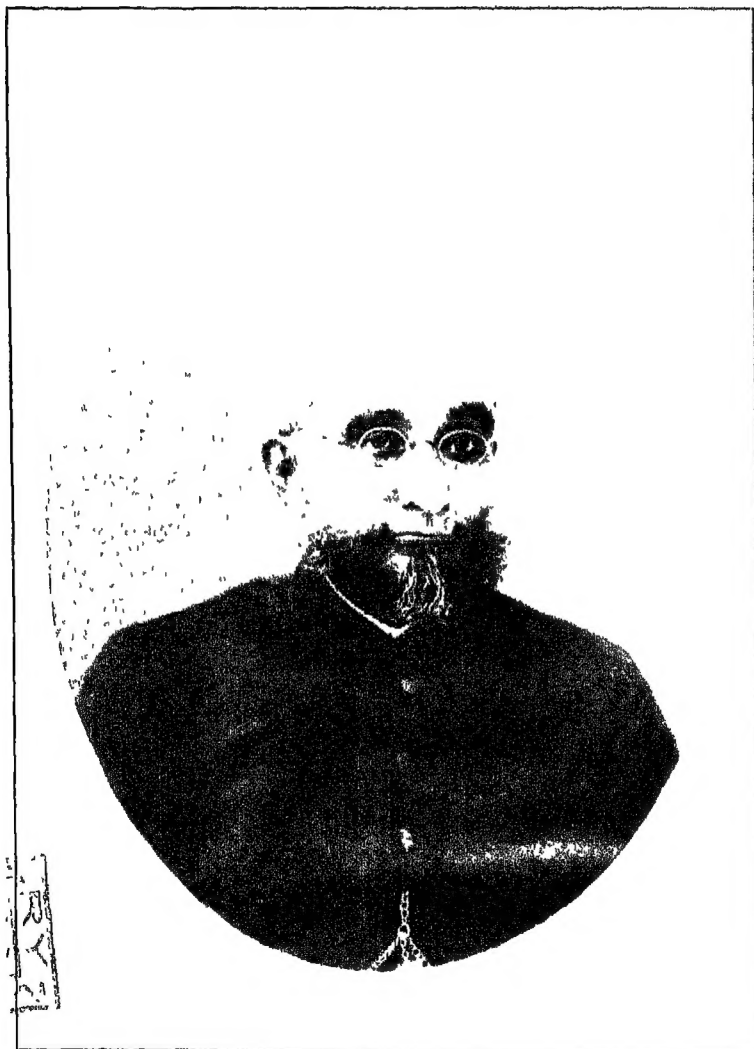


نواب عزیز جنگ بہادر مولف



عَدَابُ الْجَمَلِ

هَذَا كِتَابٌ مُحْكَمٌ فِي حَقَائِقِ الْفَنِّ الْأَكْمَلِ

(۱۸۲۹ نو روز)

یہ کتاب دو ابواب پر مشال ہے (۳۱۳۱ بنگلہ) پہلا باب مضمون

باسول فن و قوانین اہل جل (۴۶۹۶ سمیت) دوسرا باب

مقسم بر اقسام و فائق عل (۳۲۵۵ ہجری)

لِيُشِيرَ إِلَى مَا فِيهِ مِنَ الْعِلْمِ وَالْفَنِّ وَالْجَمَلِ

اسکی برجستری بموجب احکام نامہ ہو چکی ہے

(۱۳۲۶ ہجری) بدون اجازت مولف کسی اور کو اسکے چہا پنے کا

حق نہ ہو گا (۱۳۲۶ ہجری) بلا اجازت کے اسکا ترجمہ بھی نا حسب از نہ ہو گا

(۱۳۲۶ ہجری)

قَدْ طُبِعَ بِأَمْرٍ تَامٍ عَزِيزٍ فِي عَزِيزِ الْمَطَابِعِ

بِحَقِّ الْمَطَابِعِ

۱۳۳۷

اعزاز و دیکشین

ہماری اس تالیف کو یہہ اعزاز مایہ افتخار و ناز ہے
 کہ حضرت آقائی ولی نعمت - قدر قدرت - قوی شوکت
 اعلیٰ حضرت حضور پر نور بندگانِ عالی متعالی مدظلہ العالی
 آصف جاہ نظام الدولہ نظام الملک میر محبوب علیخان بہاؤ
 فتح جنگ جی - سی - یس - آئی - جی - سی - بی
 فرمانرواے سلطنت آصفیہ حیدر آباد دکن صلی اللہ
 علیہ وسلم عن الہدایۃ الی الفتنۃ فی کمال شہادت و ہدایت
 سے اجازت عطا فرمائی کہ ہم اس کتاب کو
 حضرت کے نام نامی سے معنون کریں دام اللہ قبایہم و اجلاہم ^{ابد}
 (نک پروردہ دولت فدوی عزیز جنگ لاف)

صفحہ	فہرست مضامین کتاب غرائب الجمل	صفحہ
۱	ابواب	۴
	۲	
	ویسا چہ	
۱	حد و لغت	۲
۲	سبب تالیف	۴
۳	شکریہ آقاے ولی نعمت	۱۰
۴	فہرست کتب مستندہ	۱۲
	پہلا باب علم یعنی اصول فن جمل کے متعلق	
	پہلی فصل متعلق بمراتب ابتدائی	
۱	جمل کی تعریف	۱۶
۲	فن جمل کی تاریخ	۷
۳	غایت جمل کا بیان	۲۲
	دوسری فصل متعلق بموضوع جمل	
۱	حروف و اعداد جمل کا بیان	۲۳
=	۱ عربی زبان کے متعلق	۳۱
=	۲ فارسیوں اور ہندیوں کا جمل	۳۲
=	۳ زبان سنسکرت کا جمل	۳۳
=	۴ رومیوں کا جمل	۳۴
۲	الفاظ جمل کا بیان	۳۵
	۱ عربی زبان کے متعلق	
	۲ فارسیوں اور ہندیوں کا جمل	
	۳ زبان سنسکرت کا جمل	
	۴ رومیوں کا جمل	
	بیان عام	

۳۷	۱	ابجد آدم علیہ السلام	۲	الفاظ جمل کا بیان
۳۹	۲	ابجد نوحی	"	"
۴۲	۳	ابجد ترویج و تنزیل	"	"
۴۶	۴	ابجد سبوح	"	"
۵۱	۵	ابجد غنائم	"	"
۵۲	۶	ابجد بیسیعی	"	"
۵۵	۷	ابجد ابدان	"	"
۵۶	۸	مشافہ و مغایرہ کا اختلاف عام	۳	اختلاف مذاہب کا بیان
۵۷	۱	س کے عدد میں اختلاف	"	"
"	۲	ص کے عدد میں اختلاف	"	"
"	۳	ش کے عدد میں اختلاف	"	"
"	۴	ض کے عدد میں اختلاف	"	"
"	۵	ط کے عدد میں اختلاف	"	"
"	۶	ع کے عدد میں اختلاف	"	"
۶۱	۱	بیان عام	۴	اقسام جمل کا بیان
۶۲	۱	جمل اصغر	"	"
۶۶	۲	جمل صغیر یعنی رُبر	"	"
۷۰	۳	جمل وسیط یعنی بیّنات	"	"
۷۳	۴	جمل کبیر یعنی رُبر و بیّنات	"	"

۷۷	جل اکبر	۵	==	==
۸۰	قاعدہ عام	۱	قواعد و ضوابط جمل کا بیان	۵
۸۲	الف	۲	قواعد خاص	==
۹۱	ب	==	==	==
۹۴	ت	==	==	==
۱۱۴	ازشتاق	==	==	==
==	ک	==	==	==
۱۱۹	ل	==	==	==
۱۲۰	م-ن	==	==	==
۱۲۲	و	==	==	==
==	لا	==	==	==
۱۲۳	ہمزہ	==	==	==
۱۴۰	می	==	==	==
۱۴۱	حرف مشدّد	==	==	==
	دوسرا باب عمل یعنی شروع جمل کے متعلق			
	پہلی فصل تاریخ کے متعلق			
۱۴۳			تاریخ کی تعریف	۱
۱۵۰	بیان عام		تاریخ کے اقسام	۲
۱۵۱	(الف) باعث با حقیقت		==	==

۱۵۱	(۱) صوری	تاریخ کے اقسام	۲
۱۵۲	(۲) معنوی	"	"
"	(۳) صوری و معنوی	"	"
۱۵۳	(ب) باعتبار لفظ	"	"
"	(۱) تاریخ مفرد	"	"
"	(۲) تاریخ مرکب	"	"
۱۵۸	(ج) باعتبار کلام	"	"
"	(۱) تاریخ منشور	"	"
"	(۲) تاریخ منظوم	"	"
۱۵۹	(د) باعتبار مادہ تاریخ	"	"
"	(۱) تاریخ مستقل	"	"
"	(۲) تاریخ غیر مستقل جس میں تعصب	"	"
"	و تخریج کا بیان ہے	"	"
۱۶۰	(۵) باعتبار ضعیف	"	"
"	(۱) تاریخ مصنفہ و نسخ	"	"
"	(۲) تصنیف غیر	"	"
۱۶۱	(و) باعتبار بیان	"	"
۱۶۲	محاسن تاریخ - بیان عام (الف) نظم کوثر پر ترجیح ہے	"	۳
۱۶۳	(ب) سالم مصرع میں مادہ اولیٰ ہے	"	"

۱۷۷	(ج) مادہ میں صاحب واقعہ یا تفسیر	=	=
=	= کا نام اور واقعات درج ہوں	=	=
۱۸۰	(د) مبتداء سے خبر قریب ہو	=	=
=	(لا) مادہ بدون تدخل و تنجیہ	=	=
۱۸۱	(و) بہر تہ کے الفاظ نہ ہوں	=	=
۱۸۲	(ز) سنہ کی خصوصیت	=	=
=	۴ صنائع و بدائع تاریخی کا بیان عام	=	=
۱۸۳	(۱) صنعت عامۃ الوجود	=	=
۱۸۶	(۲) صنعت خاصۃ الوجود	=	=
۱۹۱	(۳) صنعت مقطوعہ ترتیبی	=	=
۱۹۲	(۴) صنعت شمع	=	=
۱۹۳	(۵) صنعت تضاعف	=	=
۱۹۴	(۶) صنعت تناصف	=	=
۱۹۵	(۷) صنعت تضارب	=	=
۱۹۶	(۸) صنعت اعجام	=	=
۱۹۷	(۹) صنعت اہمال	=	=
۱۹۹	(۱۰) صنعت سرور و مملوئی مکتوبی	=	=
=	(۱۱) صنعت تحریک	=	=
۲۰۰	(۱۲) صنعت تسکین	=	=

۲۰۱	صنعت مفردہ و مرکبہ (۱۳)	=	=
۲۰۲	صنعت تعریب (۱۴)	=	=
۲۰۳	صنعت از روان (۱۵)	=	=
۲۰۴	صنعت مکوس (۱۶)	=	=
=	صنعت مستقیم (۱۷)	=	=
۲۰۵	صنعت ترصیع (۱۸)	=	=
۲۰۸	صنعت ذواتا برکتین (۱۹)	=	=
۲۱۰	صنعت مرائب (۲۰)	=	=
=	صنعت دایہ (۲۱)	=	=
۲۱۹	صنعت ہمیشی (۲۲)	=	=
۲۲۰	صنعت کثیر (۲۳)	=	=
۲۲۱	صنعت تنقیط (۲۴)	=	=
۲۲۳	صنعت سلب نقط (۲۵)	=	=
۲۲۴	صنعت از دایہ طلسم (۲۶)	=	=
۲۱۶	صنعت مجمع الاقسام (۲۷)	=	=
۲۱۷	مجمع القنایع (۲۸)	=	=
۲۲۹	صنعت بسط - بیان مام (۲۹)	=	=
۲۳۰	الف) بسط عددی =	=	=
=	ب) بسط عددی حرفی = =	=	=

۲۳۳	== (۲) بسط عددی ترکیبی	=	=
۲۳۵	(ب) بسط الحروف	=	=
۲۳۸	(ج) بسط المربی و مقوی	=	=
۲۴۱	(د) بسط غریزی	=	=
۲۴۳	(ه) بسط ترفع عددی	=	=
۲۴۵	(و) بسط ترفع حرفی	=	=
۲۴۶	(ز) بسط ترفع طبعی	=	=
۲۴۸	(ح) بسط ترفع بالطبع	=	=
۲۴۹	(ط) بسط ترفع اوتار	=	=
۲۵۱	(ی) بسط ترفع ازواج	=	=
۲۵۳	(ک) بسط تنزل عددی	=	=
۲۵۷	(ل) بسط تنزل حرفی	=	=
۲۵۸	(م) بسط تنزل طبعی	=	=
۲۵۹	(ن) بسط تنزل بالطبع	=	=
۲۶۱	(س) بسط تنزل اوتار	=	=
=	(ع) بسط تنزل ازواج	=	=
۲۶۴	(ذ) بسط قواخی	=	=
۲۶۶	(ص) بسط جمع	=	=
۲۶۹	(ق) بسط تضاعف	=	=

۲۷۰	(ر) بسط تصانف	=	=
۲۷۱	(ش) بسط تنصیف	=	=
۲۷۲	(ت) بسط تضارب	=	=
۲۷۶	(ث) بسط تکسیر	=	=
۲۷۹	(خ) بسط تقوی ضرب باطن و باطن	=	=
۲۸۱	(ذ) بسط تقوی ضرب ظاہر و ظاہر	=	=
۲۸۲	(ض) بسط تقوی ضرب باطن و ظاہر	=	=
۲۸۶	(ظ) بسط تمانج	=	=
۲۸۸	(غ) بسط داخل اربعہ	=	=
	دوسری فصل ترقیم کے متعلق	=	=
۲۹۳	عرب و عجم اور ہند کا طریقہ		۱
۲۹۷	سنسکرت کا عمل		۳
	خاتمہ کتاب ہذا		
	حصہ اول تاریخ سنین کے بیان میں		
۲۹۸	بیان عام		۱
۳۰۰	(۱) سنہ آدمی کا بیان		۲
۳۰۱	(۲) سنہ براہمی کا بیان		۳
=	(۳) سنہ داؤدی کا بیان		۴
۳۰۲	(۴) سنہ ہوسوی کا بیان		۵

۳۰۲	سنہ عیسوی کا بیان	(۵)	۶
۳۰۳	سنہ محمدی کا بیان	(۶)	۷
۳۰۵	سنہ ہجری کا بیان	(۷)	۸
۳۰۷	سنہ مہدومی کا بیان	(۸)	۹
۳۰۹	سنہ ترکی کا بیان	(۹)	۱۰
۳۱۰	سنہ فصلی کا بیان	(۱۰)	۱۱
۳۱۳	سنہ آلہی کا بیان	(۱۱)	۱۲
=	سنہ جلالی کا بیان	(۱۲)	۱۳
=	سنہ بختکے کا بیان	(۱۳)	۱۴
۳۱۵	سنہ فارسی ویندجردی کا بیان	(۱۴)	۱۵
=	سنہ ساکا وسمیت کا بیان	(۱۵)	۱۶
۳۱۶	سنہ رومی کا بیان	(۱۶)	۱۷
=	سنہ نوروز کا بیان	(۱۷)	۱۸
	دوسرا حصہ - متقدمین و متاخرین و معاصرین کا تاریخی کلام		
۳۱۸	بیان عام		۱
۳۲۱	(الف) قصائد فقہیہ تاریخی		۲
۳۲۴	(ب) تواریخ ولادت		۳
۳۲۶	(ج) تواریخ بسم اللہ خوانی		۴
۳۳۳	(د) تواریخ تعزیر خان		۵

۳۳۳	توایخ شادی که خدائی (۸)	۶
۳۳۲	توایخ سالگره و جو بی (۹)	۷
۳۳۳	توایخ غسل محبت (۱۰)	۸
۳۳۶	توایخ جلوس و فریاد وائی (ح)	۹
۳۳۹	توایخ مستوح (ط)	۱۰
۳۵۰	توایخ وزارت (ی)	۱۱
۳۵۶	توایخ خطابات (ک)	۱۲
۳۵۸	توایخ جانشینی و تقرر خدمت (ل)	۱۳
۳۵۹	توایخ خیر مقدم (م)	۱۴
۳۶۲	توایخ شکار (ن)	۱۵
=	توایخ تالیف و تصنیف و طبع (س)	۱۶
۳۶۸	توایخ بنا و تعمیر (ع)	۱۷
۳۷۳	توایخ سزا (ف)	۱۸
=	توایخ فراغ حج (ص)	۱۹
۳۷۳	توایخ ربائی از قید (ق)	۲۰
=	توایخ وفات (ر)	۲۱
۳۸۹	فرهنگ کتاب نذا	۱
۳۹۵	توایخ تالیف و طبع کتاب نذا	۲
۳۹۹	ریویوز	۳

عزیز المجلد

هَذَا كِتَابٌ مُحْكَمٌ فِي حَقَائِقِ الْفَنِّ الْأَكْمَلِ
(۱۸۲۹ نوروز)

یہ کارآمد کتاب دو ابواب پر مشتمل ہے (۱۳۱۴ بجگہ ایہلا باب متضمن
باسول فن و قوانین اہل حل (۱۹۶۴ سمت) دوسرا باب
مقسم بر اقسام وقائق عمل (۳۲۵ ہجری)

لِسَمِيحٍ الْعَلَمِ الْإِمَامِ الْعَبْدِ الْوَلِيِّ الْعَزِيزِ زَحَابِ الْوَقَائِدِ

اسکی برجستہ و موجب احکام عدد ہو چکی ہو
(۳۲۶ ہجری) بدون اجازت مولف کسی اور کو اسکے چھاپنے کا
حق نہ ہو گا (۳۲۶ ہجری) بلا اجازت کے اسکا ترجمہ بھی ناجائز ہو گا
(۳۲۶ ہجری)

قَدْ طُبِعَ بِأَمْرِ تَمَامِ عَزِينِي فِي عَزِينِ الْمَطَابِعِ

بِحِمْيَةِ الْوَلِيِّ الْوَلِيِّ

۱۳۳۷

مکتبہ

مکتبہ

أَبْتَدَى الْكَلَامَ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

۱۳۲۵ هجری

جَمَلَ مُحَمَّدٍ لِلَّهِ السَّبِيلَ وَأَضَعَ الْجَمَلَ - تَعَالَى شَانُهُ

۱۳۲۵ هجری

وَجَلِيلُ بُرْهَانُهُ عَزَّ وَجَلَّ - وَالصَّلَاةُ دَائِمًا عَلَا

۱۳۱۶

۱۳۲۵ هجری

النَّبِيِّ سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ - وَعَلَى إِلَهِ الْعَوَالِي وَ

۱۳۱۷

فصلی

خُلَفَائِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ - وَشُكْرًا لِلْوَلِيِّ الْبَنِعَةِ

۱۳۳۶

فصلی

الْعُلَيَّا - الَّذِي أَعْطَى الْمُؤَلَّفَ نَوَالًا أَحْسَنَ الْعَطَا

محمدی

۱۳۳۶

محمدی

إِنَّ حُكْمَهُ يَطْرَحُ الْعَدُوَّ كَالْجَبَلِ الْأَصْغَرَ - وَيَرْفَعُ

۱۹۰۸ عید

مَرَاتِبَ الْوَاقِفِ وَالْمَدَارِجِ كَالْبَسِطِ وَالْجَبَلِ الْأَكْبَرِ

۱۹۰۸ عید

ذَاتُهُ مَصْبَاحٌ وَمُشْرِفٌ وَوَسِيطٌ - وَسِمَاطُهُ

۱۹۰۸ سبت

الرَّضَىٰ بِأَلْوَانِ النِّعَمَةِ بَسِيطٌ - نِظَامُ مُلْكِهِ أَشْرَفُ

۱۸۲۹

۱۹۰۸ سبت

وَقَوِيْرٌ - فَوْقَ خُطَابِهِ عَلِيمُ الْبَدَائِلِ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ

۱۸۲۹ نوروز

نوروز

ضَالِحُفَ اللَّهُ قِوَامُهُ وَإِقْبَالُهُ - وَمَدَّ ظِلَالُهُ

۱۳۱۲

۱۳۱۲ بک

وَكَبَّرَ أَجْلَالُهُ - بِأَحْسَانِهِ الْجَمَّةِ دِفْقُضُهُ

۱۳۱۵

بک

الْقَدِيْمِ - وَبِحُرْمَةِ سُلْطَانِ الْأَنْبِيَاءِ نَبِيَّنَا

۱۳۱۵

دعای بند

الْكَرِيْمِ -

دعای بند

اما بعد۔ بندہ پیران احمد عبدالغیرز والا تخلص بن جناب مولوی صاحب
 محمد نظام الدین مغفور نایابی۔ شافعی مدرسی جسکو سرکار نظام نے اسکے خدا کے
 صلہ میں وظیفہ حسن خدمت اور خطاب خان بہادر عزیز جنگ سے سرسری
 بخشی ہے۔ اور گورنمنٹ آف انڈیا نے اس کے مشاغل علمی کے اعتراف میں جٹا
 شمس العلماء کا اعزاز عطا فرمایا ہے۔ طالبین و شائقین فن جبل کی خدمت میں
 بادب عرض پرداز ہے کہ اگرچہ ہندوستان نے اس فن لطیف کو متقدیم و مجسم
 لیا ہے۔ اور عجم نے عرب سے۔ لیکن کیسا فوس کی بات ہے کہ نہ زبان فارسی میں
 اس فن کی کوئی مبسوط کتاب پائی جاتی ہے۔ اور نہ زبان اردو میں کوئی جامع سالہ
 عربوں کے پاس جو کچھ ذخیرہ اس فن کار بہو گا وہ آج زمانہ سے معدوم
 بلا و عرب اور مصر وغیرہ کے مطالع اپنی فہرستوں میں اس فن پر صفر کہتے ہیں اور
 شاہی اور پبلک کتب خانوں میں کسی کتاب کا پائ نہیں چلتا۔ اس میں کچھ شک
 نہیں کہ عربوں کے لٹیر پچر میں اس فن کا ذخیرہ ضرور رہا ہو گا اور ممکن ہے کہ اب بھی ہو
 لیکن یا تو زمانہ کی بے قدری نے اسکو پرودہ خفا میں جگہ دی ہے یا لیل و نہار کی گردن
 نے اسکو صفحہ روزگار سے مٹا دیا ہے۔ جو کچھ اسکی بوباس باقی رہ گئی وہ صرف
 بعض بزرگوں کی احتیاط اور پچسی کا نتیجہ ہے کہ انہوں نے اپنی لاثانی نقایہ
 میں کہیں کہیں۔ کچھ نہ کچھ اس کا ذکر ضمنا کر دیا ہے جن میں بعض حضرات نے اختصاراً
 کے ساتھ کہیں کچھ قواعد بھی لکھ دیے ہیں۔ اور بعض نے کسی موقع پر بعض اصطلاحات
 کی تعریف کر دی ہے۔ اور بعض نے کسی بحث کے ضمن میں اختلاف مذاہب محل سے
 بحث کی ہے۔ غرض خال خال جو کچھ ہے وہ ایسا مختصر ہے کہ گویا کچھ نہیں ہے۔

اور جس قدر یہی ہے وہ انہیں کا صدقہ ہے۔

فارسی کے بعض متقدمین نے اگرچہ اس فن میں عملی طور پر قدم رکھا ہے۔

اور متاخرین کے تاریخی کلام سے اوکل اعلیٰ وچسپی کا اندازہ معلوم ہوتا ہے لیکن علمی ذخیرہ کی حفاظت میں انہوں نے کچھ نہیں کیا۔ ہمارے معلومات کی حد تک ہم کہہ سکتے ہیں کہ علمی عرب نے توفنون غیسکے ضمن میں کچھ نہ کچھ اس کا ضمنی تذکرہ کر کے اصول فن کو سچا ہے۔ لیکن فارسیوں نے یا تو اس کو معمولی چیز سمجھ کر چھوڑ دیا یا زحمت پسندی سے کنا دیکھا آفرین ہے ہمارے ہندوستان جنت نشان پر کہ اسے عجیبوں سے زیادہ اس کی قدر اور حفاظت کی۔ میر غلام علی آزاد بلگرامی نے اپنی متعدد تصانیف میں اس فن کے متعلق عرب کی پیروی کی ہے یعنی خال خال مضامین کو اپنے مختلف تصانیف میں ضمنا بیان کیا ہے۔ اور جلال لکھنوی نے ۱۲۹۷ھ ہجری میں ایک مستقل رسالہ افادۃ السیاح کے نام سے لکھا جو ۳۳ صفحہ پر شامل ہے اور چھپ چکا ہے۔ پرنسٹی انوار حسین بھہسوانی نے فارسی زبان میں ایک اچھی کتاب لکھی جو مختص تسلیم سے موسوم ہے۔ یہ کتاب ۱۲۸۷ھ ہجری میں تالیف ہوئی۔ اور ۱۳۰۷ھ ہجری میں چھپ چکی ہے۔ یہ کتاب کو معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ امیر مینائی مرحوم نے بھی اس کے متعلق کوئی کتاب لکھی تھی جس کے بیضہ کی توثیق بنین آبی جو آپ کے صاحبزادہ کی حفاظت میں ہے۔

ہمارے استاد مولانا نجم الدین حسن مغفور مدراستی فضائل تخلص نے بھی ایک جامع رسالہ کی بنیاد قائم کی تھی۔ اور اسکے معدن الجواہر سے موسوم کیا تھا۔ لیکن اس کے مقالہ اول متعلق حقیقت حروف کو ختم فرما کر مقالہ دوم متعلق بہ فن جبل کو نصف سے زیادہ لکھ کر نہ پائے تھے کہ دنیا سے چل بسے۔ اول کی ادھوری محنت یہی آج اول اول الذکر دونوں

کتا بون سے فائق ہے۔ غرض اہل ہندو دکن نے اس کے متعلق عجیبوں کے مقابلہ میں اگرچہ بہت کچھ کیا لیکن حقیقت یہ ہے کہ جو کچھ ہوا ہے اس کے سوا اور بہت کچھ درکار ہے جلال لکھنوی کا رسالہ بے شک مفید رسالہ ہے اور یہی اسے مؤلف نے جہاں تک اذکو ذخیرہ مل سکا اس کے ذریعہ سے اچھی کتاب لکھی ہے جو مختصر مفید کا حکم رکھتی ہے لیکن اس کے اختصار کی وجہ سے اکثر چیزیں اس میں قابل اضافہ ہیں نیز اس کی تخصیص صرف تاریخ گوئی سے ہے۔ لائن مؤلف نے اصول فن سے قطع نظر فرمائی ہے۔

مؤلف تسلیم۔ مؤلفہ منشی انوار حسین سہسوانی پر نسبت کتاب اول الذکر بقدر مبسوط ہے اور منشی صاحب نے اصول فن کے بیان کی بہت کچھ کوشش کی ہے لیکن اس وجہ سے کہ غالباً اذکو عربی کتابوں کا ذخیرہ بہت کم ملا ہے وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوئے ہیں۔ اگر یہ کتاب زبان فارسی میں نہ ہوتی تو بلا شک اس سے ہندوستان کو بہت نفع پہونچتا اور اب بھی جس قدر امداد شاہ فقیر فن اور فارسی دانان ہند کو اس کتاب سے ملتی ہے وہ بہت قیمتی امداد ہے طرز بیان اور ترتیب کی شان مؤلف کے مذاق طبیعت سے متعلق ہے۔ ان بزرگ کی مہربانی سے اگر یہ کتاب مرتبہ و شائع نہ ہو جاتی تو آج ہمارے جمع کئے ہوئے ذخیرے میں ایک بہت بڑا نقصان پہونچتا منشی صاحب کی طباعی نے بعض اختراعات کا اضافہ بھی کیا ہے۔

اگرچہ اس کتاب کا ایک حصہ جلال لکھنوی کی قروید کے نذر ہوا ہے اور یہ اختتام مذاہب جل کا نتیجہ ہے لیکن تاہم اس کتاب کی مجموعی حیثیت سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ منشی صاحب نے اس کی تالیف میں محنت شاقہ اڑھائی ہے اور ہماری دعا ہے کہ وہ اپنے مقصد میں ایک حد تک کامیاب ہوئے ہیں۔

صاحب معدن الجواہر کی اگر حیات مستعار و فاکرتی اور یہ رسالہ کامل ہو جائے
اور اشاعت کے درجہ میں آجائے تو بے شک اس کا مرتبہ ما قبل الذکر رسائل فخری ہوگا
افسوس ہے کہ یہ کتاب ادھوری رہ گئی۔ اس ادھورے حصہ سے یہ بات ظاہر ہوئی
ہے کہ مولانا نے اصول فنِ جبل کی تحقیق میں بڑی ہی جانکاہی کی ہے بعض دستوں
ہم سے کہا کہ ہم اس کتاب کو کامل کر دیں اگرچہ یہ بات آسان تھی لیکن اس وجہ
ہم نے اس رائے سے اختلاف کیا کہ طرز ترتیب اور طرز بیان میں ہر ایک مؤلف کا
مذاق جدا ہوا کرتا ہے۔ مسائل مختلفہ جبل میں لائق مؤلف کی رائے سے اکثر مفادات پر
ہم کو اختلاف ہے۔ نیز آپ نے اس کا آغاز زبان فارسی میں فرمایا ہے۔ ہم کو اس کی تکمیل
کے بعد اس کا ترجمہ بھی اردو زبان میں کرنا پڑتا اور نہ ہندوستان کو اس سے چند ان
فائدہ حاصل نہ ہوتا۔ انہیں تمام وجوہ سے ہم نے ہی مناسب خیال کیا کہ اپنی ڈیڑھ ہینٹ
کی مسجد جدا قائم کریں اور لائق مؤلفین کے آراء سے استناد اور اپنی رائے کا بھی اظہار کریں
ہم نے جہاں تک ان کتابوں کی سیر کی اوس سے یہ نتیجہ حاصل کیا کہ لائق
مؤلفین نے ان کتابوں کے اکثر حصہ میں اجمال بیان سے زیادہ کام لیا ہے اور
تعریفات میں تاریخی نظائر کی پابندی بہت کم کی ہے۔ اور صنائعِ تاریخ میں بھی
انتخاب اور اختصار کو ملحوظ رکھا ہے۔ اختلاف مذاہب میں فرقہ بین کے دلائل کے
ساتھ اپنی قطعی رائے کے اظہار میں احتیاط کی ہے۔ ترقیم سے بالکل قطع نظر فرمائی ہے
جو جبل کا ایک شعبہ ہے۔ اور ہر ایک بیان میں امانِ جبل اور محققین سلف کو احوال
سے بہت کم استناد فرمایا ہے۔

یہی تمام وجوہ ہیں جن کے لحاظ سے ہم نے اس کتابِ مستقل کی تالیف کی ضرورت

خیال کی اور اس مہتمم بالشان کام کا بیڑا اڑھایا۔ ہم تجویزی واقف ہیں کہ ہندوستان کی موجودہ حالت اور اس فن کے ساتھ اس کی دل چسپی اس درجہ میں نہیں ہو کہ سبک اس کتاب کی قدر کرے اور مصنف کو اس کی محنت کا صلہ یا کم سے کم مصارف طبع سے جلد سبکدوش ہونے کا موقع دے۔ لیکن ہم نے اس خیال سے اپنی ہمت کو پست ہونے نہ دیا کہ ہماری محنت کا قدر دان ہمارا آفتابِ نعمت ہے۔

ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہم ایک ایسے فرمانِ روا کے سایہ عاطفت میں فائزِ اقبال اور وظیفہ حسنِ خدمت سے خوشحال ہیں جس کی تامل و توجہ اشاعتِ علوم و فنون کی جانب سے دل ہے۔ سچ یہ ہے کہ اس کی ذات ستودہ صفات ہی کا صدقہ ہے کہ مصنفین و مؤلفین اس درجہ میں آچکے ہیں کہ اپنی معیشت سے بے فکر ہو کر علمی خدمات کے ذریعہ سے سبک کو فائدہ پہونچا دیں اور ذخیرہ علوم کی تکمیل کریں۔

ہم نے اس کتاب کو غرائب الجمل سے موسوم کیا ہے۔

یہ کتاب دو باب اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے۔ اور ہر کتاب میں دو فصل ہیں۔ باب اول۔ علم یعنی اصول فنِ جمل سے متعلق ہے جس کی پہلی فصل میں ہر ابتدائی کا بیان ہے۔ یعنی (۱) جمل کی تعریف (۲) فنِ جمل کی تاریخ۔ (۳) غایتِ جمل کا بیان۔

اور دوسری فصل متعلق بموضوعِ جمل ہے جس میں (۱) حروف و اعدادِ جمل۔

(۲) الفاظِ جمل کی کیفیت (۳) اختلافات مذاہبِ جمل (۴) اقسامِ جمل۔

(۵) قواعد و ضوابطِ جمل بیان ہوئے ہیں۔

باب دوم۔ عمل یعنی فروعِ جمل سے متعلق ہے جس کی پہلی فصل تاریخ سے مخصوص

ہے یعنی (۱) تاریخ کی تعریف (۲) تاریخ کے اقسام (۳) تاریخ کے محاسن۔
 (۴) صنائع و بدائع تاریخ۔ اس میں ۲۹ صنعتوں کا مفصل بیان ہے اور صرف
 اونیسویں صنعت کے ۲۸ اقسام بیان ہوئے ہیں۔ ہر ایک صنعت کی تعریف کے ساتھ
 تاریخی مثال پیش ہوئی ہے اور ہر ایک مثال کو صنعت متعلقہ کے ساتھ مطابق کر کے
 دکھایا گیا ہے اور حتی الامکان اس امر کی کوشش کی گئی ہے کہ اس صنعت کے
 متعلق تاریخی واقعات بھی بیان ہوں۔

اور دوسری فصل ترقیم سے مخصوص ہے جس میں عرب اور عجم کے طریقہ عمل کا
 بیان اور سنسکرت کے طریقہ ترقیم کی صراحت ہے۔
 خاتمہ کو بھی دو حصص پر مشتمل رکھا ہے۔ حصہ اول میں سنین مختلفہ کی تاریخ
 اور حقیقت کا بیان ہے۔ یعنی سنہ آدمی۔ سنہ ابراہیمی۔ سنہ
 داؤدی۔ سنہ موسوی۔ سنہ عیسوی۔ سنہ محمدی۔ سنہ ہجری
 سنہ مہدوی۔ سنہ ترکی۔ سنہ فصلی۔ سنہ الہی۔ سنہ
 جلالی۔ سنہ بنگلہ۔ سنہ فارسی ویزدجردی۔ سنہ ساکا وسمت
 سنہ رومی۔ سنہ فوروز۔

دوسرے حصہ میں متأخرین و متقدمین و معاصرین کے تاریخی کلام کو بہت
 ناظرین کیا ہے اور نوعیت نامے مختلفہ کو جدا جدا عنوان کے ساتھ دکھایا ہے
 جیسے قصائد نصیبہ تاریخی۔ تواریخ ولادت۔ تواریخ بسم اللہ خوانی۔ تواریخ
 تقریب حنا۔ تواریخ شادی کدخدائی۔ تواریخ سالگرہ و جوبلی۔ تواریخ غسل
 صحت۔ تواریخ جلوس و فرمان روائی۔ تواریخ فتوح۔ تواریخ وزارت۔

تواریخ خطابات - تواریخ تقرر خدمات و جانشینی - تواریخ خیر مقدم - تواریخ شکار
تواریخ تالیف و تصنیف و طبع کتب - تواریخ بنا و تعمیر - تواریخ سزا - تواریخ ذرائع
حج - تواریخ ربائی از قید و تواریخ وفات -

شکریہ ولی نعمت | ہم اپنے آقاے ولی نعمت - والی سلطنت - قدر قدرت
توسی شوکت - اعلیٰ حضرت - حضور پر نور - بندگاہِ نبوی متعالی مدظلہ العالی
احصاف جاہ نظام الدولہ نظام الملک میر محبوب علیخان بھاد
فتح جنگ - جی - سی - ایس - آئی - جی - سی - بی - فرمان روائ سلطنت
احصافیہ حیدر آباد دکن صانہ الصد عن الشرور والفتن کے دل سے شکر گزار
ہیں جس کی ریاست ابد قرار میں ہمارا نشو و نما ہوا اور جس کی ملازمت کا اعزاز
ہم کو ملا اور دیرینہ تابعداری کے بعد آج ہم اس کے شاہی خزانہ سے وظیفہ یاب
حسن خدمت اور دھاکوے دولت میں - اسی بادشاہ فیجاہ نے ہم کو خطابی اغراض
سے سرفراز فرمایا اور ہماری ہر ایک گزشتہ تالیف کا صلہ تالیف عطا فرما کر ہمارا
حوصلہ بڑھایا -

ہماری تمام تالیفات ماضیہ میں اس کتاب کو یہ خاص امتیاز حاصل ہے کہ
اولو العزم فرمانروائے کمال شفقت و مہربانی سے ہم کو اس بات کی اجازت عطا فرمائی
کہ ہم اس کو اس قدر دان علم و ہنر کے نام نامی سے معنون کریں - ادام اللہ تعالیٰ ہم
واجلاہم ابدًا ابدًا - قصیدہ کا مدحیہ

جس کے کل اعداد یا ہر ایک شعر یا ہر ایک مصرعے یا ہر لفظ ابتداء مصرعہ یا ہر حرف آخر
مصرعہ اول یا ہر مصرع کے حرف بمعجمہ یا مہملہ یا حرف ہملمہ مصرعہ اول و بمعجمہ مصرعہ ثانی

یا مجتہد مصرع اول و مبالغہ مصرع ثانی کے اعداد مکملہ سے بصنعت عامۃ الوزن تیار خ طبع کتاب حاصل ہوتی ہے بشرطیکہ ان اعداد کو ۳۴ پر ضرب دین اور حاصل ضرب پر ۲۱ بڑھادین اور مجموعہ کو ۱۵ پر تقسیم کریں اور کسرات باقی ماندہ کو ۲۲۱ پر ضرب دین

<p>من در شب زلف تو ندیدم خط لب را اگر آبلہ یا بشکست آبِ سفسر کرد ہر تشنہ کہ جو یاسے خار نگہ تست تیغ نگہت در حرم خاطر عشاق تشبیب تو تطویل سخن را نہ پسند ہمدار کہ چشم شہِ خوبان نگران است محبوب بنام است و لقب آصف و را صیت لقبش گوش بدل دار و باش شاہ ہے کہ گرانبار سی لطفش بتقابل ای خسرو اقلیم دکن آصف دیجاہ محبوب یا للہی وزین وجہ کہ جنگ بر مصحف روی تو عیان آتش و آب است از شربت ذوق سخن آن لب جان بخش تا آئینہ را کر درخت پشت بدیو آ صنعت بحقیقت نشود مدھت ایل</p>	<p>تا شمع رخت شانہ نزد کاکل شب را جو یاسے تو پروانہ کند بیخ و تعب را از جوہر تیغ تو خورد آبِ عنب را دیدیم کہ بر طاق نہد پاسِ ادب را پیچہ بچشم کاکل پر چچ سبب را جوہر تو بضر یاد برد شکوہ بلب را ترجیح بنا مش نمود حسنِ لقب را در گوشہ دل جلوہ دهد قدرتِ لب را پیوستہ بیک پلہ نشانہ جد و آب را ذات تو شرف و ادب را و نسب را بر فتح تو ناز است شجیعانِ عرب را سیما تو تفسیر کند علم و غضب را بیمار تو پروانہ کند حدتِ تب را آئینہ روے تو کشد عکسِ عجب را رخسار تو جوہر شکنند صنعِ حلب را</p>
--	--

در عهد تو اتمام شود سند جرائم حاجت به طیب نبه و مشکوه پیار قدر تو چه دانند حریفان سخن ساز تو طوطی شکر شکن باغ کلامی آواز گدار و لعل در بار کریم است پامردی تو تا نزد دست بدو شتم از وسعت مضمون ثنا قافیه تنگ است نظم بزبان کرده و دیعت ملول (دعا) در جزیر حکیم تو شو و گنبد گردان در ظل همایون تو آسوده شود خلق هر سال بضرر گریهش عمر تو ده چند	چشم عسلی ملک تو دانند نقب را کو بر در رنجور کشاده است مطب را جابل چه کند منزلت فریاد را خطل خود با مون چه کشد ذوق طب را لب بستن من شهره دهد شور و شغب را از دامن دولت نه کشم دست طلب را آن به که رو یفیم بکشه عذاب را دستم به طعنه و حسن طلب را در رقبه ملک تو بود سکن غیر را ز انسان که سرت چتر کشد سایه رب را تا گوهر به سجده کشد رشته شب را
---	--

فهرست کتب مستنده | ذیل میں ہم نے ایک فہرست اون کتابوں کی لکھی ہے جو
ہم کو اس کتاب کی تالیف میں ایک حد تک ضرور مدد ملی۔

کتاب	نمبر	نام کتاب	نام مصنف
۱	الف	ارمغان (مقیاس الاشعار)	مرزا محمد جعفر اوج لکھنوی
۲	ب	افادہ تاریخی	جلال لکھنوی
۳	ب	الفتاویٰ الخیریه	خیر الدین رحمنی
۴	ب	المطلع النصریہ للمطلع المصریہ	نصر پوری

۵	الف	الواح الجواهر	حکیم افلاطون
۶	ت	تاج العروس من جواهر القاموس	امام بهیقی رحمه الله عليه
۷	ث	تایخ	امام بخاری رحمه الله عليه
۸	ج	تفسیر در مشور	امام سیوطی رحمه الله عليه
۹	ج	جفر جامع	لا ادری
۱۰	ح	جواهر خمس	محمد غوث گوایری رحمه الله عليه
۱۱	ح	حاشیه تحفة المنهاج	شروانی
۱۲	ح	حاشیه تفسیر مضاوی	حافظ اسمعیل قنوی
۱۳	ح	ایضاً	عبدالحکیم سیالکوٹی
۱۴	خ	خزانة عامره	میر غلام علی آزاد بگرامی
۱۵	ر	رسائل عبد الجلیل	میر عبد الجلیل بگرامی
۱۶	س	سبعة المرجان فی آثار مہندستان	میر غلام علی آزاد بگرامی
۱۷	س	سیرة	ابو محمد عبد الملک بن مہنام
۱۸	س	ایضاً	امام محمد بن اسحاق رحمه الله عليه
۱۹	ش	شرح الورد السحری	بکری
۲۰	ش	شرح جواهر خمس	شنادی
۲۱	ش	شمس المعارف	شیخ احمد بونی رحمه الله عليه
۲۲	ش	شواہد الافکار	امام سیوطی رحمه الله عليه
۲۳	ص	صراح من الصحاح	ابوالفضل محمد بن عمرو بن خالد

۲۴	ع	عقد الجواهر	شکل با علوی
۲۵	غ	غزلان الهند	میر غلام علی آزاد بلگرامی
۲۶	=	غیاث اللغات	مولوی غیاث الدین رامپوری
۲۷	ف	فتح الجواد بشرح الارشاد	ابن حجر مکی
۲۸	=	فرہنگ رشیدی	رشید قنوی
۲۹	ق	قاموس المحيط	محمد الدین محمد فیروز آبادی شیرازی
۳۰	=	قوانین دستگیری	مولوی غلام دستگیر مدرسی
۳۱	ک	کتب المداخل	لا ادری
۳۲	=	کلمات الشعرا	میر خوش
۳۳	=	کلیات داغ	نواب فصیح الملک داغ دہلوی
۳۴	=	کلیات قدر	میر غلام حسین قدر بلگرامی
۳۵	م	محاضرة الاول و مسامرة الاواخر	علی دودہ
۳۶	=	معدن الجواهر	مولوی نجم الدین حسن افضل مدرسی
۳۷	=	معنی المحتاج بشرح النہاج	خطیب شہرینئی
۳۸	=	مفتاح الاستخرج در جفر	لا ادری
۳۹	=	ملخص سلیم	منشی انوار حسین سہبانی
۴۰	=	منتخب اللغات شاہجہانی	میر عبد الرشید قنوی
۴۱	=	موید الفضلا	مولوی محمد لاد

۴۳	ن	نقش خاطر در کبیر	لا ادری
۴۴	۵	ہش مقدمہ تاریخ ابن خلدون	نصر پورینی
۴۵	۷	ہفت قلزم	مولوی قبول محمد

عزیز ناظرین! نابیان کتابوں کے ناموں کو پڑھ کر متعجب ہوں گے کہ ہشتاد ایک دور سائل کے باقی کل کتابوں کو فن جمل سے کیا تعلق ہے لیکن بات وہی ہے جس کو ہم نے وجہ تالیف میں عرض کر دیا ہے کہ فاضل مصنفین اور مؤلفین نے ضمایا کہیں کہیں اس فن کے کلیات یا جزئیات کا خال خال تذکرہ اپنی بیس بہا تصانیف میں کر دیا ہے جس سے ہم نے اپنا مطلب حاصل کیا ہے۔ افسوس ہے کہ ہم کو رسالہ میزان التاریخ نہیں ملا جس کا تذکرہ جناب مرزا اوج لکھنوی نے اپنی تالیف آرمخان میں فرمایا ہے وہ ہم سے بالمشافہ فرماتے تھے کہ میزان التاریخ عربی زبان میں ایک قلمی سالہ تھا جو پچاس نصاب صفحات پر شامل تھا جس کو آپ کے والد ماجد مرزا دبیر مغفور کے زمانہ حیات میں ان کے کسی دوست نے مستعار دیا تھا اور آج اس کا پتہ نہیں چلتا اگرچہ اس کا ذکر ہم نے اس کتاب میں کیا ہے لیکن اس کا نام ہم نے اس فہرست میں اس لئے لکھا کہ مناسب نہ جانا کہ وہ ہماری نظر سے نہیں گزرا۔ باقی رسائل مستند فہرست بالا سے بعض تو ہمارے کتاب خانہ میں موجود ہیں اور اکثر ہمارے دستاویزوں مولوی نجم الدین حسن مدرسی کے کتب خانہ میں اللہم اغفرہ

باب اول متعلق باصول جمل

فصل اولہ المتعلقہ بمراتب ابتدائی

(۲) فنِ جمل کی تاریخ

مستعمل تھا جیسا کہ ایک حدیث شریف سے اس کا پتا چلتا ہے یعنی امام محمد بن اسحق
المطلبی المعروف بابن اسحق نے کتاب سیرۃ میں اور امام محمد بن اسماعیل البخاری نے کتاب
التایخ میں اور شیخ ابو محمد عبد الملک بن ہشام الحمیری نے کتاب سیرۃ میں اور نیز
دوسرے محققین نے اپنی تصنیفات میں اس حدیث مبارک کا ذکر فرمایا ہے۔
قاضی بریضاوی اور نیز دوسرے مفسرین نے سورۃ بقرہ کے حروف مقطعات
کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ علماء یہود نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے سوال
کیا اور آپ نے تعداد میں کو اعداد حروف مقطعات سے مطابق فرما کر جواب دیا۔
شیخ الحدیث جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے حاشیہ تفسیر بریضاوی میں جو
شواہد الافکار سے موسوم ہے اور نیز تفسیر در المنثور میں کتب معتبرہ حدیث کے حوالہ
سے اس کا تذکرہ کیا ہے۔

عبد الرحمن بن خلدون نے بھی مقدمہ تایخ میں لکھا ہے۔

شیخ شہاب الدین احمد خفاجی نے حاشیہ تفسیر بریضاوی میں لکھا ہے کہ

وقیل انہ معروف فی اللغات القدیمہ کالعبرانیۃ وہو کثیر فی التورۃ کما فی
رسالۃ فضائح الیہود للغرالی (انتہی) (ترجمہ) حساب جمل کی نسبت کہا گیا
ہے کہ وہ قدیم زبانوں کا (جیسے عبرانی زبان ہے) مشہور فن ہے۔ اور تورات میں
کثرت سے مستعمل ہوا ہے جیسا کہ امام غزالی نے اپنی کتاب فضائح الیہود میں ذکر کیا ہے
ابن خلدون نے مقدمہ تایخ میں لکھا ہے کہ دلالت ہذہ الحروف علی تلك

الاعداد لیست بطبیعیۃ ولا عقلیۃ وانما ہی بالتواضع والاصطلاح الذی یشہونہ
حساب الجمل لغم انہ قدیم مشہور (انتہی) (ترجمہ) دلالت ان حروف کی ان

ہم کہتے ہیں کہ جمل صغیر کو فن جمل کی ایک قسم قرار دینا چاہیے۔ ان اقسام کی تعریف اور ان کا باہمی فرق اور نیز یہ کہ جمل صغیر کو اس مقام پر اصل کا قائم مقام کیوں قرار دیا گیا۔ ان تمام امور کو ہم اسی فصل کے ایک خاص بیان میں جو اقسام فن جمل سے موسوم ہو گا ذکر کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔

کتاب محاضرات الاوائل میں مذکور ہے کہ حکیم فیثاغورث نے جو (میرسل) ول کا شاگرد تھا) اسرار حروف واسماء روحانیہ کی نسبت تحقیقاً نہ بحث کی ہو اور طلسم کا واضح بھی یہی شخص ہے اور علم وفق بھی (جس کی بنا علم جمل پر قائم ہے) اسی کا وضع کیا ہوا ہے۔ اسی کے متعلق تاریخ حکما میں ذکر ہے کہ اول من علم الوفق

وعمل منه العجائب فیثاغورث المذكور ولہ فی الاوقات العدویۃ عجائب (انہی) یعنی پہلا شخص جس نے علم وفق کو بنایا اور اس سے عجائبات کو پیدا کیا وہ فیثاغورث ہے اور فنون اوقات میں جو اعداد می فن ہے عجیب چیزیں اسی سے منسوب ہیں۔

بعض رسائل میں اس کا ذکر ہے کہ زبر و بیات کے قاعدہ کا واضع حکیم ارسطاطالیس ہے۔ صاحب معدن الجواہر فرماتے ہیں کہ ایسا کہنا درست نہیں ہے اس لئے کہ زبر اور جمل صغیر دونوں ایک ہیں۔ اور جمل صغیر کی نسبت یہ بات پایہ تحقیق کو پہنچ چکی ہے کہ اس کا واضع حق جمل شانہ ہے پس اس کو ارسطاطالیس سے منسوب کرنا عقل سے بعید ہے۔

ہم یہ عرض کرتے ہیں کہ جن اہل تحقیق نے زبر و بیات کی ایجاد کو حکیم ارسطاطالیس سے منسوب کیا ہے وہ قابلِ حریف گیری نہیں ہیں۔ اگر مان لیا جائے کہ ہر ایک

حرف کے مقابلہ میں عدد کے قائم کرنے کا واضع خداوند کریم ہے تو قاعدہ زبر و بیٹا کی ایجاد سے اس میں کوئی نقصان نہیں آتا اس لئے کہ ہر ایک حرف کی ملفوظی شکل یعنی اسم حرف کے اعداد کو زبر و بیٹا کہتے ہیں مثلاً (ا) جس کی ملفوظی شکل (الف) ہے اس کے عدد بقاعدہ حمل (۱۱۱) ہیں پس شکل ملفوظی کے پہلے حرف کے عدد کو اصطلاح حمل میں (زبر) کہتے ہیں اور باقی کے اعداد کا نام (بیٹا) ہے یعنی (الف) میں حرف اول (ا) کا عدد (۱) زبر کہلاوے گا۔ اور حروف باقیہ - ل - ف - کے اعداد (۱۱۰) بیٹا سے موسوم ہوں گے۔ اسی طرح (ب) کا ملفوظ (با) ہے جس میں (اب) کا عدد (۲) زبر ہے۔ اور (۱) کا عدد (۱) بیٹا ہے۔ اور واضعان اقسام حمل (زبر) ہی کو حمل صغیر کہا ہے۔ اور بیٹا کو حمل وسیط سے موسوم کیا ہے۔

اس حالت میں اگر ہم قاعدہ زبر و بیٹا کی وضع کو کسی حکیم سے منسوب کریں تو ہمارا یہ کہنا اس امر سلسلہ کے مغائر نہیں ہے کہ حمل کا واضع حکیم مطلق ہے۔ اس لئے کہ حمل اصل ہے اور اس کے تمام اقسام اس کے فروع۔

ہماری تحقیق اور اسے میں حکیم مطلق کو واضع حمل صغیر کہنا ہی من وجہ درست نہیں ہے جیسا کہ صاحب معدن الجواہر نے فرمایا ہے بلکہ اس کو مطلقاً حمل کا واضع کہنا چاہیے۔ لائق مصنف موصوف کے ذہن مبارک میں یہ اسکال اسی لئے پیدا ہوئی ہے کہ آپ نے حکیم مطلق کو واضع حمل صغیر تسلیم کرنے میں زیادہ غور نہیں فرمایا ہم بلحاظ تعریفات اقسام و اقوال صاحبان تحقیق یوں کہہ سکتے ہیں کہ حمل کا واضع حکیم مطلق ہے۔ اور واضع حمل صغیر و کبیر (یعنی زبر و بیٹا) حکیم اصطلاحی ہیں۔

اسی طرح بعض اہل تحقیق نے لکھا ہے کہ جمل کبیر کا واضح ہی حکیم ارسطو
طالیس ہے۔ اور صاحب معدن الجواہر نے اس تحقیق پر ہی اپنا اختلاف ظاہر
فرمایا ہے۔

ہم کہتے ہیں کہ اس کے تصفیہ کے لئے ہی ہمارا وہ بیان کافی ہے جو گرا
جس کے بعد کوئی محل اشکال باقی نہیں رہتا۔

علمائے سنسکرت کا قول ہے کہ واضح حروف مقطعات ہی واضح جمل ہر
اس فن کے متعلق سنسکرت میں متعدد کتابیں ہیں اور خاص خاص علوم کو متقدمین
قاعدہ ترقیم میں لکھا ہے (قاعدہ ترقیم کا ذکر منے اس کتاب کی فصل دوم متعلقہ
باب دوم میں کیا ہے۔) سنسکرت میں ایک لاکھ اسی ہزار الفاظ ایسے ہیں جنکو
اعداد مقرر میں یعنی اعداد حروف کے سوا اعداد الفاظ کا بھی قاعدہ مقرر ہے اعداد
حروف میں سنسکرت نے عدد ہزار پر قناعت نہیں کی ہے بلکہ مرتبہ الف کے بعد ایک
حرف کا عدد لاکھ ہے اسی طرح ایک حرف کا عدد کروڑ ہے اور یہ سلسلہ ختم تعداد
حروف تک مسلسل چلا گیا ہے بدین وجہ کہ سنسکرت میں حروف تہجی کی تعداد ۲۸ ہے
ہے لہذا اعداد کے مراتب بھی زیادہ ہیں اور اعداد الفاظ کا قاعدہ اختصار کے لئے قائم
ہوا ہے اور دنیا میں اسپر عمل سات ہزار سال سے بیان ہوا ہے اور اس کی وضع کا
سہرو مخلوق سے کسی کے سر نہیں ہے یعنی اون کے پاس بھی حلاق اکبر جل جلالہ وضع
جل ہے۔

فن جمل کو سنسکرت میں سنگیت و دیا کہتے ہیں اور اس کا رتبہ حروف سے مقدم
مانا گیا ہے یعنی حروف ہر دنیا کی حاجتیں اس قدر نہیں پوری ہونیں جس قدر قاعدہ ترقیم

اور اعلیٰ علوم کی اکثر کتابیں قاعدہ ترقیم میں لکھی گئیں ہیں۔ مگر نقل نویسی نے قاعدہ ترقیم میں غلطیوں کا طومار باندھ دیا۔ اور غلط نگاروں کی بدولت ہند سون کی شکل کچھ سے کچھ ہو گئی۔ اور ترقیم میں قواعد کثیرہ کی تدوین اور ادون کی تعریف اسکے بخل نے صد ہا کتابوں کو لایجمل قرار دیا۔ آج ہم ان کو صرف دیکھتے ہیں اور پڑھ نہیں سکتے۔ ناٹکے ہتون پر ایسی چیزیں بہت سی ہیں اور بعض کی نسبت یہ بتا ہی چلا ہے کہ فلاں فن میں لکھی گئیں ہیں۔ لیکن کاتب نے اس تحریر کے آغاز میں قواعد ترقیم کا کوئی اشارہ نہیں کیا جس سے ہم ادون کے مطالب سے فائدہ حاصل نہیں کر سکتے۔

(۳) غایت جمل کا بیان

اس فن لطیف سے اہل جفر و نجوم و تنسیخ و غیرہ کی جو کچھ بھی غایت رہی لیکن اہل جمل نے اس سے دوطرفہ کام لیا ہے۔

(۱) ہند سون کا کام حروف سے۔ (۲) حروف کا کام ہند سون سے۔
نمبر (۱) کا استعمال عرب میں اس طرح پایا گیا ہے کہ ابتدا میں کل حسابی مقاصد حروف ہی سے حاصل کئے جاتے تھے۔ یعنی رقمی ہند سون کی ایجاد سے پہلے تمام حساب کتاب حروف ہی میں بقاعدہ جمل ہوا کرتا تھا۔ اوراق کتب پر شمار کئے نہر بھی حروف ہی میں لکھے جاتے تھے۔ بعض پرانی کتابیں ہمارے ہاں سے بھی گزری ہیں جن کے صفحات پر حروف ہی سے شمار قائم تھا۔ بقول بعض اہل تاریخ کے جب عربوں نے باغراض حسابی ہند سون کو ایجاد کیا تو اعداد کی مختصر شکل سے انکو تسکین نہ ہوئی اس لئے کہ اکثر ہند سون کی شکل سہل التغیر ہے خصوصاً صفر۔ پہر عربوں نے نقد کی کاروبار

کے لئے رقمی ہندسے ایجاد کئے جن کی تشکیل معنی خیز اور حروف سے مرکب ہیں۔
 ہم نے اپنی تالیف سیاق و سباق میں ان ہندسوں کی حقیقت تفصیل کے ساتھ لکھی ہے۔ لیکن
 رقمی ہندسوں کے وضع ہونے کے بعد بھی وہ حسابی کاروبار جو رقمی معاملات کے سوا تھا
 حروف ہی میں قائم رہا۔ ہم نے بعض عبرانی ایسے کتب بھی دیکھے ہیں جو سنہ چار سو پچاس کے بعد
 لکھے گئے ہیں جن کے صفحات کا شمار بھی حروف ہی میں پایا گیا۔

بعض محققین نے اس کا ذکر کیا ہے کہ توریت میں بعض احوال یعقوب علیہ السلام
 ۶۱۳۔ احکام کی تعداد کو (تربیع مصوب) کے الفاظ میں بیان کیا گیا ہے اور اس میں
 حین کا عدد بعض ۰ کے برابر لکھا ہے۔ یہ عددی اختلاف تو اختلاف مذہب کا
 نتیجہ ہے جس کا بیان ہر فصل دوم کے آخر میں ایک خاص مقام پر کریں گے۔
 بہر حال یہ امر مسلمہ ہے کہ واضع جمل کی غایت اس فن کے وضع کرنے
 یہی تھی کہ کتابت کے اغراض کے ساتھ حسابی ضرورت بھی حروف ہی سے پوری ہو
 اگر یہ مقصد نہ ہوتا تو واضع حروف حروف کے ساتھ ساتھ ہندسوں کے اسکاں بھی
 وضع کرتا کیونکہ دنیوی کاروبار میں غرض کتابت حروف و حساب ایک دوسری کی
 لازم و ملزوم ہے۔

اہل تاریخ نے ہر ایک زبان کے ہندسوں کے وضع کی تاریخ مختلف طریقوں پر لکھی
 لیکن کسی نے ہندسوں کی قدامت کو حروف کے ساتھ مساوی نہیں تسلیم کیا ہے۔
 جب ہر ایک زبان کے ہندسوں کا واضع کوئی نہ کوئی شخص مانا گیا ہے اور یہ کہا گیا
 کہ اس سے پہلے ہندسوں کا وجود نہ تھا تو اس سے یہی قیاس قائم ہوتا ہے کہ ہر ایک
 زبان میں ہندسوں کی ایجاد سے قبل حروف ہی سے حسابی کام لیا جاتا تھا۔

پس واقعات کی یادگار کے لئے چند ایسے حروف کا جمع کر دیا جن کے مجموعی اعداد سند واقعہ کے مساوی ہوں اسی پہلی غایت میں داخل ہے۔ یہ منہ بہت کچھ تلاش کی لیکن ہمکو عربی زبان نہ تھا کہ کلام سے کوئی ایسے الفاظ تاراجی لاتے نہ آسے جو معنی آ رہی ہوں اور نفس واقعہ کے ساتھ تعلق رکھتے ہوں۔ ہم اس کا تفصیلی بیان اس کتاب کے دوسرے باب میں ضمن (تاریخ) کریں گے انشاء اللہ۔

حاصل یہ ہے کہ حروف سے ہندسوں کا کام لینا فن حمل کی پہلی غایت ہے اور اسکو غایت اصلی سمجھنا چاہیئے۔

نمبر (۲) یعنی دوسری غایت کو غالباً تابعون نے اپنے زور طبیعت سے پیدا کر لیا ہے اور سمجھا جاتا ہے کہ یہ طریقہ کتابت راز کے لئے بہت مفید ہے۔ اہل تفسیر و فہم و دعوت نے تو اپنے قواعد کے مطابق اس سے کام لیا ہے لیکن عموماً خط و کتابت کا ہندسوں ہی میں کرنا اختراع طباعان عجم کہا گیا ہے جس کو ہم اس کتاب کی فصل دوم باب دوم میں بیان کریں گے۔ اس موقع پر دوسری غایت کے اظہار میں ہم اسی قد بیان پر قناعت کرتے ہیں کہ اصطلاح حمل میں اسی کا نام ترقیم ہے اور قاعدہ ترقیم سے بہ نسبت اور زبانوں کے سنسکرت نے زیادہ کام لیا ہے ہندوستان میں بھی فی زمانہ اس پر عمل درآمد ہے۔ جس اصول پر ٹلگراف یعنی تار برقی کا کام جاری ہے وہ قریباً اسی کے ہے۔ اگرچہ اس میں اعداد و حروف حمل کی مطابقت نہیں ہے۔

فصل دوم متعلق بہ موضوع حمل

(۱) حروف و اعداد حروف کا بیان

(۱) عربی زبان کے متعلق صاحب قاموس فرماتے ہیں کہ لفظ حرف کا اطلاق صرف لغوی

یعنی حرف ہجاء پر ہے جو کلمہ کا مادہ ہے اور نیز حرف اصطلاحی یعنی حرف معنوی پر جو کلمہ کے اقسام سے گانہ سے ایک قسم ہے۔ حرف کی جمع حروف اور حرف آئی ہے اور یہ عربی زبان کا لفظ ہے۔

حروف ہجاء کو حروف تہجی اور حروف مبالغی اور حروف معجم اور حروف منفرد اور مفردات اور حروف منقصدہ و مقطعات بھی کہتے ہیں۔

علامہ بولانی نے شمس المعارف الکبریٰ میں فرمایا ہے کہ ان سرکل امثلی کتابا و سر کتاب اللہ تعالیٰ فی الحروف و الحروف مختلفۃ الاشکال الخ یعنی تحقیق ہر ایک امثہ کا بھیدا اس کی کتاب میں ہے اور کتاب اللہ کا بھید حروف میں اور حروف مختلفۃ الاشکال رکھتے ہیں۔

شیخ اکبر نے فتوحات مکیہ میں ارشاد فرمایا کہ (۵) ان الحروف امثہ الالفاظ، شہدت بذلک السن الحفاظ، (ترجمہ شعر) یہ تحقیق حروف امثہ ہیں الفاظ کے اور گواہی دیتی ہیں اس پر حفاظ کی زبانیں۔

کتب معتبرہ سے یہ بات ثابت ہے کہ زبان عربی کے حروف تہجی سے پہلے ابو البشر آدم صلی اللہ علی نبینا وعلیہ السلام پر نازل ہوئے جن کا مجموعہ الفاظ دین ہے۔ آپشت۔ تہجی۔ ذر۔ زس۔ شص۔ عنت۔ طعیف۔ تکم۔ نوہی۔ شیخ علی دود نے کتاب محاضرة الاوائل و مسامرة الاواخرین تفسیر الفصول

سے نقل کیا ہے کہ اول ما نزل علی آدم علیہ السلام عشرہ صحیف۔ اول لیلۃ من شہر رمضان و کان فیہا سورۃ مقطعة بحروف (الخ) و کان فی الصحف الحروف التسعة والعشرون (انتہی) یعنی پہلو جو چیز آدم علیہ السلام پر شہر رمضان کی پہلی رات میں

نازل ہوئی وہ دس صحیفہ ہیں اور انہیں میں تہا سترہ حروف مقطعات اور اون صحیفوں میں ۲۹ حروف
 علامہ بولنی نے شمس المعارف میں بحوالہ بحر الوقت لاحقہ ابون فرمایا ہے کہ
 اول کتاب انزل علی آدم علیہ السلام حروف المعجم الخ یعنی پہلی کتاب جو آدم علیہ
 السلام پر نازل ہوئی وہ حروف المعجم ہیں۔

پھر آپ ہی نے ذکر کیا ہے کہ لما سئل صلی اللہ علیہ وسلم عن حروف المعجم
 فقال ا ب ت ث ج ح خ د ز س ش ص ض ط ظ
 ع غ ف ق ک ل م ن و ہ لا ی۔ یعنی جب سوال کیا گیا
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حروف المعجم کا تو آپ نے فرمایا کہ حروف
 المعجم ا ب ت ث (الخ) ہیں۔

پھر علامہ موصوف کا قول ہے وہی عربیۃ فعلا عربیۃ و فیہا اسرار جمیع
 الکتاب والصحف المنزلة و زیادة علیہا و اما الابد فسر بانیۃ (الخ) یعنی چون کہ
 وہ حروف عربی ہیں لہذا آپ نے اون کا نام عربی حروف رکھا اور انہیں حروف
 میں تمام نازل شدہ کتابوں اور صحیفوں کے اسرار میں اور اون کے علاوہ اور اسرار
 بھی ہیں۔ لیکن ابجد سریانی ہے۔

شیخ الحدیث جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب المظہر میں لکھا ہے کہ
 قال عبد الملک ابن حبیب کان اللسان الاول الذی نزل بآدم من الجنة عربیاً
 الی ان بعد العہد وطال محرف و صار سریانیاً و ہو منسوب الی ارض سورۃ وہی
 ارض البحرینۃ بہا کان نوح علیہ السلام و قومہ قبل الغرق (الخ) یعنی فرمایا عبد الملک
 بن حبیب نے کہ پہلی زبان جس کے ساتھ آدم علیہ السلام جنت سے اتر آئے عربی

تھی۔ زمانہ دراز کے بعد تحریف ہو کر سریانی ہو گئی اور وہ منسوب ہے ملک سورن کی جانب۔ اور ملک سورن ایک جزیرہ تھا جس میں تھے نوح علیہ السلام اور ان کی قوم غرق ہونے سے پہلے

جس قدر ہم نے اوپر عرض کیا ہے اس کا ما حاصل یہ ہے کہ حروف تہجی کی معلّم اول اور منثّل۔ خداوند کریم ہے جل جلالہ۔ اور ابوالہشہ آدم علیہ السلام پہلے شخص ہیں جن پر حروف عربیہ نازل ہوئے جن کی صراحت نبینا علیہ السلام نے فانی ابجد آدم میں جس کے الفاظ کا ذکر اوپر ہوا ہے انہیں حروف عربیہ کا سلسلہ ہے اور ابجد معروفہ و مروجہ میں حروف تو وہی ہیں لیکن ان کا سلسلہ اور ان کی ترتیب اس ابجد کے الفاظ سریانی زبان کے ہیں اور اسی ابجد کو بعض محققین نے ابجد نوحی کہا ہے۔ جو نوح علیہ السلام سے منسوب ہے۔

بعض اہل تحقیق نے حروف تہجی کی تعداد ۲۹ بیان کی ہے۔ اور لا کو ایک حرف قرار دیا ہے اور بعض نے اس سے اختلاف کیا ہے۔ اور بعض زمرہ کو بھی حروف میں شمار کیا ہے اور اس طریقہ سے ۲۹ کی بھرتی کی ہے لیکن اس میں بھی بہت کچھ اختلاف رہا ہے۔ اہل جمل و دق و دعوت و سیمیا وغیرہ کا اتفاق اسپر ہے کہ ہمزہ کو تعداد حروف تہجی میں شمار نہ کرنا چاہیے اور حروف تہجی کو ۲۸ تسلیم کرنا چاہیے۔ چنانچہ۔

جابر بردی نے بھی شرح شافعیہ میں لکھا ہے کہ وکان المبرّد یعدّ لثمانیۃ

وعشرین ویکرک الهمزة ویقول الهمزة لا صورة لها وانما تکتب تارة واو تارة یاء و تارة الفا فلما عدّ ما مع الحروف التي اشکالها معنوفة و معروفه ذکر

یعنی نمبر و نحوی نے حروف تہجی کو ۲۸ شمار کیا ہے اور ہمزہ کو ترک کیا ہے۔ اس لئے کہ ہمزہ کو لئے کوئی صورت نہیں ہے یعنی وہ کہیں واؤ کی شکل میں ہوتا ہے اور کہیں یا کی شکل میں اور کہیں الف کی۔ لہذا ہمزہ کو اون حروف میں شمار نہیں کیا جن کی شکلیں محفوظ اور معروف ہیں۔

الحاصل واضح جمل نے ۲۸ حروف تہجی عربی سے بسلسلہ ترتیب ابجد و حی ہر ایک حرف کے لئے ایک عدد خاص قرار دیا ہے پس اعداد کے سلسلہ اور ترتیب میں پہلا درجہ اعداد کا ہے یعنی اکائیوں کا۔ اور دوسرا درجہ عشرات یعنی دہائیوں کا اور تیسرا درجہ مات کا یعنی سیکڑے۔ اور چوتھا درجہ الوف کا جس میں صرف ایک حرف کے ایک ہزار عدد ہیں۔ اس لئے کہ مجموعی تعداد حروف میں گنجائش اسی قدر تھی۔

ہم اس موقع پر ابجد آدم سے قطع نظر کرتے ہیں جو کہ متروک ہے اور بدینہ جو کہ ابجد نوحی قبول اور قریح ہے صرف اسیکوہ یہ ناظرین کہتے ہیں۔ اور یہ بات ہم کو متحقق نہ ہو سکی کہ ابجد آدم کو جس کے حروف کی ترتیب ترتیب مروجہ حروف تہجی کے ساتھ مطابقت تھی کیونکہ فروغ نہ ہوا۔

الغرض واضح جمل نے ۲۸ حروف تہجی سے ۹ حروف کو اعداد کے لئے مخصوص کیا اور نو کو عشرات کے لئے۔ اور نو کو مات کے لئے۔ اور ایک حرف کو الف کے لئے۔ ملاحظہ ہو نقشہ ذیل جس کو ہم نے نقشہ (الف) سے موسوم کیا ہے جس میں یہ چاروں درجہ مع ہر ایک حرف کے عدد مقررہ کے ظاہر ہوتے ہیں

نقشہ الف									
ا	ب	ج	د	ه	و	ز	ح	ط	اعداد
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	
ی	ک	ل	م	ن	س	ع	ف	ص	عشرات
۱۰	۲۰	۳۰	۴۰	۵۰	۶۰	۷۰	۸۰	۹۰	
ق	ر	ش	ت	ث	خ	ذ	ض	ظ	مئات
۱۰۰	۲۰۰	۳۰۰	۴۰۰	۵۰۰	۶۰۰	۷۰۰	۸۰۰	۹۰۰	
غ									الف
۱۰۰۰									عدد

اسمعیل بن محمد القنوی نے حاشیہ تفسیر بیضاوی میں انہیں چار مراتب کا ذکر کیا ہے اور ہر ایک حرف کے مقابل انہیں اعداد کو قائم کیا ہے جو نقشہ بالا میں لکھے گئے ہیں اور کہا گیا ہے کہ یہ مذہب مشارقہ کا ہے۔ مغاربہ کو اس سے کسی قدر اختلاف ہے۔ جس کا تفصیل بیان اسی فصل میں آوے گا۔

بعض اہل جمل نے لکھا ہے کہ کل حروف پنجی کو اون کے اعداد کے ساتھ دو سطروں میں لکھنا چاہیے۔ سطر اول کا نام اصطلاح جمل میں اساس ہے اور سطر دوم کا نام نظیرہ۔ اس اعتباری عمل سے اعداد حروف میں کوئی فرق نہیں آتا۔ ہم نقشہ ذیل میں جس کو نقشہ (ب) سے موسوم کرتے ہیں۔ اس ترتیب کو بھی ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔

نقشہ ب												
اس	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳
۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶
۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	۳۲	۳۳	۳۴	۳۵	۳۶	۳۷	۳۸	۳۹
۴۰	۴۱	۴۲	۴۳	۴۴	۴۵	۴۶	۴۷	۴۸	۴۹	۵۰	۵۱	۵۲

اساس - زبان عبری کا لفظ ہے۔ لفتح اول و ثانی یعنی بنیاد (کہ انی منہی الارب) اور لفظ نظیرہ بھی عبری ہے۔ بقول صاحب منہی الارب کسفینہ - یعنی مہتر قوم و دید بان و نگہبان لشکر۔ اور نظیر کے معنی مثال کے بھی ہیں۔ اور اس اصطلاح میں نامے تانیث صرف بلحاظ جمع حروف ہے۔

صاحب لمخص تسلیم نے ان دونوں اصطلاحی ناموں کو انہیں دونوں سطر کے مقابل لکھا ہے جس کی نقل ہم نے نقشہ (ب) میں کی ہے۔ لیکن بعض اہل تحقیق کے قول سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ صاحب لمخص تسلیم یا کاتب مطبع نے دوسری سطر کے بعض حروف کو صرف اصول تنصیف پر سطر اول میں شامل کر دیا ہے درحقیقت (نقشہ الف) ہی کی پہلی سطر کا نام اساس ہے جس میں کل حروف متعلق باحادین او زطاہر ہے کہ احاد بنیاد میں عشرات اور مات اور الف کی دوسری سطر میں اون حروف کو لکھنا چاہیئے جو عشرات اور مات اور الف سے متعلق ہیں جو نظیرہ میں سطر اول کے۔ پس ہماری تحقیق میں نقشہ صحیحہ (ب) حسب ذیل ہوگا۔

نقشہ صحیحہ

سطر اول یعنی اساس

حرف	—	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹
اعداد	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰

سطر دوم یعنی لطیفہ

حرف	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	۳۲	۳۳	۳۴	۳۵	۳۶	۳۷	۳۸	۳۹	۴۰	۴۱	۴۲	۴۳	۴۴	۴۵	۴۶	۴۷	۴۸	۴۹	۵۰	۵۱	۵۲	۵۳	۵۴	۵۵	۵۶	۵۷	۵۸	۵۹	۶۰	۶۱	۶۲	۶۳	۶۴	۶۵	۶۶	۶۷	۶۸	۶۹	۷۰	۷۱	۷۲	۷۳	۷۴	۷۵	۷۶	۷۷	۷۸	۷۹	۸۰	۸۱	۸۲	۸۳	۸۴	۸۵	۸۶	۸۷	۸۸	۸۹	۹۰	۹۱	۹۲	۹۳	۹۴	۹۵	۹۶	۹۷	۹۸	۹۹	۱۰۰
اعداد	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	۳۲	۳۳	۳۴	۳۵	۳۶	۳۷	۳۸	۳۹	۴۰	۴۱	۴۲	۴۳	۴۴	۴۵	۴۶	۴۷	۴۸	۴۹	۵۰	۵۱	۵۲	۵۳	۵۴	۵۵	۵۶	۵۷	۵۸	۵۹	۶۰	۶۱	۶۲	۶۳	۶۴	۶۵	۶۶	۶۷	۶۸	۶۹	۷۰	۷۱	۷۲	۷۳	۷۴	۷۵	۷۶	۷۷	۷۸	۷۹	۸۰	۸۱	۸۲	۸۳	۸۴	۸۵	۸۶	۸۷	۸۸	۸۹	۹۰	۹۱	۹۲	۹۳	۹۴	۹۵	۹۶	۹۷	۹۸	۹۹	۱۰۰

(۲۲) فارسیوں اور ہندیوں کا عمل جمل | مساجد ان تحقیق پسند فرمایا ہے کہ جب فارسیوں کی

اس فن کو اپنی زبان میں مروج کیا تو ان کو ضرورت پیش آئی کہ زبان فارسی کو مخصوص

حروف پ پ چ ج کے اعداد قائم کریں پس انہوں نے پ کو ب کا قائم مقام

قرار دیا۔ اور ج کو چ کا قائم مقام تجویز کیا۔ اور ژ کو ز کا عدیل۔ اور گ کو

ک کا مسادی۔

جب ہندوستان میں یہ فن شائع ہوا تو ہندیوں نے فارسیوں کی پیروی کی

ٹ۔ ڈ کو ت۔ د کا قائم مقام کیا۔ اور ژ کو ز کی جگہ دی۔ اس تصرف جائز کی تصدیق

ہم نقش ذیل میں دیئے ناظرین کہتے ہیں جس کو ہم نے نقشہ (ج) سے نامزد

کیا ہے۔

نقشہ ج

۱	ب	پ	چ	ج	ڈ	ڈ	و	ز	ح	ط
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱

ی	ک	گ	ل	م	ن	س	ع	ف	ص
۱۰	۲۰	۳۰	۴۰	۵۰	۶۰	۷۰	۸۰	۹۰	
ق	ر	ش	ت	ث	خ	ذ	ض	ظ	
۱۰۰	۲۰۰	۳۰۰	۴۰۰	۵۰۰	۶۰۰	۷۰۰	۸۰۰	۹۰۰	
غ									
۱۰۰۰									

(۳) زبان سنسکرت کا جمل | سنسکرت کے بعض عالموں کا قول ہے کہ بونے طریقہ
 جمل کو زبان سنسکرت سے اخذ کیا ہے اور اس کے متعلق ہم اپنی تحقیق کو ایک حد تک
 فصل اول میں بیان کر آئے ہیں۔ سنسکرت کے کل حروف مقطعات (۳۶) ہیں
 (پنڈت جگت پرشاد و دیا بوشن ترکہ سروینی۔ انتخاب ہند) نے سچ کہا
 کہ الف کے درجہ میں حروف سنسکرت متعدد ہیں اور عربوں نے قلت حروف
 کی وجہ سے صرف غ کے عدد ۱۰۰۰ پر قناعت کی ہے پس سنسکرت کی کثرت
 حروف کی وجہ سے مرتبہ الف بھی مثل اور مراتب کے کامل ہے۔
 الغرض حروف سنسکرت اور ان کے اعداد مقررہ کی صراحت ہم نے
 نقشہ ذیل میں کی ہے جس کو نقشہ (د) سے موسوم کرتے ہیں۔
 جس طرح ابجد نوحی میں سلسلہ حروف بھی باغراض جمل بدلا ہوا ہے
 سنسکرت میں بھی باغراض جمل کا سلسلہ جمل قائم نہیں ہے۔ اور جس طرح
 ابجد آدم میں بمقابلہ ابجد نوحی اعداد مقررہ میں اختلاف ہے اس طرح سنسکرت میں
 کوئی خاص ابجد بجاظ ترتیب حروف ابجد آدم کے قائم مقام نہیں ہے۔

الف		ب		عشر		ا ح ا ر	
اعداد	لفظ	اعداد	لفظ	اعداد	لفظ	اعداد	لفظ
۱۰۰۰	د	۱۰۰	ر	۱۰	ن	۱	پ
۱۰۰۰۰	ک	۲۰۰	گا	۲۰	ج	۲	ر
۱۰۰۰۰۰۰	چ	۳۰۰	ری	۳۰	جے	۳	ل
۱۰۰۰۰۰۰۰۰	ا	۴۰۰	سو	۴۰	ر	۴	ش
۱۰۰۰۰۰۰۰۰۰	ز	۵۰۰	ڈ	۵۰	و	۵	ک
۱۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰	س	۶۰۰	ڈ	۶۰	خ	۶	آ
۱۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰	ی	۷۰۰	ٹ	۷۰	س	۷	خ
۱۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰	آ	۸۰۰	ڈ	۸۰	با	۸	ن
۱۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰	پ	۹۰۰	ک	۹۰	و	۹	ر

اور بدین وجہ کہ عربی میں ابجد آدم خود متروک ہے اور ابجد نوحی ہی پر عمل ہو لہذا سنسکرت کو عربی کے ساتھ اس خاص باب میں اتحاد کامل ہے۔ ہمارے اس بیان کو ناظرین اس وقت سمجھ سکیں گے جب کہ آئندہ بیان (الفاظ جمل) سے ابجد آدم اور ابجد نوحی کے فرق پر قادر ہوں۔

(۴) رومیوں کا جمل | رومیوں نے بھی اس فن کی جانب توجہ کی ہے اور اسکی خایت پر غور کر کے اپنی زبان کے صرف ۷ حروف کے لئے اعداد قرار دیئے ہیں اور انہیں ۷ حروف کی تکرار سے حسابی کل مراتب میں کام لیا ہے۔ بلکہ کسی تالیف میں اس کا پتا نہیں ملا کہ اس کا واضع کون ہے۔ اور کس زمانہ سے ان کے پاس یہ عمل جاری ہے۔ ان کی ایجاد کے اعلیٰ قدر دان اس وقت مغربی قومین ہیں جن میں سے ایک انگریز بھی ہیں جن کے پاس۔

(۱) حرف ال	کا ایک عدد محسوب ہوتا ہے اور
(۲) حرف و	کا عدد پانچ ہے اور
(۳) حرف ی	کا عدد دس ہے اور
(۴) حرف ایل	کا عدد پچاس ہے اور
(۵) حرف بھی	کا عدد سو ہے اور
(۶) حرف ڈی	کا عدد پانچ سو ہے اور
(۷) حرف ایم	کا عدد ہزار ہے -

ان کے اہل تاریخ لکھتے ہیں کہ عربی ہندسوں کی ایجاد ہونے سے قبل رومی

۱۵۰۰ سالہ اعداد اتنا اور عرب کا طرز عمل بھی تھا کہ ہندسوں کے عوض انہیں

۷ حروف سے حسابی کاروبار کرتے تھے۔ اور ہندسوں کے وضع ہونے کے بعد بھی بعض خاص کاموں میں اعداد کے عوض حروف سے کام لیا جاتا ہے۔
 زمانہ حال کے ایک طباع انگریزی شاعری نے حافظ شیراز کی تیاغ و تاخت (خاک مصلیٰ - ۷۹۱) کو انگریزی زبان میں اس خوبصورتی کے ساتھ ترجمہ کیا ہے کہ اگر اوس میں سے صرف حروف بالاکے اعداد شمار ہوں تو اون اعداد کے مجموعہ سے سنہ وفات حاصل ہوتا ہے۔ اس سے یہ بات ظاہر ہے کہ انگریزی شعر بھی فن جمل اور اوس کی غایت نمبر (۱) سے دل چسپی رکھتے ہیں۔ حافظ شیراز علیہ الرحمۃ کا جو دیوان یورپ میں چھپا ہے اس کے خاتمہ پر تیاغ متذکرہ عنوان جو ہے اگر طباع لوگ ہر ایک زبان میں جس میں فن جمل رائج نہ ہو ابجد آدم کے اصول پر تیاغ لکھنا چاہیں تو برابر لکھہ سکتے ہیں اور اون کی یہ جدت اس زبان کے لکچر پر احسان کرے گی کہ ایک لطیف فن کو انہوں نے اس میں داخل کیا۔

جن زبانوں میں فن جمل نہیں ہے اون میں اس فن کا دخل صرف باصول ابجد آدم ہو سکتا ہے ورنہ سلسلہ حروف مقطعات کو تہ وبالا کرنے کے لئے کوئی مستحکم اصول موجود نہیں ہے اور نہ یہ بات پایہ تحقیق کو پہنچتی ہے کہ واضح جمل عربی و سنسکرت نے حروف تہجی کے سلسلہ کو کس اصول اور کس بنیاد پر تہ وبالا کیا ہے۔ اس موقع پر چونکہ ہم ابجد آدم کو بہت قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اسلئے یہ ٹری خوبی ہے کہ غیر زبانوں میں جمل کو رواج دینے کے لئے ابجد آدم ہی رہنما ہے

(۲) الفاظ جمل کا بیان

بیان عام | صاحب معدن الجواہر نے لکھا ہے کہ ترتیب حروف تہجی کر لئے باجرا

جمل چند الفاظ موضوع اور مقبر میں بعض نے اون الفاظ کو الفاظ ابجد یہ کہا ہے اور
ابجد باد وجود یکہ سیرانی زبان کا لفظ ہے لیکن عربوں کے پاس بقاعدہ عبری اسکی جمع
ابو جاد آئی ہے جیسا کہ شیخ علی دود نے کتاب محاضرة الاولیاء میں لکھا ہے۔

قال السہیل۔ قد جرئی ابو جاد علی لفظ لایجوز الا ان یكون عربیاً تقول هذا ابو جاد
ورایت ابا جاد ومرت بابی جاد واختلف فی معناه (الخ) یعنی کہا ہے سہیلی نے
کہ ابو جاد ایک ایسے لفظ پر متعلی ہوا ہے جس کے لئے جائز نہیں ہے مگر یہ کہ جو
عبری۔ کہا جاتا ہے۔ ہذا ابو جاد۔ رایت ابا جاد۔ ومرت بابی جاد۔ اور اختلاف
کیا گیا ہے اس کے معنی میں۔

صاحب شمس اللغات نے لفظ ابو جاد کا ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ وہ
ابجد ہے۔ اور صاحب مؤید الفضل لفظ ابو جاد پر فرماتے ہیں کہ اس سے ابو جاد مراد
ہے۔ پس ابجد کی جمع ابجاد اور ابو جاد متحقق ہے۔ بڑی حیرت اس پر ہے کہ لغات
عرب اس سے ساکت ہیں۔

بعض محققین نے الفاظ ابجد نوحی کی نسبت لکھا ہے کہ وہ معنی دار ہیں۔ چونکہ
اون کا خیال ہے ہم اوس کو اسی بیان میں اس کے موقع پر یہ ناظرین کریں گے۔
اہل تحقیق کا اس پر اتفاق ہے کہ مختلف اعتبارات سے الفاظ جمل کے مختلف
اقسام ہیں۔ صاحب محض تسلیم نے بھی چند اقسام کا ذکر فرمایا ہے۔ اور صاحب مؤید
ابجاء ہر نے مع شئی زیادہ انکی تعریف کی ہے۔ لیکن طرز بیان میں کچھ ایسی گٹ بڑھ گئی
ہے کہ شائقین فن سمجھنے کے اشتیاق میں سرگرداں رہ جاتے ہیں۔ لہذا ہم نے اون کی ترتیب
نے صرف بیان اقسام کے طور پر قائم کی ہے بلکہ جا بجا اس بات کے سمجھانے کی بھی کوشش

کی ہے کہ کونسی قسم مورخ کے لئے کس موقع پر کام آتی ہے۔ بنیاد اعداد کے لحاظ سے مقدم تو وہی ابجد نوعی ہے جس کو ہم نے اپنی اس ترتیب میں دوسرا نمبر دیا ہے۔ لیکن قدامت کا سہرا با و آدم کی ابجد کے سر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسکو ہم سب سے پہلے عرض کرتے ہیں۔

(۱) ابجد آدم | سب سے قدیم اور پرانی ابجد کے الفاظ جن کو بعض محققین نو ابجد آدم کہا ہے (۷) ہیں۔

(۱)	ابتث	جس میں حروف	ا	ب	ت	ث	ہیں
(۲)	جحد	جس میں حروف	ج	ح	خ	د	ہیں
(۳)	وزس	جس میں حروف	ز	ر	س	ہیں	
(۴)	شصط	جس میں حروف	ش	ص	ض	ط	ہیں
(۵)	طعفت	جس میں حروف	ظ	ع	غ	ف	ہیں
(۶)	تقکلم	جس میں حروف	ق	ک	ل	م	ہیں
(۷)	نوہی	جس میں حروف	ن	و	ہ	ی	ہیں

ان الفاظ کے متعلق ہم کچھ زیادہ نہیں لکھیں گے اس لئے کہ ہم گزشتہ حصہ

کتاب میں بیان کر آئے ہیں کہ یہ ابجد متروک ہے۔ اگر یہ مروج رہتی تو اعداد و ہر جو مخصوصہ حروف ابجد نوعی میں ہی کا یا پلٹ ہو جاتی اور اس کا با و آدم ہی نرالا ہوتا اور اس کا نام بعوض ابجد کے ابتث رکھا جاتا اور اسکی اشاعت میں اعداد و مراتب حروف حسب نقشہ ذیل قرار پاتے۔

اعداد	ا	ب	ت	ث	ج	ح	خ	د	ذ
	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹
عشرات	ر	ز	س	ش	ص	ض	ط	ظ	ع
	۱۰	۲۰	۳۰	۴۰	۵۰	۶۰	۷۰	۸۰	۹۰
آلات	غ	ف	ق	ک	ل	م	ن	و	ه
	۱۰۰	۲۰۰	۳۰۰	۴۰۰	۵۰۰	۶۰۰	۷۰۰	۸۰۰	۹۰۰
الآلاف	م								
	۱۰۰۰								

بعض اہل تحقیق نے ابجد آدم کی تعریف کی ہے اس لئے کہ حروف تہجی کی مروجہ ترتیب اس میں قائم ہے۔ صاحب مختصر تسلیم نے لکھا ہے کہ اس ابجد کے ہر ایک لفظ میں پہلا حرف مفتوح ہے اور دوسرا یکسور اور تیسرا مضموں اور چوتھا ساکن۔

ہم نے اس کا ذکر صرف تاریخی طریقہ پر کر دیا ہے۔ جمل مروجہ میں اس کو کچھ دخل نہیں ہے۔ لیکن اگر کوئی مورخ اس صراحت کے ساتھ کہ ہم نے ابجد آدم پر عمل کیا ہے۔ تاریخ لکھے تو اسپر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔ ہماری رائے میں وہ خلف الرشید کہلانی کا مستحق ہوگا۔ اس لئے کہ اس نے باوا آدم کی ابجد کو زندہ کیا۔ صاحب معدن الجواہر نے ابجد آدم کا ذکر فرمایا ہے لیکن اس کے اعداد میں آپ سے غالباً تسامع ہوا ہے۔ آپ کا مرتبہ نقشہ حسب ذیل ہے۔

حروف	-	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴
اعداد	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵
حروف	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵
اعداد	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹

حروف تہجی کا سلسلہ اس کا متقاضی نہیں ہو سکتا کہ ہم اعداد میں بھی سلسلہ قائم رکھ کر مراتب کے اصل مقصد سے قطع نظر کریں۔ اگر ابجد آدم کے آخری عدد کا خاتمہ ۲۸ پر ہو جاوے تو باوا آدم پر بہت بڑا اعتراض وارد ہو گا۔

(۲) ابجد نوحی | ابجد نوحی کا دوسرا درجہ اس لئے غیر موزون نہیں ہے کہ اس کی نسبت کہا گیا ہے کہ اس کا نزول نوح علیہ السلام پر ہوا ہے جن کا لقب آدم ثانی تھا۔ اہل تحقیق کا اتفاق ہے کہ اس کے الفاظ سریانی زبان کے ہیں جن کو ہم ذیل میں عرض کرتے ہیں ۲۸ حروف مقطعات یعنی حروف تہجی سے اس کے لئے آٹھ الفاظ وضع ہوئے ہیں جو بقول بعض اہل لغت معنی دار ہیں۔

(۱) ابجد (۲) موزن (۳) خطی (۴) کلین
(۵) سَعْفَص (۶) قَرِشَتْ (۷) شَحْذ (۸) صَنْطَع

صاحب غیاث اللغات فرماتے ہیں کہ ابجد کنایت از حروف مفردات

کہ الف باتا تا۔ باشد تا آخر و ہمیشہ کلمہ معروف کہ بحباب جل بحببت ترتیب اعداد و حروف بھی داشته اند۔ آپ ہی کا قول ہے کہ صاحب مدارالافاضل فرمایا ہے کہ (۱) ابجد بمعنی ابی و جد فی العصیۃ یعنی باوا آدم پائے گنو گناہین یعنی گناہ اداں سے سرزد ہوا۔

- (۲) **مَنَوَز** بمعنی اشیع ہواہ۔ یعنی پیروی کی آدم نے ہواۓ نفسانی کا
- (۳) **حُطٰی** بمعنی حُطّٰی ذنّبہ بالتوبۃ والا ستغفار۔ یعنی محو کیا گیا
اوس کا گناہ توبہ اور راستغفار کی وجہ سے۔
- (۴) **کَلِمَتَی** بمعنی تکلم بکلمۃ قناب علیہ بالقبول والرحمۃ۔ یعنی کلام
کیا ایک کلمہ سے پس قبول ہوئی اوس کی توبہ پر روزگار
کی رحمت سے۔
- (۵) **سَعَفَص** بمعنی ضاق علیہ الدنیا فافیض علیہ۔ یعنی تنگ ہوئی
دنیا اسپر پس بہائی گئی اسپر یعنی بہت دی گئی۔
- (۶) **قَرَشَت** بمعنی اقتر بذنبہ قشرفت بالکرامۃ۔ یعنی اعتراض کیا
اپنے گناہ کا پس مشرف بکرامت ہوا۔
- (۷) **شَخْد** بمعنی اخذ من اللہ قوۃ۔ یعنی حاصل کی اللہ سے قوت
- (۸) **ضَطْع** بمعنی سدّ عنہ نزع الشیطان بالغریۃ۔ یعنی جانا
رہا اوس سے شیطان کا دباؤ بسبب کلام حق اور توحید کے
- بعض محققین نے صرف اس قدر لکھا ہے کہ یہ آٹھوں لفظ زبان سریانی کے ہیں
صاحب غیاث ہی کا قول ہے کہ بقول بعض ابا جاد نام ایک باؤشا
گزر رہے اور اسی کا مخفف ابجد ہے اور باقی سات کلمے اوس کے فرزندوں کے
نام ہیں۔
- پھر آپ نے فرمایا ہے کہ بعض نے کہا ہے کہ مرمر نام ایک شخص تھا جس نے
خط لکھنے کو، الحاد کو، اور یہ آٹھوں لفظ اوس کے آٹھ فرزندوں کے نام ہیں۔

پہر آپ ہی نے بحوالہ ضوابط عظیم لکھا ہے کہ ان آٹھوں الفاظ کے خاص معنی ہیں۔ یعنی (۱) ایجاد آغاز کیا (۲) ہوڑ لگیا (۳) حلی واقف ہوا (۴) کلین بنھگو ہوا (۵) سبب اس سے سبب (۶) قرشت ترتیب (۷) شجہ نگاہ رکھا (۸) ضبط تمام کیا۔

ان آٹھوں الفاظ کے متعلق صاحب معدن الجواہر کا قول ہے کہ یہی البشیر ہی پر اول نازل ہوڑ پہراور انبیا علیہم السلام پر بعض علما محققین نے ان کو بامعنی خیال کیا ہے اور بعض کے پاس بے معنی ہیں یعنی اعلام بعض آخر انہ کے ان کو شیطا طین اور سلاطین کے نام سے تعبیر کیا ہے جیسا کہ صرح و منتخب للفاظ اور منہتی الارب میں مذکور ہے۔ آخر پر آپ فرماتے ہیں کہ جب یہ بات پاتحقیق کو پہونچتی ہے کہ یہ الفاظ صحف اور کتب سماویہ کے ذریعہ سے انبیا علیہم السلام نازل ہوئے ہیں اور ان کا واضح حق جل شانہ ہے تو وضع اول کو بے معنی نہیں خیال کر سکتے اور وضع ثانی میں ان کو اعلام میں داخل کر لینا زامنیوں کا اختیار ہی ہوگا اور اس وقت ہمارا اوکو بے معنی کہنا ہمارے قلت و نقص علم کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔

الحاصل الفاظ ابجد کے جتنے اقسام اسی سلسلہ میں آنے والے ہیں اور ان سب کا ماخذ ہی ابجد نوحی ہے اور ان الفاظ کے حروف باعتبار عدد اسی ابجد نوحی کے تابع ہیں اہل فنون نے خصوصیات خاص اور اپنی اپنی ضرورت پر ان کے اقسام کو جدا جدا قائم کیا ہے۔ یہ ابجد زمانے میں کچھ ایسی مرغوب ہوئی کہ اولاد آدم نے باوا آدم کے ابجد کو ترک کر کے اسی کو اختیار کیا۔

نقشہ ذیل میں الفاظ ابجد نوحی کے حروف کو عددوں کے ساتھ ہم نے دیئے

(۶) و سنج (۷) ز عدد (۸) حفص (۹) طصنط

ان لفظوں کے معنی سے کچھ سروکار نہ رکھنا چاہیے۔ اگر ہم لغات میں ان کے معنی ڈھونڈنے بیٹھیں اور کسی لفظ کے کچھ معنی مل جائیں تو واضح کے مقصود ان کو کچھ تعلق نہ ہوگا۔ ان الفاظ کے ہر ایک حرف کے وہی عدد ہوں گے جو ابجد نوحی نمبر ۲ میں بیان ہوئے ہیں۔

ان الفاظ کا ایک نقشہ ہم نے ذیل میں دیا ہے جس کے ملاحظہ سے معلوم ہوگا کہ ہر ایک لفظ میں پہلا حرف احاد کا ہے اور دوسرا حرف اسی مرتبہ کے عشر کا اور تیسرا حرف اسی مرتبہ کے آت کا۔ اسی طرح صرف لفظ اول میں پہلا حرف اسی مرتبہ کے الف کا ہے۔

مثلاً (ایقن) اس کے پہلے حرف کا عدد ایک ہے تو دوسرے حرف کا عدد ایک صفر کی زیادتی سے دس اور تیسرے حرف کا عدد دو صفر کی زیادتی سے سو اور چوتھے حرف کا عدد تین صفر کی زیادتی سے ہزار۔ و قس علیہ البواقی۔ اس زالی ابجد کا فائدہ صنائع تاریخ میں پونچھکر معلوم ہوگا جس کو نسق میرا اعداد اور رابطہ کہا گیا ہے۔

اگر اس فن کا مبتدی اس قسم کی حقیقت سے آگاہ نہ ہوئے تو وہ صنائع تاریخ کو آسانی کی بات نہ سمجھ سکتا۔

نقشہ ذیل کے ہر ایک خانہ کے حروف کو اوپر سے نیچے کی جانب یعنی کہڑا پڑھئے تو ابجد ترفع حاصل ہوگی۔ اور سطروں کے اصول پر سلسلہ وار آڑا پڑھئے تو ابجد نوحی کے الفاظ حاصل ہوں گے جن کا بیان نمبر (۲) پر گزر چکا ہے۔

بدین وجہ کہ ہر ایک لفظ میں ایک ہی عدد کے مراتب اعلیٰ کے کل حروف جمع ہو
ہیں اس کو ابجد ترفع کہنا بیجا نہیں ہے۔ اسی ابجد سے تنزل کا مقصد یہی
حاصل ہوتا ہے یعنی اسی ابجد کے ہر ایک لفظ کو الٹا دین تو اس کو ابجد تنزل کہنا
جاسکتا ہے جیسے (ایقغ) کا عکس (غقیقا) اور (بکر) کا عکس (رکب)
ہم نے نقشہ ابجد ترفع کے بعد۔ ابجد تنزل کا بھی ایک نقشہ ہدیہ ناظرین کیا ہے
اہل جمل نے اس ابجد کا ذکر تو کیا ہے لیکن اس کا کوئی نام نہیں رکھا۔
بدین وجہ کہ ابجد نمبر (۱) و (۲) کے نام ہیں۔ ہم نے ان کے سکوت کو کم ترک
الاول للآخر کا مصداق سمجھا۔

واضح ہو کہ متقدمین نے ابجد تنزل کا بھی ذکر نہیں کیا ہے در حالے کہ
صنائع تاریخ میں۔ بسط تنزل حرفی۔ بسط تنزل عددی۔ بسط تنزل طبعی۔
بسط تنزل بالطبع۔ بسط تنزل اوتار۔ بسط تنزل ازواج کی صنعتیں موجود ہیں
جن سے تمام ابجد تنزل کا تعلق ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم نے الفاظ ابجدینا
یہ جہت کی ہے کہ ابجد ترفع کے ساتھ ابجد تنزل کا بھی بیان کر دیا ہے۔
ابجد تنزل کے الفاظ سے پہلے لفظ کا پہلا حرف الوف کا ہے۔ اور
دو سہ حرف تات کا۔ اور تیسرا حرف عشرات کا۔ اور چوتھا حرف
آحاد کا۔ باقی ہر الفاظ سہ حرفی ہیں جن میں حرف اول متعلق بہ تات
ہے۔ اور حرف دوم متعلق بہ عشرات۔ اور حرف سوم متعلق بہ آحاد

نقشہ ابجد ترف									
مراتب	مرتبہ اول	مرتبہ دوم	مرتبہ سوم	مرتبہ چہارم	مرتبہ پنجم	مرتبہ ششم	مرتبہ ہفتم	مرتبہ ہشتم	مرتبہ نهم
الفاظ ابجد ترف	الف	بکر	جاش	دست	ہنت	وہخ	زغذ	حفض	طصطا
حروف	ا	ب	ج	د	ه	و	ز	ح	ط
اعداد	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹
حروف	ی	ک	ل	م	ن	س	ع	ف	ص
اعداد	۱۰	۲۰	۳۰	۴۰	۵۰	۶۰	۷۰	۸۰	۹۰
حروف	ق	ر	ش	ت	ث	خ	ذ	ض	ظ
اعداد	۱۰۰	۲۰۰	۳۰۰	۴۰۰	۵۰۰	۶۰۰	۷۰۰	۸۰۰	۹۰۰
حروف	غ
اعداد	۱۰۰۰
نقشہ ابجد تنزل									
مراتب	مرتبہ اول	مرتبہ دوم	مرتبہ سوم	مرتبہ چہارم	مرتبہ پنجم	مرتبہ ششم	مرتبہ ہفتم	مرتبہ ہشتم	مرتبہ نهم
الفاظ ابجد تنزل	غفیا	رکب	شلیج	تمد	شنہ	خسو	زغز	ضفح	طصطا
حروف	ا	ب	ج	د	ه	و	ز	ح	ط
اعداد	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹
حروف	ی	ک	ل	م	ن	س	ع	ف	ص
اعداد	۱۰	۲۰	۳۰	۴۰	۵۰	۶۰	۷۰	۸۰	۹۰
حروف	ق	ر	ش	ت	ث	خ	ذ	ض	ظ
اعداد	۱۰۰	۲۰۰	۳۰۰	۴۰۰	۵۰۰	۶۰۰	۷۰۰	۸۰۰	۹۰۰
حروف	غ
اعداد	۱۰۰۰

بعض تحقیقین جمل نے نقشہ اول سے یہ بات پیدا کی ہے کہ اصطلاح جمل میں احوال
و عشرات و آت و الف کے پہلے مرتبہ کا نام (ایقغ) رکہہ دیا ہے۔ اسی طرح دوسرے
مرتبہ کا نام (بکر) تیسرے مرتبہ کا نام (جلش) چوتھے مرتبہ کا نام (وست)
پانچویں مرتبہ کا نام (ہنٹ)۔ چھٹے مرتبہ کا نام (وسخ)۔ ساتویں مرتبہ کا نام (زغذ)
آٹھویں مرتبہ کا نام (حفص)۔ نوین مرتبہ کا نام (طعصظ) ان الفاظ کے نہ کوئی
معنی ہیں اور نہ وجہ تسمیہ کے ساتھ ان کو کوئی معنوی تعلق۔

(۴) ابجد سبعة اہل تخم اور وفق و نکسیر و دعوت و غیر ہم نے اپنے اپنے اغراض
خاص کے لحاظ سے الفاظ ابجد نوحی میں تصرف کیا ہے۔ اور ایک خاص ابجد
دی ہے جس کے الفاظ (۷) ہیں۔

(۱) ابجد (۲) ہوزح (۳) طیکل (۴) منسح
(۵) فصقر (۶) ششخ (۷) وضظغ -

اس غیر لفظی کا اشرعہ و مروجہ و مقررہ پر کچھ نہیں پڑتا۔ ہر ایک حرف کے
لئے جو عدد بقاعدہ جمل و ابجد نوحی معین و مقرر ہے۔ وہی قائم ہے۔ انہوں نے
کل حروف کو ایام ہفتہ اور سبعة ستارہ پر تقسیم کیا ہے۔ اور ہر ایک دن اور ہر ایک
ستارہ سے کئی کئی حروف کو مخصوص کیا ہے۔ اگر موزعین کو ان الفاظ اور ان کے
حقیقت سے آگہی رہے گی تو وہ تاریخ گوئی میں منافع و بدائع سے کام لے سکیں گے
یہی وجہ ہے کہ ہم نے ان الفاظ کو بھی ایک خاص نمبر پر قائم کیا ہے۔ نقشہ ذیل
میں ہم نے حقیقت الفاظ کی صراحت کی ہے۔ بدین وجہ کہ اس ابجد کا تعلق ستارہ
دن اور سبعة ستارہ سے ہو لہذا اس کو اہل فن نے ابجد سبعة کہا ہے۔

حروف و اعداد				ثلاثی	ثنائی	اولی
د	ج	ب	ا	ایجد	شنبه	زحل
۴	۳	۲	۱			
ح	ز	و	ه	هوزح	پنجشنبه	مشتری
۸	۷	۶	۵			
ل	ک	ی	ط	طیکل	شنبه	مرئخ
۳۰	۲۰	۱۰	۹			
ع	س	ن	م	منع	یکشنبه	شمس
۷۰	۶۰	۵۰	۴۰			
ر	ق	ص	ف	فصقر	جمعہ	زہرہ
۲۰۰	۱۰۰	۹۰	۸۰			
خ	ث	ت	ش	شتشخ	چارشنبہ	عطارد
۶۰۰	۵۰۰	۴۰۰	۳۰۰			
غ	ظ	ض	ذ	ذضظغ	دوشنبہ	قمر
۱۰۰۰	۹۰۰	۸۰۰	۷۰۰			

(افادہ) واضح ہو کہ بقاعدہ نجوم ہر ایک دن میں وقت طلوع سے اُس سیارہ کی بادشاہت کا آغاز ہوتا ہے جو اُس دن کے لئے مقرر ہے۔ ایک گھنٹہ تک اُس کی بادشاہت بدو ن وزارت مستقل ہوتی ہے۔ دوسرے گھنٹہ میں بادشاہ کی حکومت کے ساتھ ایک دوسرے ستارہ کی وزارت شروع ہوتی ہے۔

اسی طرح ہر ایک گھنٹہ میں وزیر بدلتا رہتا ہے۔ مثلاً شنبہ کا بادشاہ رحل ہے
فرض کرو کہ طلوع کا وقت صبح کے ۶ بجے ہے تو ۶ سے ۷ بجے تک رحل کی بادشاہت
بلا شکر کرت وزیر ہے۔

۷ سے ۸ تک اسی رحل کی بادشاہت اور مشتری کی وزارت۔

۸ سے ۹ تک اسی رحل کی بادشاہت اور مریخ کی وزارت۔

۹ سے ۱۰ تک اسی رحل کی بادشاہت اور آفتاب کی وزارت۔

۱۰ سے ۱۱ تک اسی رحل کی بادشاہت اور زہرہ کی وزارت۔

۱۱ سے ۱۲ تک اسی رحل کی بادشاہت اور عطارد کی وزارت۔

۱۲ سے ایک گھنٹہ تک اسی رحل کی بادشاہت اور قمر کی وزارت۔

اسے ۲ تک پہرے پہلے گھنٹہ کی کیفیت ہوگی یعنی رحل کی بادشاہت
بدون وزیر مستقل رہے گی۔

۲ سے ۳ تک اسی رحل کی بادشاہت اور مشتری کی وزارت۔

۳ سے ۴ تک اسی رحل کی بادشاہت اور مریخ کی وزارت۔

۴ سے ۵ تک اسی رحل کی بادشاہت اور آفتاب کی وزارت۔

۵ سے ۶ بجے شام تک اسی رحل کی بادشاہت اور زہرہ کی وزارت۔

۶ سے ۷ بجے رات تک اسی رحل کی بادشاہت اور عطارد کی وزارت۔

۷ سے ۸ بجے شب تک اسی رحل کی بادشاہت اور قمر کی وزارت۔

۸ سے ۹ بجے شب تک اسی رحل کی بادشاہت بدون وزیرت۔

۹ سے ۱۰ بجے شب تک اسی رحل کی بادشاہت اور مشتری کی وزارت۔

۱۰۔ اسے ۱۱ بجے شب تک اسی زحل کی بادشاہت اور میخ کی وزارت۔
 ۱۱۔ اسے ۱۲ بجے رات تک اسی زحل کی بادشاہت اور آفتاب کی وزارت۔
 ۱۲۔ اسے ایک بجے رات تک اسی زحل کی بادشاہت اور زہرہ کی وزارت۔
 اسے دو بجے شب تک اسی زحل کی بادشاہت اور عطارد کی وزارت۔
 ۲ بجے سے ۳ بجے رات تک اسی زحل کی بادشاہت اور قمر کی وزارت۔
 ۳ بجے سے ۴ بجے شنب پہلوی زحل کی بادشاہت مستقل بلا وزیر۔
 ۴ بجے سے ۵ بجے شب تک اسی زحل کی بادشاہت اور مشتری کی وزارت۔
 ۵ بجے سے ۶ بجے صبح ثانی تک اسی زحل کی بادشاہت اور میخ کی وزارت۔
 ۶ بجے صبح یکشنبہ سے زحل کی بادشاہت جاتی رہے گی۔ اور سلسلہ وزارت میں
 چونکہ شمس کا درجہ تہا لہذا وہی اس دن کا بادشاہ رہے گا۔ اور اس کی
 بادشاہت کے لئے دوما کا وہی دور تسلسل رہے گا جو بطور تمثیل روز شنبہ کے
 لئے بیان ہوا۔

اب اس قدر اور جاننا چاہیے کہ سب سے سیارہ میں بقاعدہ نجوم ۴ سعد
 مانے گئے ہیں اور ۳ نحس۔

سعد میں پہلا درجہ مشتری کا ہے۔ اور دوسرا درجہ زہرہ کا۔ اور پہلے
 دونوں ہر حالت میں سعد ہیں۔ اور تیسرا درجہ قمر کا جو زوال ماہ میں نحس کہلاتا
 ہے۔ اور چوتھا درجہ عطارد کا ہے۔ لیکن اس میں نقص ہے کہ اگر خود بادشاہ
 تو مسعود ہے اور باوجود وزیر نحس کے اپنے مسعود اثر کو قائم رکھتا ہے۔ لیکن اگر
 کسی غیر مسعود بادشاہ کے دن اس کی وزارت آجائے تو غیر مسعودی میں بادشاہ

تابع ہو جاتا ہے۔ برخلاف مشتری اور زہرہ کے یعنی یہ دونوں اگر غیر مسعود بادشاہ کی حکومت میں وزیر ہوں تو اپنے سعد اثر سے بادشاہ کی غیر مسعودی کو کم کرینگے اور خود اس کے تابع نہ ہوں گے۔

جس طرح چار ستیارسے سعد میں اسی طرح ۳۳ ستیارسے غیر سعد مانے گئے ہیں۔ اول درجہ میں زحل۔ دوسرے درجہ میں مریخ۔ تیسرے درجہ میں آفتاب۔ معزز ناظرین ہم کو معاف فرمادیں کہ ہم نے اس ضمن میں معترضہ میں ان کا وقت ضائع کیا اور فن جمل سے غیر متعلق چند امور کو اس موقع پر بیان کیا لیکن غور فرمایا جاوے تو ہر ایک اس شخص کو جو فن جمل سے واقف ہو نا چاہتا ہے باغراض خاص نجوم کے اس قدر نگلیوں سے واقف ہو رہنا فائدہ سے خالی نہیں ہر اس شخص کو فرض کرو ہم ایک لڑکے کی ولادت کی تاریخ لکھنا چاہتے ہیں اور چونکہ اس کی ولادت بروز شنبہ وقت ۱۸ ساعت صبح واقع ہوئی ہے۔ ہم واقف ہیں کہ روز شنبہ کا بادشاہ زحل ہے۔ اور روز شنبہ۔ اور زحل کے حروف۔ ا۔ ب۔ ج۔ د۔ ہیں۔ اور دہ بجے صبح سے ۹ تک مریخ کی وزارت ہے جس کے حروف۔ ط۔ ی۔ ک۔ ل۔ ہیں۔ اور ہم تاریخ کے لکھنے میں اس کی پابندی کریں گے کہ ماڈہ کا مصحح ایسے الفاظ میں واقع ہو جو جتنے الاسکان انہیں آٹھ حروف سے مرکب ہوں تو ہمارا ایسا ماڈہ تاریخ بہت زیادہ قابل تعریف ہوگا۔ یا اگر ہم نے اس لڑکے کو مریخ یا زحل سے استعارہ کر کے یا ایسے کنایہ سے جس کا اشارہ مریخ یا زحل کی جانب ہوتا ہو ماڈہ تاریخ تجویز کیا تو ایسا مادہ قابل تعریف ہوگا۔ الغرض اس بیان کا حقیقی کالطف ناظرین کتاب کو اسی وقت حاصل ہوگا جبکہ

صنائع تالیف گوئی کی سیر اس کتاب کے باب دوم سے فراوان ہیں۔
 (۵۱) ابجد عناصر | اہل فنون مذکورۃ الصدر نے بلحاظ تعلق عناصر یعنی آتش خاک
 ہوا۔ آب۔ اور زمین الفاظ کو جو نقشہ متذکرہ ابجد نمبر (۴۲) میں بیان ہوئے ہیں چاروں
 عناصر سے متعلق کیا ہے یعنی ہر ایک عنصر سے کئی کئی حروف متعلق کئے ہیں۔
 ہینے نقشہ ذیل میں اس مقصد کو بدیہ ناظرین کیا ہے۔

الفاظ	ابجد	ہوزج	طیکل	منسج	قصقر	شتشخ	وضظغ
حروف آتشی	۱	۵	ط	م	ف	ش	ذ
	۱	۵	۹	۴۰	۸۰	۳۰۰	۷۰۰
حروف خاکی	ب	و	ی	ن	ص	ت	ض
	۲	۶	۱۰	۵۰	۹۰	۴۰۰	۸۰۰
حروف ہوائی	ج	ز	ک	س	ق	ث	ظ
	۳	۷	۲۰	۶۰	۱۰۰	۵۰۰	۹۰۰
حروف آبی	د	ح	ل	ع	ر	خ	غ
	۴	۸	۳۰	۷۰	۲۰۰	۶۰۰	۱۰۰۰

نقشہ بالا کی کھڑی سطر میں مسلسل پڑھی جاوین تو اون سے ابجد نوچی کے
 مروجہ الفاظ بھی حاصل ہوتے ہیں۔ اور وہ خاص الفاظ بھی جن سے متعلق یہ بیان
 اسی نقشہ سے واضعاً ان فن کے مقرر کئے ہوئے چار ایسے الفاظ حاصل
 ہوتے ہیں جن کو ہر ایک عنصر سے تعلق ہے۔ یعنی
 (۱) نقشہ کی سطر اول کے حروف سے
 اہطلفند

- (۲) نقشہ کی سطر دوم کے حروف سے بویہ منقش
 (۳) نقشہ کی سطر سوم کے حروف سے جز کستقظ
 (۴) نقشہ کی سطر چارم کے حروف سے دحلہ خغ

اگرچہ یہ چاروں الفاظ بے معنی اور صرف حروف کا مجموعہ ہیں لیکن محققین فن نے ان کو اس لئے قائم کر دیا ہے کہ یاد رکھنے میں آسانی ہو۔

اہل فن نے پہلے لفظ کو آتش کہا ہے۔ اور دوسرے لفظ کو خاک۔ اور تیسرے لفظ کو ہوائی۔ اور چوتھے لفظ کو آبی۔

کتاب المدخل میں لکھا ہے۔ کہ حروف آتشی مفتوح کہلاتے ہیں۔ اور حروف خاکی مجزوم۔ اور حروف ہوائی مضمم۔ اور حروف آبی مکسور۔ حروف چارگانہ باعتبار عناصر کا ذکر مقدمہ تالیخ ابن خلدون میں ہے اور صاحب معدن الجواہر نے بھی کیا ہے۔

ان حروف اور ان الفاظ کی ضرورت صنائع تالیخ میں پڑے گی جن کا بیان اس کتاب کے دوسرے باب میں آوے گا۔ انشاء اللہ

صاحبانِ جمل نے اس ابجد کا کوئی نام نہیں رکھا۔ اور یہ کہی درست تھا ہم نے اس کو ابجد عناصر سے موسوم کیا ہے۔ جو وجہ تسمیہ پر حاوی ہے

(۶) ابجد طبعی | مقدمہ تالیخ ابن خلدون میں مذکور ہے۔ اور صاحب معدن الجواہر نے بھی اس کا ذکر کیا ہے کہ علمائے جغرافیہ ہم کے پاس بلحاظ طبائع مکتبہ۔ حروف ابجد چار اقسام پر تقسیم ہیں

(۱) حروف حارہ (۲) حروف بارودہ (۳) حروف رطبہ (۴) حروف یابسہ۔

حروف حارّہ۔ ۱۴ ہیں۔ ا۔ ہ۔ ط۔ م۔ ف۔ ش۔ ذ۔
ج۔ ز۔ ک۔ س۔ ق۔ ث۔ ظ۔ ان حروف سے الفاظ آہٹ مفقذ
جز کہ سقطت۔ بنائے گئے ہیں۔ لفظ اول آتشی ہے۔ اور لفظ دوم ہوائی
جیسا کہ بیان ماضیہ میں گزرا۔ اسطرح

حروف بارہ۔ یہی ۱۴ ہیں ج۔ ز۔ ک۔ س۔ ق۔ ث۔ ظ۔
و۔ ح۔ ل۔ ع۔ ر۔ خ۔ غ۔ ان حروف سے الفاظ جز کہ سقطت
و حلقہ رخ۔ بنائے گئے ہیں۔ لفظ اول ہوائی ہے۔ اور لفظ دوم آبی
جیسا کہ بیان ماضیہ میں گزرا۔ اسطرح

حروف رطبہ۔ ۱۴ ہیں۔ و۔ ح۔ ل۔ ع۔ ر۔ خ۔ غ۔
ب۔ و۔ ی۔ ن۔ ص۔ ت۔ ض۔ ان حروف سے الفاظ و حلقہ رخ
بوینہ متض۔ بنائے گئے۔ لفظ اول آبی ہے۔ اور لفظ دوم خاکی۔
جیسا کہ بیان ماضیہ میں گزرا۔ اسطرح

حروف یابسہ۔ ۱۴ ہیں۔ ا۔ ہ۔ ط۔ م۔ ف۔ ش۔ ذ۔
ب۔ و۔ ی۔ ن۔ ص۔ ت۔ ض۔ ان حروف سے الفاظ آہٹ مفقذ
بوینہ متض۔ بنائے گئے ہیں۔ لفظ اول آتشی ہے۔ اور لفظ دوم خاکی جیسا کہ بیان ماضیہ
میں خیال کر رہیں کہ متقدمین نے اس بیان میں صرف بنظر اختصار اور نہیں چار الفاظ
مرکبہ سے کام لیا ہے جو بیان ماضیہ میں گزرے ہیں۔ اس بیان کی خاص ایجاد کا
ذکر نہیں کیا۔ اور اصول بیان اس کا متقاضی ہے کہ اس کی خاص ایجاد بیان کیجا
جس کا نام ایجاد طبعی ہونا چاہیے۔ اور ان الفاظ اور نام کی وضع کو متقدمین نے

اکثر رسائل علم جعفرین اس کا ذکر ہے۔ ان ساتوں الفاظ سے پہلے حرف کا تعلق انسان کے سر و مایہ تعلق بہ سے ہوا اور حرف دوم کا تعلق اوس حصہ جسم انسانی سے ہوا جو مقعد سے قد میں تک ہو۔ اور تیسرے حرف کا تعلق رگ گردن سے سر فوڈ تک۔ اور چوتھا حرف سر فوڈ سے سر ذکر تک۔

متقدمین نے اس ابجد کے لئے کوئی نام تجویز نہیں کیا۔ ہماری امر میں اس کو ابجد اہل ان کہنا چاہیئے۔

عالمان فن نے چار مرکب الفاظ وضع کئے ہیں۔ اور ہر ایک لفظ کو جو ایک حصہ کے ساتھ مخصوص فرمایا ہے۔ اور یہ چاروں الفاظ نقشہ صدر کے آخر تک میں بیان ہوئے ہیں۔ صاحب معدن الجواہر فرماتے ہیں کہ للراس وما حولہ قیل (ابسطقت) وللقعدال الانفاذ والقعدین (بجوبہ مستطین) وللاذراع

الے راس الفواد (جزر کسقط) ولراس الفوادال راس الذکر (وہلہ رخی) یعنی سر اور اوس کے تعلقات کے لئے لفظ نمبر (۱) ہے۔ یعنی اس لفظ میں جتنے حروف ہیں وہ سر و مایہ تعلق بہ سے متعلق ہیں۔ اور مقعد قد میں تک کے لئے لفظ نمبر ۲۔ علی ہذا رگ گردن سے سر فوڈ تک کے لئے لفظ نمبر ۳۔ اسی طرح سر فوڈ سے سر ذکر تک کے لئے لفظ نمبر ۴۔

اور یہ چار الفاظ مرکبہ ہیں وہی ہیں جن کا ذکر ابجد ماضی میں ہوا ہے۔ اس ابجد کو بھی صنائع تاریخ سے بہت کچھ تعلق ہے۔

(۳) اختلاف غرائب جمل کا بیان

صاحب معدن الجواہر کا قول ہر کہ بل جمل کے دو مذہب ہیں۔ ایک مذہب قائل

جس کے پیروں سے امام محمد غزالی اور شیخ احمد بونی وغیرہ ماہرین۔ دوسرا
مذہب مغارہ جس کو شیخ اکبر محی الدین ابن عربی اور شیخ ابوالحسن شاذلی اور ابن
خلدون وغیرہم نے اختیار کیا تھا اور ان دونوں مذاہب کا اختلاف صرف
چھ حروف میں ہے۔ جس کو ہم نے نقشہ ذیل میں دکھلایا ہے۔

کلمہ	نیا	عدد حسب مذہب مشارقہ	عدد حسب مذہب مغارہ
۱	س	۶۰	۳۰۰
۲	ص	۹۰	۶۰
۳	ش	۳۰۰	۱۰۰۰
۴	ض	۸۰۰	۹۰
۵	ظ	۹۰۰	۸۰۰
۶	غ	۱۰۰۰	۹۰۰

نصراؤ فانی الہوری نے مقدمہ تلخیص ابن خلدون پر جو کہ مصر میں طبع
ہوا ہے بعض نصیح لکھا ہے کہ ترتیب طبائع الحروف عند المغارہ غیر ترتیب
المشارقہ منہم الغزالی کما ان الجمل عندہم مخالف فی ستہ احراف فان الصاد
عندہم یسمون والصاد یسمون والسیین المہملۃ بثلاث مائۃ والظاہر ثمان مائۃ۔
والغین بشع مائۃ والشین بالصد انتہی) یعنی ترتیب طبائع حروف کل مغارہ
کے پاس بر خلاف مشارقہ ہے۔ اور امام غزالی مشارقہ میں داخل ہیں جیسا کہ
۶ حروف کے اعداد میں اختلاف ہے۔ پس صاد کے عدد مغارہ کے پاس ۸۰۰ ہیں

اور ضاد کے ۹۰ اور سین مجملہ کے ۳۰۰ اور ظا برمجہ کے ۸۰۰ اور غین کے ۹۰۰
اور عین کے ۱۰۰۰

صاحب معدن الجواہر نے بحوالہ کتاب الطالع النصیبہ للطابع المعصی
اصول الخطیۃ لکھا ہے کہ ان ماذکرہ المحشی فی ترتیب الابدیۃ من الشعر غیر
انما ہو علی طریقۃ المغاربتہ دون ما علیہ امام المشارقۃ الغزالی وغیرہ و یستثنی علی
اختلاف الطریقین الاختلاف فی اعدادہا بالجمل والاختلاف بینہما فی اعداد
ستۃ احرص وہی السین والصاد والمہملتان والشین والضاد والظاہر والغین
المجہمات فا السین عندنا (امی عند المشارقۃ لبتین) وعند ہم (امی عند المغاربتہ)
بالثلث مائۃ التی ہی عند الشین المبحرۃ عندنا وہی عند ہم آخر الحروف بالالف
الذی ہو عدد الغین عندنا وہی عند ہم بالتسع مائۃ التی ہی عدد الظاہر
عندنا وہی عند ہم بالثمانۃ مائۃ التی ہی عدد الضاد عندنا وہی عند ہم بالتسعين
الذی ہو عدد الصاد عندنا وہی عند ہم بستین عدد السین التی ابتداءنا
بہا (انتہی) یعنی یہ تحقیق جو کچھ ذکر کیا ہے محشی نے ترتیب حروف ابجد
کے متعلق خواہ وہ شعر میں ہو یا غیر شعر میں سوا اس کے نہیں ہے کہ وہ مغارب کا
طریقہ ہی برخلاف مشارقہ کے جس میں امام مشارقۃ غزالی وغیرہ ہیں اور اختلاف
اعداد جمل کا منی ہے ان دونوں طریق کے اختلاف پر جو صورت چوبہ
حروف میں ہے اور نہیں میں سے ہے سین اور صاد مجملہ اور عین اور ضاد
اور ظا اور غین مجملہ پس سین کے عدد ہمارے یعنی مشارقہ کے پاس ۹۰ ہیں
اور مغاربہ کے پاس ۳۰۰ اور یہ ۳۰۰ ہمارے پاس شین کے عدد ہیں اور یہ

شہین حرف آخر اور ہزار عدد کا ہے مغار بہ کے پاس اور ہزار عدد کا حرف ہمارے پاس غین ہے اور اسی غین کے عدد مغار بہ کے پاس ۹۰۰ ہیں جو ہمارے پاس ظا کے عدد ہیں اور اسی ظا کے عدد ان کے پاس ۸۰۰ ہیں جو ہمارے پاس ضا کے عدد ہیں اور اسی ضا کے عدد ان کے پاس ۹۰ ہیں جو ہمارے پاس صا کے عدد ہیں اور اسی صا کے عدد ان کے پاس ۶۰ ہیں جو ہمارے پاس سین کے عدد ہیں جس سے ہم نے اس تصریح کی ابتداء کی (انتہی)

ہم نے اختلاف مذاہب کا بیان صرف ناظرین کتاب و شائقین فن کی بصیرت بڑھانے کے لئے کیا ہے۔ فی زمانہ جمہور متاخرین کا اتفاق مذہب مشارق پر ہے اور اسی سے کام لینا چاہیے۔

حاصل یہ ہے کہ مذہب مشارق کی ابجد تو وہی ابجد نوحی ہے جس پر کل اتفاق ہے۔ اور مذہب مغار بہ کی ابجد باختلاف اعمار بعض الفاظ ابجد ہتوز۔ حلی۔ کلمن۔ سعضض۔ قرست۔ شخذ۔ طغش۔ ہے ہم نقش ذیل میں دونوں کا مقابلہ کر کے دکھاتے ہیں۔ اور یہ صرف ناظرین کتاب کی تفریح طبع کے لئے ہے۔

ذہب مغار بہ	ا	ب	ج	د	و	ز	ح	ط	ی	ک	ل	م	ن
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۲۰	۳۰	۴۰	۵۰
ذہب مشارق	ا	ب	ج	د	و	ز	ح	ط	ی	ک	ل	م	ن
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۲۰	۳۰	۴۰	۵۰

س	ع	ف	ص	ق	ر	ش	ت	ث	خ	ذ	ض	ظ	غ
۶۰	۷۰	۸۰	۹۰	۱۰۰	۲۰۰	۳۰۰	۴۰۰	۵۰۰	۶۰۰	۷۰۰	۸۰۰	۹۰۰	۱۰۰۰
ص	ع	ف	ض	ق	ر	س	ت	ث	خ	ز	ط	غ	ش
۶۰	۷۰	۸۰	۹۰	۱۰۰	۲۰۰	۳۰۰	۴۰۰	۵۰۰	۶۰۰	۷۰۰	۸۰۰	۹۰۰	۱۰۰۰

اس نقشہ سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ اختلاف مذاہب صرف سطح دوم میں ہے یعنی بعض عشرت و مات و الف میں۔

اب ہم حیران ہیں کہ یا اللہ یہ اختلاف آخر کسی نہ کسی اصول پر مبنی ہونا چاہیئے تھا۔ اور کوئی ایک اصول اس اختلاف کا ذنب تک ہمارے سمجھ میں آیا ہے اور نہ مغار بہنے اس کا اشارہ کیا ہے۔ ہم اس کتاب کے گزشتہ حصہ میں بذیل الفاظ جمل بیان کر آئے ہیں کہ بعض اہل تحقیق نے ابجد آدم علیہ السلام کے الفاظ۔ ابجد فوحی کے سوا بیان کئے ہیں۔ پس خیریت یہ ہوئی کہ کوئی خاص فرقہ ابجد آدم کا پیرو نہ بنا ورنہ ایک تیسرے اختلاف کیلئے ماخذ اور مادہ موجود تھا اور اس کے پیرو خلف کہلانے کے مستحق ہوتے اس لئے کہ ان کی پیروی باوا آدم کی ابجد کو رواج دیتی۔

حاصل یہ ہے کہ مشارقہ ہوں یا مغاربہ دونوں پر ناخلفی کا الزام ضرور حائد ہوتا ہے۔ کیونکہ باوا آدم کی ابجد کو چوڑا آدم ثانی کی پیروی میں لڑے ہیں۔ لیکن مغاربہ یہ ضرور کہیں گے کہ ہم نے اس اختلاف کو آدم ثانی ہی سے سیکھا ہے کہ انہوں نے باوا آدم کی خود پیروی نہیں کی۔ لیکن وہ یہ نہیں جانتے کہ چوڑے باوا ابھی اوستا وازل کے شاگرد تھے جس نے بڑے

بادا کی تعلیم کی تھی۔

اگرچہ اہل جمل کے پاس یہ الفاظ اور اون کے حروف کے یہ اعداد متروک ہیں لیکن اگر کسی نے اس قاعدہ پر عمل کر کے اس کی صراحت کر دی تو وہ عمل متاہل اعتراض نہ ہوگا۔ اس لئے کہ بے شک ایک صحیح اصول پر اس کی بنیاد ہے۔
اوجہ تنگی زبانوں میں فن جمل جاری نہیں ہے وہ اسی کی مدد سے فن جمل اپنی زبان میں جاری کر سکتے ہیں اور جتنے حروف ابجد کے بیان میں اسکی جناب اشارہ بھی کیا ہے۔

ایک اور اختلاف ہے جو بعض حروف کے اعداد میں اسوجہ سے پیدا ہوا ہے کہ رسم الخط نے اشکال حروف میں ضرورت کے لحاظ سے تبدیل کی ہے جیسے تاء مدورہ جو بعض مواقع میں بسکھل اے پہلہ لکھی جاتی ہے یا الف مدودہ پر۔ رسم الخط عربی نے ایک کھڑا زبر بشکل الف۔ اور فارسیوں نے مدبڑا لیا ہے۔ بعضوں نے ہمزہ کا ایک عدد محسوب کیا ہے وغیرہ وغیرہ۔ الحاصل ان امور میں بھی مختلف مذاہب ہو چکے ہیں۔ لیکن ہم خیال کرتے ہیں کہ یہ اختلافات اصولی نہیں ہیں بلکہ فروعی ہیں۔ اور ہمارا یہ بیان اصولی اختلافات سے مخصوص ہے۔ لہذا ہم ادن فروعی اختلافات کو قواعد جمل کے ذیل میں بیان کرنا پسند کرتے ہیں جہاں ہر ایک حرف کے رسم الخط اور اعداد سے بحث کی گئی ہے۔

(۴) اقسام جمل کا بیان

بیان اقسام اگرچہ بعض صاحبان تحقیق نے جمل کے صرف دو اقسام کا ذکر فرمایا ہے ایک جمل کبیر۔ دوسری جمل صغیر۔ اور بعض دقیقہ سخن نے ایک تیسری قسم بھی

پیدا کر کے اوسکو جمل وسیط سے موسوم کیا ہے۔ لیکن غور و تأمل سے معلوم ہوتا ہے کہ درحقیقت جمل کے پانچ اقسام ہیں (۱) جمل اصغر (۲) جمل صغیر (۳) جمل وسیط (۴) جمل کبیر (۵) جمل اکبر۔ صاحب معدن الجواہر نے اقسام جمل میں ایک اور قسم بھی پیدا کی ہے اور اس کو جمل تہجی سے موسوم فرمایا ہے لیکن ہم کو اس چٹھی قسم سے اختلاف ہے۔ یہ وہی جمل ہے جس کو جمل آدم کہتے ہیں جس کا ضروری بیان ہم بیان الفاظ جمل میں تفصیلاً اور اختلاف مذاہب جمل میں اجمالاً کر آ رہے ہیں یعنی اہل تحقیق نے جس جمل کو ابوالبشر آدم علیہ السلام کی جانب منسوب کیا ہے ہمیں حروف تہجی کا سلسلہ مروجہ قائم رکھ کر اوس کے عدد اسی سلسلہ سے لئے جاتے ہیں وہی جمل آدم ہر اسی کو صاحب معدن الجواہر نے جمل تہجی کہا ہے۔ لیکن ہر گاہ جمل تہجی یا جمل آدم کو اولاد آدم میں مقبولیت کا درجہ نصیب ہی نہیں ہوا اور آدم ثانی نوح علیہ السلام کے جمل نوحی کا۔ واج قرار پا گیا تو ہم کو اس باب میں جراتاً جمل نوحی سے متعلق ہے جمل آدم کو اس کی ایک قسم قرار نہ دینا چاہیے اس لئے کہ جمل آدم یا جمل تہجی اصول میں اہل ہر اور یہ بیان ذیل ہے۔

اگر ہم اپنی کتاب کو صرف جمل تہجی ہی سے متعلق کریں تو یہی تمام اقسام اسکو ذیل میں بھی بیان ہو سکیں گے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم نے جمل آدم کا ذکر الیہذا جمل اولیٰ اختلاف مذاہب کے بیان میں کیا۔ اور اقسام جمل کے بیان کو صرف جمل نوحی یعنی جمل نوح کے ذیل اقسام سے مخصوص کر کہا ہے۔ پس پانچوں اقسام مندرجہ بالا کو ہم ذیل میں جدا جدا بیان کرتے ہیں۔

(۱) جمل اصغر | ہلکو جمل اصغر کے بیان میں صاحب معدن الجواہر کی رائے کے ساتھ

پورا اتفاق ہے کہ جمل اصغر حقیقت دہی ہے جس کو اہل حساب جفر وغیرہ نے جمل کبیر سے موسوم کیا ہے یعنی انہوں نے جمل نوحی اور جمل مروجہ کے حروف ابجدی کے اعداد میں یہ التزام کیا ہے کہ جن حروف کو احاد سے تعلق ہے وہ انکو بحال خود چھوڑ دیتے ہیں اور حروف متعلقہ عشرات و مات والف کے اعداد کو ۱۲ یا ۹ پر تقسیم کرتے ہیں اور بعد تقسیم جو کسر باقی رہ جاتی ہے اسکو حرف مذکور کا عدد قرار دیتے ہیں مثلاً (سی) کے عدد ۱۰ میں جس کو ۹ پر تقسیم کرنے سے ایک عدد بچ رہتا ہے تو (سی) کو ایک کا مساوی خیال کرتے ہیں یعنی (ی) کا عدد بھی مثل الف کے ایک قرار دیتے ہیں۔

اسی طرح ک کے عدد ۲۰ کو ۱۲ پر تقسیم کرتے ہیں اور آٹھ کی کسر چھ رہتی ہے اسی کو ک کا عدد خیال کرتے ہیں۔ پہلی صورت یعنی ۹ کو طرح دینے یا ۹ پر تقسیم کرنے کا بیان حاشیہ سمعیل قزوینی متعلق تفسیر بیضاوی میں ہوا ہے اور ابن خلدون نے مقدمہ تاریخ میں اسکا بیان لکھا ہے۔

دوسری صورت یعنی ۱۲ کو طرح دینے یا ۱۲ پر تقسیم کرنے کا بیان بھی حاشیہ قزوینی میں مذکور ہے پس جب کہ ان دونوں طریقوں سے اصل عدد و حروف ابجد کا گھٹ کر ایک قل تعدا پر باقی رہ جاتا ہے تو اس کو جمل اصغر کہنا مناسب ہے نہ جمل کبیر اس نام میں ہمارا اور ان کا اختلاف صرف اعتباری ہے اور بس۔

ذیل میں الف اور ب کے نام سے دو نقشے دیئے جاتے ہیں جن سے جمل اصغر کے اعداد ہر ایک حرف ابجدی کے مقابلہ میں معلوم ہو سکتے ہیں۔

نقشہ الف متعلق بہ طرح ۹								
ا	ب	ج	د	ه	و	ز	ح	ط
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹
ی	ک	ل	م	ن	س	ع	ف	ص
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹
ق	ر	ش	ت	ث	خ	ذ	ض	ظ
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹
غ								
۱								

نقشہ ب متعلق بہ طرح ۱۲								
ا	ب	ج	د	ه	و	ز	ح	ط
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹
۰	ک	ل	م	ن	س	ع	ف	ص
	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸
ق	ر	ش	ت	ث	خ	ذ	ض	ظ
۲	۱	۰	۳	۱	۰	۲	۸	۰
غ								
۲								

ان دونوں نقشوں کے ملاحظہ سے معلوم ہوا کہ جمل اصغر میں بعض حروف کے عدد تو بجا ل خود قائم رہے جیسے نقشہ (الف) میں ا ب ج د ہ و ز ح ط اور نقشہ (ب) میں ان حروف کے سوا حرف ی بھی بجا ل خود رہا۔

اس کی وجہ ظاہر ہے کہ ان حروف کے اعداد میں ۹ کے طرح دینے کی گنجائش ہی نہ تھی اور نہ ۱۲ کا طرح دینا ممکن تھا۔

اسی جمل اصغر میں اکثر حروف کے اعداد بعد طرح ۹ یا ۱۲ گھٹ کر عشا اور مات اور الف کے درجہ سے احاد میں آگئے جیسے نقشۃ (الف) میں ی سے آخر تک۔ اور نقشۃ (ب) میں ک۔ ل۔ م۔ ن۔ ع۔ ف۔ ص۔ ق۔ ر۔ ت۔ ث۔ ذ۔ ض۔ غ۔

اسی جمل اصغر سے بعض حروف کے اعداد ۱۲ کے طرح دینے کے بعد کچھ نہ رہے۔ جیسے نقشۃ (ب) میں س۔ ش۔ خ۔ ظ۔

اس عمل کا نتیجہ یہ ہو گا کہ اگر ہم جمل اصغر کے قاعدہ سے کوئی تاریخ لکھیں تو ہر کو بعض حروف کے عدد دہشی لینے ہونگے اور باقی ماندہ حروف کے عدد دہشوا احاد ہی لینے پڑینگے بعض ناظرین کے دل میں یہ خیال ضرور آویگا کہ صرف احاد سے سنہ تاریخ کا حاصل ہونا بہت دشوار ہو گا۔ ہم اون کو اطمینان دلاتے ہیں کہ اس کتاب کی فصل اول متعلقہ باب دوم میں صنائع تاریخ کے پڑھنے کے بعد اون کو شکیں ہو جاوے گی کہ صرف احاد سے ہی تاریخ لکھی جاسکتی ہے۔ یا اگر ہم کو کوئی مبسوط تاریخ شریں لکھنے کا اتفاق ہو تو اس وقت ہی جمل اصغر سے بخوبی کام لیا جاسکتا ہے۔ اس لئے کہ تاریخ صرف نظم سے مخصوص نہیں ہے۔

اس موقع پر البتہ ایک بات کہہ سکتی ہے کہ نقشۃ (الف) میں ط کا عدد ۹ کیونکر قائم رکھا گیا۔ اور نقشۃ (ب) میں س۔ ش۔ خ۔ ظ۔ کو عدد دسی کیوں محروم کیا گیا۔ اگر س کے عدد ۶۰۔ کو ۱۲ پر تقسیم کرنے یا ۱۲ کو اس میں طرح دینے

کے بعد اس کی کسرات کچھ نہ باقی رہی اور اس وجہ سے اس کو بے عدد قرار دیا گیا تو۔ ط کے عدد میں ۹ کو طرح دینے کے بعد بھی وہی نتیجہ حاصل ہوتا تھا یعنی ط کو بھی بے عدد قرار دیا جاسکتا تھا درحالے کہ نقشہ (الف) میں ط کا عدد ۹ قائم کیا گیا ہے۔ اور نقشہ (ب) میں۔ س۔ ساقط العدد ہے۔ اس کے متعلق ہم پھر اس کے اور کچھ نہیں کہہ سکتے کہ واضع قاعدہ نے ایسا ہی حکم دیا ہے اور ایسا ہی عمل کیا اگر آج ہم اپنی رائے سے اس قاعدہ میں ترمیم کرنے پر آمادہ ہوں تو ط کو بھی ساقط العدد قرار دے سکتے ہیں۔

ہماری ذاتی رائے ط کی نسبت یہی ہے کہ بقاعدہ جمل اصغر اس کو ساقط العدد قرار دینا چاہیے۔ اگرچہ صاحب معدن الجواہر اس جزئیہ میں ساکت ہیں۔ اور مستقیدین کا مذہب بھی اس کے خلاف ہے۔

(۲) جمل صغیر | جمل صغیر کو مستقیدین نیز برہمپری کہا ہے۔ رب یضمتین بان عربی کا لفظ ہے۔ جو کہ جمع اور زبور بفتح اولیٰ صغیر نوشتہ وکتا با و اصطلاح 'جمل' میں نہ برہمپری جمل صغیر اسم حرف کے پہلے حرف کے عدد کو کہتے ہیں جس کا نام سنہی ہے مثلاً ب کا اسم ملفوظ نا ہے اور ج کا اسم ملفوظ (جیم) اور د کا اسم ملفوظ (دال) اس لفظ جیم سے صرف حرف ج اور لفظ دال سے صرف حرف د کا عدد تو زبر ہے اور۔ باقی دو حرف یعنی سینہ یا۔ ل کے اعداد کو بیانات کہتے ہیں۔ بیانات کا تفصیلی بیان جمل وسیط میں ہو گا انشاء اللہ تعالیٰ۔ جمل صغیر کو اقسام جمل کی تعریفات کے لحاظ سے دو حقیقت فن جمل کا ایک اصول عام مانا گیا ہے لیکن بدین وجہ کہ اقسام جمل مختلف اعتباراً سے جد سے جد سے بیان ہوئے ہیں۔ نیز جمل صغیر کو بھی جمل اصغر کے بعد بطور قسم

جمل بیان کر دینا مناسب سمجھا۔ اور تقسیم اور تعریفات خود اس بات کی متقاضی ہیں کہ جمل صغیر کو دوسرے درجہ میں بیان کریں۔ اگر اس تقسیم اور تعریفات مختلفہ اقسام جمل سے قطع نظر کی جاوے۔ اور ان اقسام کو صنائع جمل میں شامل کیا جاوے تو خود اصل فن کا نام جمل صغیر قرار پاوے گا۔ لیکن چون کہ متقدمین نے جمل صغیر کے مقابلہ میں جمل وسیط و کبیر کو بھی بیان کیا ہے لہذا ہم اصول تقسیم میں انہیں کی پیروی کرتے ہیں۔ اور جمل صغیر کو اقسام جمل ہی میں شمار کرتے ہیں۔

میر عبد الرشید تومس نے منتخب اللغات شاہجہانی میں اور صاحب غیاث اللغات نے لفظ ثنیات کے ضمن میں اور نیز صاحب معدن الجواہر نے اس کا ذکر کیا کہ (افادہ) میر غلام علی آزاد بلگرامی نے سبجۃ المرجان میں فرمایا ہے کہ قال لرب عبارة

عن کلمة فصا عدا مساویة لکلمة اخرے فی حساب الجمل کا الصلح والنزاع والصلح والصلح والصلح (الی آخرہ) صاحب غزلان الہند نے لکھا ہے اور قریب قریب تحریر آزاد بلگرامی کا یہی ترجمہ ہے کہ زبر بڑے معجمہ مضمومہ و باے موحدة مفتوحہ و دے مہملہ عبات ہے دو کلمہ مساوی الاعداد سے یا دو مساوی الاعداد زائد از کلمہ سے جیسے لفظ کل جس کے عدد (۵۰) ہیں اور لفظ ہتم جس کے عدد بھی (۵۰) ہیں یا (اول من آمن) جس کے عدد ۲۱۸ ہیں اور (علی ابن ابی طالب) اس کے عدد بھی ۲۱۸ ہیں۔

ہم عرض کرتے ہیں کہ لفظ زبر کی یہ دوسرے معنی ہیں اور فن جمل ہی سے اسکا یہی تعلق ہے اور اس خاص بیان میں صرف اس قدر عرض کر دینا کافی ہے کہ جمل صغیر کی تعریف کے لحاظ سے لفظ زبر باعتبار اپنے پہلے معنی کے جمل صغیر کا مراد ہے اور دوسرے معنی کا ذکر بطور افادہ کے کیا ہے۔

بعض استادوں نے اسی قاعدہ زبر سے اپنے مدوح کی معج کی ہر یاد میں کی
ہجہ۔ اور اسی مقابلہ اعداد میں یہ صنعت بھی داخل کی ہے کہ ایک لفظ کے عدد تو بقا
زبر لئے ہیں اور دوسرے لفظ مقابل کے عدد بقا عدد بیانات اور یہ اس لئے زیادہ
تر خوشنما ہے کہ زبر اور بیانات یعنی جبل صغیر و وسیط دونوں باعتبار مساوات
عدد دوسرے معنوں کے لحاظ سے زبر کہلاتے ہیں۔ مثلاً فیضی فیاضی شہب شاہ
کی تعریف میں ایک رباعی لکھی ہے جس کو ہم ذیل میں ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔

نور سے کہ زمرہ عالم آرا پیدا است	از جویہ شاہنشہ والا پیدا است
اکبر کہ ز آفتاب نسبت وارد	این نکتہ نہ بیانات اسما پیدا است

محققین اہل جمل نے اس رباعی پر خوب خوب طبع آزمائی فرمائی ہیں
صاحب بخش تسلیم فرماتے ہیں کہ - ا - ک - ب - ر - کے اعداد زبر ۲۲۳ ہیں
اور آفتاب کے بیانات کا مجموعہ بھی ۲۲۳ ہے۔ پس مصرع چہارم میں لفظ اسما غلط انداز
ہے کیونکہ اعداد اکبر تو زبر میں لئے گئے ہیں۔ اور اعداد آفتاب بیانات میں پسگان
خطا فیضی کی جانب نہیں ہے بلکہ تحریف کا تب پر یقین ہے۔

صاحب معدن الجوہر کا ارشاد ہے کہ از فیضی فیاضی وز صرع چہارم این رباعی
سہو و تسامح داہ یافتہ زیرا کہ درین جا بیانات اسما نیست بلکہ نہ - یک اسم و بیانات
یک اسم است - فافہم

مولفہ پیچیدان عرض کرتا ہے کہ یا ایہا المؤلفون لا باس علیہ۔ فیضی فرشتیک لکھا
ہے اور اسی ایکے باطنی سے اس کی خبر ملتی ہے کہ وہ فن جمل کا استاد تھا۔
ہم اوپر عرض کر چکے ہیں کہ استادان فن جمل نے اپنے مدوح کی ستائش میں

زبر سے کام لیا ہے یعنی کسی ایک لفظ ہم عدد نام مدوح کو اس سے منسوب کر کے اسکی تعریف کی ہے اور فیضی نے اس مقابلہ میں یہ خاص لطف رکھا ہے کہ اکبر کے عدد تو قاعدہ زبر یعنی جمل صغیر سے لکھیں۔ اور آفتاب کے عدد قاعدہ بینات یعنی جمل وسیط سے۔ اور دونوں کے اتحاد کو ظاہر کر کے یہ لطف دکھلایا ہے کہ مہر عالم آرا یعنی آفتاب کے بینات میں جو بات ہے وہ صرف ہمارے شہنشاہ کے زبر سے ظاہر ہے۔ اور قطعی مقابلہ یوں کیا کہ جو نور مہر عالم آرا سے ظاہر ہوتا ہے وہ ہمارے شہنشاہ کے صرف ناصیہ سے روشن ہے۔ اور ظاہر ہے کہ اس تشبیہ لفظی و عددی میں بڑی خوبی ہے۔ اب رہی الفاظ بینات اسماء کی اشکال جو دونوں مؤلفین کو واقع ہے اوس کی نسبت ہم کہتے ہیں کہ کچھ اشکال نہیں ہے ان بزرگوں نے اسماء سے اکبر اور آفتاب مراد لیا ہے اور پھر اعتراض فرمایا ہے کہ اکبر اور آفتاب کے بینات میں اتحاد نہیں ہے بلکہ اکبر کے زبر اور آفتاب کے بینات میں اتحاد ہے اس لئے بیان خلاف واقعہ ہے۔ ہم عرض کرتے ہیں کہ اصطلاح جمل میں مستمی زبر کو کہتے ہیں۔ اور اسم بینات کو۔ اور اسم حروف۔ حروف ملفوظ کا نام ہے۔ جیسے ب کا اسم حرف ہلے اور ا کا اسم حرف (الف) پس استاد فیضی کا مقصود اسماء سے اسماء حروف آفتاب ہے یعنی ہر ایک کا بینات۔ مثلاً حروف آفتاب ۵ ہیں۔ الف۔ فا۔ تا۔ الف۔ با۔ ان پانچوں حروف ملفوظی کے زبر کو تو چوڑ دو جس کا نام مستمی ہے۔ اور بینات محسوب کر جس کو اسم بھی کہتے ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ پانچوں حروف کے بینات کو اسم کہنا صحیح ہے۔ پس بینات اسماء حروف آفتاب (الف۔ ا۔ ا۔ الف) کے مجموعی عدد ۲۲ مساوی ہیں ناصیہ اکبر یعنی زبر لفظ اکبر کے۔ بدین وجہ کہ بینات کا مراد اسماء ہے اور ہر حرف کے

ملفوظ کو اسم حرف ہی کہتے ہیں۔ اس صریح آخر میں رعایت لفظی یہی ہے اور بدینہ جو کہ آفتاب کو سعد اکبر ہی کہتے ہیں۔ اکبر کے ساتھ اس کی نسبت بڑی لطف خیز ہے حاصل یہ ہے کہ جس طرح سعد اکبر یعنی آفتاب کے بتیئات کا مقابلہ اکبر کے زبر ہی ہوتا ہے اسی طرح آفتاب کی ذات میں جو نور ہے وہ اکبر کے صرف ناصبیہ میں موجود ہے (۳) جمل وسیط وسیط زبان عربی کا لفظ ہے معنی متوسط۔ اصطلاح جمل میں جمل سیٹ اور بتیئات دونوں مترادف ہیں۔ اسم حرف سے پہلے حرف کو چوڑ کر باقی حرف کے اعداد کا نام بتیئات ہے۔ مثلاً حرف (ا) کا اسم ملفوظ (الف) ہوا اور لفظ الف سے پہلا حرف چوڑ کر ل اور ف کے اعداد کا مجموعہ (۱۱۰) بتیئات ہے اور اسکو اسم ہی کہتے ہیں۔ صاحب منتخب اللغات بذیل لفظ زبر فرماتے ہیں کہ زبر بضم تین حرف اول اسمی کبھی مست و سوائے آن حرف کہ دو ملفوظی آید بیست ان کے طرز بیان سے واضح ہوتا ہے کہ اسم ملفوظ حرف کے دوسرے یا دوسرے سے تیسرے حرف کا نام بتیئہ ہے۔ برخلاف اس کے صاحب غیاث اللغات کا قول ہے کہ بتیئات نوعی از حساب اعداد و حروف اجدست و آن چنان باشد کہ اسم ہر حرف باعتبار تلفظ گیرند یعنی حروف و حرفی را و حرف گزفتہ جزو اول را کہ سہمی است ترک کنند و جزو ثانی کہ الف مست باقی ماند از آن یک عدد را و باشد و ہم چنین از حروف سہ حرفی حرف اول را ترک کرد و دو حرف کہ باقی ماند اعداد و آنہا را بگیرند (الخ) صاحب معدن الجواہر نے بھی بتیئات کو جمل وسیط کا مرادف کہا ہے یعنی آپ کو بالمعنی صاحب غیاث کی رائے سے اتفاق ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ اہل جمل نے جمل وسیط کو جمل اوسط ہی کہا ہے۔ خیال کیجئے کہ ضمن میں ہم ایک

نقشہ ہدیہ ناظرین کریں گے جس کے ملاحظہ سے ہر ایک حرف کے مقابل اوس کے اعداد بلحاظ جمل صغیر و وسیط و کبیر واضح ہوں گے سر دست اس مقام پر ایک نقشہ اعداد حروف کا بحسب قاعدہ جمل وسیط پیش کیا جاتا ہے۔

اسم حرف	الف	ب	جیم	دال	ها	واو	زا
حروف	ل ن جیم	ا	م جیم ی	ا ل جیم	ا	ا و جیم	ا
اعداد	۱۰ ۸۰ ۲۰	۱	۱۰ ۲۰ ۵۰	۱ ۲۰ ۳۱	۱	۱ ۲ ۴	۱
اسم حرف	ح	ط	ث	کاف	لام	میم	نون
حروف	ا	ا	ا	ا ن جیم	ا م جیم	ی م جیم ر ن جیم	
اعداد	۱	۱	۱	۱ ۱۰ ۸۰	۱ ۲۰ ۴۱	۱۰ ۳۰ ۵۰	
اسم حرف	سین	عین	فا	صاد	قاف	شین	شین
حروف	ی ن جیم ی	ی ن جیم	ا	ا د جیم	ا ت جیم	ی ن جیم	
اعداد	۱۰ ۵۰ ۶۰	۱۰ ۵۰ ۶۰	۱	۱ ۲ ۵	۱ ۱۰ ۸۱	۱ ۱۰	
اسم حرف	ت	ث	خا	ذال	ضاد	ظا	قین
حروف	ا	ا	ا	ا ل جیم	ا د جیم	ا	ی ن جیم
اعداد	۱	۱	۱	۱ ۲۰ ۳۱	۱ ۲ ۵	۱	۱۰ ۵۰ ۶۰

نقشہ بالا کی خانہ پرسی ہم نے عربی حروف کے تلفظ کے لحاظ سے کی ہے۔ اور ان ۲ حروف کی نسبت فارسی تلفظ بھی وہی ہے اور فارسی میں سوائے حروف مند رجہ نقشہ مذکور پا۔ چیم۔ ژا۔ گاٹ۔ کا جمل وسیط یا بیئات وہی ہوگا جو کہ با۔ چیم ژا۔ کاٹ کے ذیل میں لکھا گیا ہے۔

لیکن جب زبان اردو میں حمل وسیط یا بیئات پر عمل کیا جاوے تو حروف ذیل کا بیئات نقشہ بالا کے خلاف ہوگا اس لئے کہ ۷ حروف کا تلفظ اردو میں خلاف عربی و فارسی ہے اور صرف انہیں حروف کو نقشہ ذیل کے ذریعہ سے دکھایا گیا ہے۔

ب یا پ	ت یا ٹ	ث	ج	ح	خ	ر یا ر
بے۔ پے	تے۔ ٹے	ٹے	چے	تے	خے	رے۔ رے
۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰
ز یا ژ	ط	ظ	ف	ہ	ی	
زے۔ ژے	طوے	ظوے	نے	ہے	یے	
۱۰	۱۰	۱۶	۱۰	۱۰	۱۰	

بعض محققین کا خیال ہے کہ ان ۷ حروف کا حمل وسیط یا بیئات اردو زبان میں حقیقت لفظ کے لحاظ سے ہوگا مثلاً اگر لفظ (قدر) جو زبان عربی کا لفظ ہے اردو میں حمل ہوا ہو تو (را) کا بیئات بقاعدہ عربی (۱) ہوگا نہ بقاعدہ اردو (۱۰) اسی طرح اگر لفظ (چمن) کا استعمال اردو میں ہوا ہو تو (چیم) کا بیئات بقاعدہ فارسی جو عربی کے مطابق ہے (۵۰) ہوگا نہ بقاعدہ اردو (۱۰)۔ اکثر اہل فن نے اس نزاکت کی جانب توجہ ہی نہیں فرمائی بعض نے اس لئے اس بحث کو چھوڑ دیا کہ اس فن کو زبان اردو میں

لانا ہی پسند نہیں فرمایا۔ بعض نے اس لکڑ سکوت اختیار فرمایا کہ اونکی مالیف اگرچہ ہندوستان میں شائع ہوئی لیکن زبان فارسی میں تھی انہوں نے ضرورت زبان اردو کا خیال ہی نہیں کیا۔

ہم یہ کہتے ہیں کہ ہر گاہ اس فن کار و اج زبان اردو میں ہو چکا ہے تو ہماری رائے یہ ہے کہ حروف کا تلفظ خواہ وہ حرف زبان عربی کا ہو یا فارسی کا۔ ہماری اردو زبان میں جس طرح ہوتا ہوا اوس کے اعتبار سے بیانات تجویز ہونا چاہیئے۔ مانا کہ (ٹ) عربی زبان کا لفظ ہے اور عربی تلفظ میں اسکو (ٹا) کہتے ہیں اور فارسیوں نے بھی اس کو (ٹا) کہا ہے لیکن جب اردو زبان میں اس کا تلفظ (ٹے) ہے تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ ہم اس کا جمل وسیط یا بیئات بلحاظ تلفظ عربی و فارسی (۱) لین اور بلحاظ تلفظ اردو (۱۰) نہ لین۔ بعض متاخرین کا یہ خیال ہے کہ صرف (ٹ) (ڈ) (ڈھ) کے متعلق یہ عمل رہے اس لئے کہ (ٹ) (ڈ) (ڈھ) زبان اردو کے خاص حروف ہیں اور باقی حروف میں قاعدہ عربی و فارسی کی پابندی کی جاوے۔ ہم کو اس آخر الذکر گروہ سے بھی اختلاف ہے اس لئے کہ (ٹ) (ڈ) (ڈھ) اگرچہ اردو کے خاص حروف ہیں جو فارسی اور عربی میں نہیں ہیں لیکن (ر) (و) (ز) یا اور اکثر حروف کی نسبت یہ نہیں کہا جاسکتا کہ وہ زبان اردو کے حروف نہیں ہیں اصول ایک اختیار کرنا چاہیئے۔

(۴) جمل کبیر | بقول صاحب معدن الجواہر جمل کبیر مجموعہ ہے جمل صغیر اور جمل وسیط کا اور مراد ہے موزوں بیئات کا۔ یعنی ہر حرف کے اسم ملفوظی کے کل اعداد حروف کو اہل جمل نے جمل کبیر سے نامزد کیا ہے اور اس کو جمل کبیر کہنا اس لئے درست ہے

کہ یہ شامل ہے صغیر و وسیط پر۔ ہم جمل اصغر کے بیان میں کہہ آئے ہیں کہ اہل جمل نے جمل کبیر کی تعریف وہ بیان کی تھی جو جمل اصغر پر گزری۔ لیکن شائقین فن جمل خود اس بات کا تصدیق فرما سکتے ہیں کہ تعریف کے لحاظ سے کس قسم کے لئے کرنا نام مناسب ہے۔ بعض محققین نے تعریف قدیمہ کو بیان کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ قسم و حقیقت جمل کبیر ہے۔ بعض نے اس کو صرف زبر و بیئات کہا ہے اور بعض نے جمل جامع صغیر و وسیط اسکا نام رکھا ہے لیکن جب کہ تعریفات ہمارے روبرو ہیں تو ہم کو پرانی لکیر کے فقیرین کے غلطی کی پیروی کرنے کی کچھ ضرورت نہیں ہے۔

جن حضرات نے جمل اصغر کا نام جمل کبیر کہا ہے انہوں نے اسپر غویہ نہیں فرمایا کہ ہر گاہ خود انہوں نے زبر کو جمل و غیر اور بیئات کو جمل و وسیط کہا ہے تو پہر جامع زبر و بیئات کا نام ہی آخر کچھ ہونا چاہیے یا نہیں جس اصول نے ان کو اسپر مجبور کیا کہ زبر کو جمل صغیر کہیں اور بیئات کا جمل و وسیط نام رکھیں وہی اصول ہم کو مجبور کرتا ہے کہ (جامع زبر و بیئات) کا نام جمل کبیر کہا جاوے اور وہی اس کا مستقاضی تھا کہ ہم قسم اول کو جمل اصغر سے موسوم کریں۔ اس لئے کہ قسم اول کا درجہ باعتبار قلت اعداد جمل صغیر سے ہی کم ہے۔

نقشہ ذیل ہم پر یہ ناظرین کرتے ہیں جس کا میزانی خانہ حامل اعداد جمل

کبیر ہے۔

[illegible]

(۵) جمل اکبر لفظ کبیر کے مقابلہ میں لفظ اکبر خود اس قسم کے وجہ تسمیہ کی تعریف کرتا ہے چونکہ اس قسم جمل میں ایک حرف کے اعداد زبر و میانیات یا جمل کبیر سے ہی تجاوز و ترقی کرتے ہیں لہذا اہل فن نے اصطلاح جمل میں اس کا نام جمل اکبر رکھا۔ بطبعاً عرب اس قسم کے موجد ہیں۔ اس طرح چیر کہ ایک حرف کے عدد جمل کو زبان عربی میں لکھتے ہیں اور اس مکتوب کے اعداد کو اس حرف کا عدد قرار دیتے ہیں۔ مثلاً حرف (ا) کا عدد ایک ہے اور اس کو عربی میں احد کہتے ہیں اور احد کے عدد بقاعدہ جمل ۱۳ ہیں۔ تو الف کو مساوی ۱۳ کا قرار دیا جاتا ہے۔ ہم عرض کرتے ہیں کہ جمل اکبر کی رو سے ہر ایک زبان میں ہر ایک حرف کے اعداد مختلف ہوں گے۔

نقشہ ذیل صرف زبان عربی اور فارسی اور اردو کی مثال ہے

الف	تلفظ عدد زبان عربی	تلفظ عدد زبان فارسی	تلفظ عدد زبان اردو	الف
ا	۱	یک	۳۰	ایک
ب	۲	دو	۱۰	رو
ج	۳	—	۴۳	تین
ر	۴	چہار	۲۰۹	چار
د	۵	پنج	۵۵	پانچ
و	۶	شش	۶۰۰	چھ
ز	۷	ہفت	۲۸۵	سات

۴۰۶	۷۰۵	۱۰۰۱	۸	ح	ثمانیة
۵۶	۵۵	۹۳۰	۹	ط	تسعة
۶۴	۹	۹۴۰	۱۰	ی	عشرة
۷۲	۴۶۲	۹۴۰	۲۰	ک	عشیرین
۴۷۰	۷۰	۱۰۹۱	۳۰	ل	ثلاثین
۱۰۴	۳۸	۳۳۳	۴۰	م	اربعین
۶۶	۶۱	۷۰	۵۰	ن	خمسين
۴۶۶	۷۰	۵۲۰	۶۰	س	ستین
۶۶۰	۴۹۰	۱۹۲	۷۰	ع	سبعین
۷۱	۷۱۰	۶۵۱	۸۰	ف	ثمانین
۶۶	۶۰	۵۹۰	۹۰	ص	تسعين
۶۶	۹۴	۴۵۱	۱۰۰	ق	مائة
۷۶	۱۰۴	۵۱۱	۲۰۰	ر	مائتين
۵۲۶	۱۵۹	۱۴۸۲	۳۰۰	ش	ثلاث مائة
۲۷۰	۳۰۳	۷۲۴	۴۰۰	ت	اربع مائة
۱۱۹	۱۲۹	۱۱۵۱	۵۰۰	ث	خمس مائة
۶۴	۶۹۴	۹۱۱	۶۰۰	خ	ستمائة
۵۲۷	۵۷۹	۵۸۳	۷۰۰	ذ	سبع مائة
۴۷۲	۷۹۹	۱۰۴۲	۸۰۰	ض	ثمان مائة

ط	۹۰۰	تسع مائة	۹۸۱	نہصد	۱۲۹	نوسو	۱۲۲
خ	۱۰۰۰	الف	۱۱۱	ہزار	۲۱۳	ہزار	۲۱۳

جمل اکبر فارسی میں پچھصد کے عوض پانصد کے عدد لینا یا چار صد کے عوض چار صد کے عدد بطحاظ محاورہ زبان فارسی محسوب کرنا درست اور جائز ہے اور اسی قسم کا تصرف ہر ایک زبان کے محاورہ کے لحاظ سے ہو سکتا ہے

فارسیوں نے جمل اکبر میں ایک نئی ایجاد کی ہے اور اس کو فن معش دناغل کیا ہے جیسا کہ مولانا جامی علیہ الرحمہ کا مقامے اسم طیب اس کی مثال ہے و موند (۵) نام یارم سکہ حرف دان بے پنج پو ہر یکے در حساب پنجہ و پنج پو لفظ طیب کو لیجیے جس میں ۳ حرف ہیں ط - ی - پ - (ط کے عدد نوین جس کو فارسی میں نہ کہتے ہیں اور نہ کے عدد (۵۵) ہیں بقاعدہ جمل اکبر - پہر (۱) کو لیجیے جس کے عدد (۱۰) ہیں دس کو فارسی میں کہتے ہیں اور وہ کے عدد مجموعی (۹) ہیں اور نو کو فارسی میں نہ کہتے ہیں اور نہ کے اعداد (۵۵) ہیں پہر (ب) کو لیجیے جس کے عدد (۲) ہیں اور دو کو فارسی میں دو ہی کہتے ہیں - اور لفظ دو کے عدد (۱۰) ہیں اور ۱۰ کو فارسی میں وہ کہتے ہیں اور لفظ وہ کے عدد (۹) ہیں اور نو کا فارسی ترجمہ نہ ہے اور لفظ نہ کے عدد (۵۵) ہیں ہر ایک حرف میں ایک ایک مرتبہ جمل اکبر کا بڑھتا گیا ہے - اور ہماری رائے میں اس عمل کو جمل اکبر مع الترفع کہنا چاہیے - اگر کوئی مورخ اس صنعت میں تاریخ کہے تو اس کو ضرور ہے کہ جمل اکبر مع الترفع کی صراحت کر دے ورنہ وہ تاریخ معش کے دائرہ میں گہری رہے گی اور مورخ کا مقصد فوت ہوگا -

(۵) قواعد وضوابط جمل کا بیان

قاعدہ عام | استادان فن کا اس پر اتفاق ہے کہ حساب جمل مکتوب پر نہیں ہے بلکہ لفظ
میر غلام علی آزاد بلگرامی سبوحہ المرجان میں بعض ترجمہ شیخ محمد حیات سندھ کی
فرماتے ہیں کہ قال جدی و استاذی مولانا سید عبد الجلیل بلگرامی فی بعض
رسائله المختصر فی الجمل المکتوب لا الملفوظ مثل لفظہ السد یا خذون عنہا سنا
و سنین باعتبار البیئۃ المکتوبۃ لکان الاعتبار للتلفظ کان منغی ان نحاسب
الالف التی تلفظ بعد اللام (الخ) یعنی کہ ہے مبرے جد اور میرے استاد
(مولانا سید عبد الجلیل بلگرامی) نے اپنے بعض رسائل میں کہ معتبر فن جمل میں مکتوب
نہ تلفوظ۔ جیسا کہ اہل جمل لفظ السد کی عدد باعتبار بیئۃ مکتوبہ کے ۶۶ لیتے ہیں
اگر تلفظ کا اعتبار ہوتا تو الف کا عدد وہی محسوب ہوتا جو کہ لام کے بعد پڑا جاتا (الخ)
آپ ہی نے صنعت تاریخ کے بیان میں فرمایا ہے کہ بناء المورخین علی
الکتابۃ خلافاً لعلماء العروض و اہل الدعوة فان بناء ہم علی التلفظ لان مد
العروض علی الوزن و مدار الدعوة علی الذکر و کلاهما متعلقان بالنطق فہذا
محاسبۃ فی الجمل و الفہا غیر محاسبۃ لکون الاولی مکتوبۃ غیر ملفوظۃ و الثانیۃ
بالعکس و علی ہذہ الضابطۃ بعد المشتہ و مرغاً و اخذاً (الخ) یعنی مورخین کی بناء
کتابت پر ہے خلاف علمائے عروض اور اہل دعویٰ کے پس یہ تحقیق علی سرعہ
اور اہل دعویٰ کی بناء تلفظ پر ہے۔ اس لئے کہ عروض کا مدار وزن پر ہے
اور دعویٰ کا مدار ذکر پر اور یہ دونوں نطق سے متعلق ہیں پس خبرہ لفظ
اللہ کا حساب جمل میں داخل ہوتا ہے اور الف اللہ کا محسوب نہیں ہوتا کیونکہ خبرہ

مذکور مکتوبی ہے اور غیر ملفوظ اور الف اس کے عکس میں اور اسنی ضابطہ
حرف مشدّد و ایک گنا جاتا ہے۔ الخ
پہر آپ ہی نے خزائن عامرہ میں بضم ترحیمہ ناصر علی سرسندی فرمایا ہے
کہ اہل جمل کے نزدیک کتابت معتبر ہے نہ تلفظ اور یہ اہل عروض اہل دعوت
کے خلاف ہے۔

نصر الوفا فی البورینی نے مطالع النصیریہ میں فرمایا ہے کہ حساب
الحروف بالجمل فی عمل التوایخ بالحروف علی حسب ما یتب (انتہی) یعنی عمل
توایخین حساب جمل حروف کا بلحاظ کتابت ہوتا ہے۔
صاحب معدن الجواہر محققین متذکرہ بالا کے حوالہ سے فرماتے ہیں
کہ حساب جمل میں حروف مکتوب کا معتبر ہونا متحقق ہو چکا پس لفظ مصطفیٰ کا آخر
حرف یاے حلی محسوب ہوگا اگرچہ یا نہیں پڑی جاتی۔ اور لفظ صلوة میں واو
کے عدد لئے جاوین گے اگرچہ وہ تلفظ سے خارج ہے۔

مؤلف عرض کرتا ہے کہ جس زبان میں تاریخ لکھنا مقصود ہے اس کے
رسم الخط سے تاریخ کو واقف ہو رہنا ضرور ہے ورنہ تاریخ کی محنت غلطی سم
الخط کی وجہ سے ضائع جائے اور مادہ تاریخ کے غلط ہونے کا اندیشہ رہے گا
اگرچہ رسم الخط السنہ کے متعلق متعدد مختصر سے رسائل لکھے گئے ہیں لیکن
خاص کر اسی بیان کے حصہ آئندہ میں ہم کیقدر اس کو یہی بیان کریں گے
اگر کسی آیہ فرقانی سے مادہ حاصل کرنا مقصود ہو تو رسم الخط قرآنی
کی پابندی ہونی چاہیے اس لئے کہ عربی الفاظ کے عام رسم الخط کے مقابلہ

مین رسم الخط کلام پاک مخصوص ہے۔

قواعد خاص | ہم اس بیان میں مناسب خیال کرتے ہیں کہ اپنے سلسلہ بیان کو حروف تہجی کی ترتیب پر مبنی کریں اور ہر ایک حرف کے ضمن میں رسم الخط زبان کی فارسی و اردو کے مختصر سے قواعد ہی بیان کرتے ہوئے چلیں۔ تاکہ یہ کتاب شائقین فن جمل کو رسائل رسم الخط سے ہی ایک حد تک مستغنی کر دیوے جس قدر قواعد خاص اس بیان میں لکھے جا دیں گے وہ تواتر اسی اصول عام پر مبنی ہیں جو گزشتہ حصہ میں گزرا۔

(الف)

(۱) عربی اور فارسی زبان میں ہر الف صد کلمات میں واقع ہوتا ہے وہ حقیقت ہمزہ ہے۔ لیکن بدین وجہ کہ وہ کتابت میں الف کی شکل میں لکھا جاتا ہے اہل حل کے پاس وہ الف ہی ہے اور اس کا عدد جمل ایک ہے جیسے۔ ابن۔ ام۔ امراد۔ اسفندار۔ وغیرہ۔ اردو والے اس کے خلاف ہیں یعنی وہ ہمزہ صد کلمات کو ہی الف ہی مانتے ہیں نہ ہمزہ۔ صاحب فرہنگ آصفیہ لفظ ہمزہ پر فرماتے ہیں کہ اردو من ہمزہ وہ معنی لکیر ہے جو لام الف کے بعد شکل ۱ آتی ہے یہاں الف کی نسبت ہمارے مقصد کے لئے صرف یہ کلیہ کافی ہے کہ کتابت حروف لفظ میں جو ہمزہ الف کی شکل پر لکھا جاتا ہے اعم ازینکہ وہ تعریفاً ہمزہ ہو یا الف لیکن بانواع جمل الف لکھا جاوے گا اور اسکا ایک عدد محسوب ہوگا۔

(۲) قدیم رسم الخط میں الف مدودہ کو دو الفون کی شکل میں لکھنے کا دستور تھا فرہنگ جہانگیری وغیرہ میں اس طریقہ کی مثالیں اب تک موجود ہیں لیکن شائقین

فارسی نے اس طریقہ کو ترک کیا ہے اور اب الف پر ایک چوٹا سا مد لکھ دیا جاتا ہے
 اردو کے رسم الخط میں بھی یہی طریقہ ہے لیکن عربی والون نے اب تک دو الف لکھنے کا
 طرز جاری رکھا ہے تاہم دوسرا الف جو بعض مد ہوتا ہے وہ قد میں بہت چوٹا لکھا
 جاتا ہے جیسے لفظ امنو کا دوسرا الف اگرچہ قرأت خود بتلا رہی ہے کہ دو الف کی وجہ
 سے مد کی آواز پیدا ہوتی ہے لیکن رسم الخط عربی نے اس کا فیصلہ کر دیا ہے کہ حرف
 لفظ میں پہلا ہمزہ جو شکل الف ہے وہ ایک ہی ہے اور دوسرا چوٹا الف کبڑا ہے
 ہے جس سے اسی مد کا فائدہ حاصل ہوتا ہے جو فارسیوں کی کتابت میں مروج ہے۔
 پس ابن جمل کا اتفاق اسی پر ہے کہ لفظ امنو میں چوٹا الف اس لئے محسوب
 نہ ہو گا کہ وہ کبڑا ہے۔

صاحب بحثہ المرجان نے درست فرمایا ہے کہ یَعْدُ الْمَشْدُ حَرْفًا وَاحِدًا
 کالمشدد وکذا لکس الهمزة المدودة کاملن (انہی) یعنی مشدد ایک ہی شمار کیا جاتا
 ہے جیسا کہ لفظ مشدد اور یہی حکم ہے ہمزہ مدودہ کے لئے جو لفظ امن میں ہے۔
 صاحب معدن الجواهر کا قول ہے کہ حرف ہمزہ در زبان عربی و فارسی
 و ترکی و ہندی ہر گاہ در صدر کلمہ پیش از الف واقع شود بکتابت و در نیاید و علاتش
 در عربی و ترکی فتحہ راست بصورت الف خردک بالائے الف می نویسند مثل
 ابار و ادم و در فارسی و ہندی خط کج عرضی کہ آنرا مد می نامند بالائے چنین
 الف کہ آنرا احمد و می گویند می نگارند مثل آباد و آزاد و آمدن و چنین ہمزہ در حساب
 جمل محسوب نہ میشود کہ حرفی نباشد۔

صاحب فادہ تاریخی کا یہی مذہب ہے اور کلام استادانِ فارس میں بھی

اسی قاعدہ پر عمل پایا گیا ہے جیسا کہ محتمم کاشی نے شہزادہ روم کی آمد میں ایک تاریخ لکھی ہے جس میں الف مدودہ کا صرف ایک ہی عدد محسوب ہوا ہے وہ یہ ہے		
تاریخ آن قرآن طلبیدم ز عقل گفت	بوسید کا مجور حوران شاہ رار کا ب	۹۵۲
تاریخ آن مقارنہ کردم سوال گفت	ماہ عجیب رسید بیا بوس آفتاب	۹۵۲
سنجر طہرانی نے مسئلہ ہجری میں مع شاہ جہانی میں ایک قصیدہ لکھا ہے جس کے ہر مصرع سے تاریخ نکالی ہے۔ اس قصیدہ میں بھی الف مدودہ کا عدد ایک ہی محسوب ہوا ہے۔ یہ مصرع اسی قصیدہ کا ہے (ع) ز وجود شاہ جہان بادشاہ ملک آراے (۱۰۰۰)		
اس میں کچھ شک نہیں کہ متقدمین فارس میں اس کا رسم الخط دو الف نکلتا تھا جیسا کہ بعض فرہنگ نامے فارس سے اس کی تصدیق ہوتی ہے اور غالباً انکا یہ طرز عربی رسم پر مبنی تھا جو اب تک قائم ہے لیکن جب متاخرین نے اس کو بدل دیا اور رسم الخط عربی کی حقیقت کی صراحت عربوں نے کر دی جس کا ذکر اوپر ہوا تو پھر کوئی وجہ نہیں ہے کہ کلیہ عام اور قواعد کے برخلاف الف مدودہ کے عدد دو محسوب ہوں۔ صاحب النقص تسلیم کو اصرار ہے کہ الف مدودہ کو عدد دو ہی محسوب ہونا اور مرزا محمد جعفر راج نے اپنی تالیف ارمغان میں بھی انہیں کے ساتھ اتفاق فرمایا ہے اور سند میں کلیم مہدائی کی تاریخیں پیش ہوئی ہیں جن کی نقل ذیل میں کی گئی ہے		
بہر تاریخ قرآن کرد رقم کلک سلیم	مہد جمشید بزم نیر بلقیس آمد	
	ولہ	
رادایزد بپادشاہ جہان	خلیفہ ہجو نوکل سداب	

چون بدین مژدہ آفتاب انداخت طبع در یافت سال تارخیش	افسرخویش بر ہوا چو جباب ز درقم آفتاب عالم تاب ۱۰۲۹ - ۱ = ۱۰۲۸
از جلوہ شاہان فرخ پئے فتح تاریخ فتوحات شہنشاہ جہان	د اولہ داد از پے ہم ساقی دوران مئے فتح بنوشت کلیم آمدہ فتح از پے فتح
<p>ہم کہتے ہیں کہ کلیم مہدانی کا پایہ فن جمل میں کچھ ایسا بلند نہ تھا جس کی سند ہم قاعدہ عام اور استادان فن اور ائمہ جمل کے قول کی خلاف ورزی کریں ائمہ جمل کی احتیاط اس درجہ میں تھی کہ وہ مختلف فیہ مسائل میں مذاہب مختلفہ کا ذکر کر کے یہ لکھ دیتے تھے کہ خواہ اسپر عمل کر دیا اسپر لیکن اس خاص مسئلہ میں اون کی رائے قطعی ہے۔ اور استادان عجم نے بالاتفاق اسی کی پیروی کی ہے۔ صرف کلیم مہدانی کا کلام اس کلینیہ عام کے خلاف عمل کرانے کے لئے کافی نہیں ہے۔</p> <p>صاحب لمخص تسلیم نے اپنی رائے کے خلاف عمل کرنے والے استاد و مکتوبت کچھ بڑا بہلا کہا ہے اور سخت مست الفاظ میں اون کو یاد کیا ہے اور اسی کے ساتھ یہ بھی فرمایا ہے کہ ہماری تاریخوں میں الف مدودہ کے دو عدد محسوب ہونے میں ہم کو بہت افسوس ہے کہ لائق مؤلف نے یہ اچھا نہ کیا۔ ایسا طرز ایک نفل مؤلف کے شایان نہیں ہے کہ ایک ایسے مسئلہ میں جس میں بلند پایہ محققین کا اتفاق ہے زبان درازی کریں۔ آپ کی پیروی وہی لوگ کریں گے جن کو یہ طرز پسند ہے۔</p> <p>ہمارا مذہب یہی ہے کہ الف مدودہ کا صرف ایک ہی عدد محسوب ہو۔</p> <p>محشم کاشی اور سنجر طہرانی کے سوا جن کے کلام کی سند ہم نے اور پر لکھی جو</p>	

حسن ہروی نے بھی اپنے ایک قصیدہ تاریخی میں کئی جگہ الف محدودہ کا استعمال کیا جس کا صرف ایک ہی عدد لیا ہے۔ جیسے اس قصیدہ کے چند اشعار کو اسی بیان میں حرف ک کو ذیل میں نقل کیا ہے جن میں کئی جگہ الف محدودہ سے کام لیا گیا ہے معزز ناظرین اس کو ملاحظہ فرمائیں۔

(۳) جو ہمزہ کہ وسط کتابت میں بشکل الف لکھا جاتا ہے جیسے (سأل) میں سین کے بعد۔ وہ بھی اہل حل کے پاس الف ہے اگرچہ عربوں نے اس ہمزہ کا انطباق کرنا پسند کیا ہے کہ قاری کو اس کی اطلاع رہے کہ یہ الف نہیں ہے بلکہ ہمزہ ہے تاہم اہل حل نے صورت کتابت کو معتبر خیال کر کے اس کو الف مانا ہے پس لفظ (سأل) کے اعداد (۹۱۱) محسوب ہوں گے۔ لفظ (سأل) میں فاء سینوں نے حرف دوم کو الف ہی مانا ہے اسی طرح اردو میں بھی لفظ (چال) (ڈال) کا حرف دوم الف ہے۔ صاحب معدن الجواہر نے بھی اس کا ذکر فرمایا ہے اور لکھا ہے کہ اگرچہ لفظ (حبیب) میں حین اذ کا مخفف ہے اور حین اذ میں ہمزہ بشکل الف موجود ہے لیکن چونکہ حین سن کی کتابت میں شکل الف متروک ہے لہذا اس کا ہمزہ محسوب نہ ہوگا۔ بلکہ ہمزہ کے بدلے یا کے عدد محسوب ہوں گے برخلاف اس کے سأل میں حرف دوم الف محسوب ہوگا اس لیے کہ رسم الخط نے اس کی صورت کتابت کا فیصلہ کر دیا۔ (۴) لفظ موسیٰ کا الف مقصورہ اگرچہ کتابت میں چوٹا سا قد لئے ہوئے موجود ہے لیکن وہ کتابت کے قاعدہ سے الف نہیں ہے اس لئے کہ کتابت میں اس کو حین یا موجود ہے اور اشارۃ الف مخففہ صرف ایک رسم الخط کی علامت ہے تاکہ قاری اس یا کو الف کی آواز میں پڑھے اور قاعدہ رسم الخط میں اس علامت کا ترک

بھی جائز ہے پس لفظ موسیٰ کے اعداد ۱۱۶ محسوب ہوں گے۔

صاحب فتح المرجان نے بعض ضائع تاریخ لکھا ہے کہ الالف التي تكتب على صورة الیاء قد یا کھنئی ویحییٰ (انتہی) یعنی جو الف یا کی صورت میں لکھا جاتا وہ یا شمار ہوگا جیسے حصی ویحییٰ۔

(۵) رسم الخط عبری میں کبھی الف وسط کلمہ میں آتا ہے اور پڑھنے میں ظاہر ہو تا کہ اور اس کے وجود کی علامت کہڑے زبر کے ذریعہ سے کتابت میں بھی ہوتی ہے لیکن حروف مکتوبہ میں داخل نہیں سمجھا جاتا جیسے لفظ صلوة کا الف اور یہی کیفیت لفظ إله اور الله اور رحمن اور اسحق و لکن و ہذا کے الف کی ہے۔ اس کے متعلق اہل حبل کا یہی حکم ہے کہ رسم الخط کے تابع رہو۔ یعنی اگر کسی آیہ قرآنی سے تاریخ حاصل کرنا مقصود ہو تو رسم الخط قرآنی معتبر ہوگا یعنی رحمن میں الف محسوب نہ ہوگا اس لئے کہ وہ کتابت لفظ میں داخل نہیں ہے اور کہڑے زبر کے حکم میں یہی حکم لفظ إله اور الله کے لئے ہے۔ اور یہی عمل لفظ اسحق میں ہوگا۔ لکن اور ہذا میں رسم الخط عبری نے تصفیہ کر دیا ہے کہ لام لکن کے بعد کا الف اور نیز ہذا کے بعد کا الف۔ الف نہیں ہے بلکہ کہڑا زبر ہے۔ پس ان تمام الفاظ میں الف داخل حساب حبل نہ ہوگا۔ محققین حبل نے اس کے متعلق کافی صراحت کی ہے۔

لیکن جن الفاظ میں رسم الخط فارسی نے الف کو داخل لفظ کیا ہے اس کو حساب حبل میں محسوب کرنا فارسیوں کے لئے لازمی ہے جیسا لفظ سلیمان جسکی کتابت فارسی میں الف موجود ہے۔

حکیم کاشی نے جلوس شایحان کی تاریخ میں ایسے الف کو محسوب نہیں کیا

اور ہماری رائے میں اودن سے تسامح ہوا ہے اس لئے کہ اودنوں کو راؤ تائیخ زبان فارسی میں لکھا اور رسم الخط کے خلاف عمل کیا۔ اگر رسائل رسم الخط فارسی سے لفظ سلیمان میں صرف کپڑا زبر لکھنا جائز قرار پاسے تو سو رخیہ کوئی اعتراض نہ ہوگا۔

بادشاہ مجسم و برشاہ جهان	گزینچا چون مجسمہ تابان آمدہ
سال تائیخ جلوسش گفت چرخ	وارث ملک سلیمان آمدہ

(نوٹ) اس تائیخ میں بھی الف مدودہ کا عدد صفت ایک موصوب ہوا جس کا بیان گزر چکا ہے۔

اسی تقریب پڑا سیر شوقی نے بھی تائیخ کہی ہے جس سے شہنشاہ کی تعریف کی گئی

بادشاہ جهان و شاہ جهان	خرم و شاد و کامران باشد
حکم او بر حقائق و عالم	ناجیان یا دیر جهان باشد

باقریگیانی نے تائیخ جلوس بادشاہ عالم گیر میں عبارت ذیل کے ہر ایک فقرہ سے تائیخ نکال ہے اور لفظ حمن میں بقاعدہ رسم الخط فرقانی الف کو ترک کیا ہے۔

آفتاب ملک احسان سایہ حسن ۱۰۶۸ پیادہ تاجران عالم و عالمیان ۱۰۶۸

(نوٹ) اس تاریخی عبارت میں بھی الف مدودہ کا انکسار ہی عدد موصوب ہوا ہے جس کی بحث گزر چکی۔

مرزا بدیع نعیر آبادی نے تائیخ قصر شاہ سلیمان میں الف لفظ سلیمان کو حذف کیا ہے اور رسم الخط فرقانی کی پابندی کی ہے۔

چون شاہ سلیمان شاہ اقبال بلبند	شد ہانی این سکن بچیت پیوند
۱۰۸۰	۱۰۸۰
از جشن و نشاط و کامگاری دائم	وروسے جاے بادشہ دولتمند
۱۰۸۰	۱۰۸۰

ہماری رائے میں ان استادوں نے قاعدہ عام کی خلاف ورزی کی ہے اگر ان کے اس کلام کی سند سے فارسی کے رسم الخط کو لفظ سلیمان کی نسبت رسم الخط قرآنی کے مطابق تسلیم کیا جائے تو پہر کوئی اعتراض باقی نہیں رہتا۔

مجتہد العصر مولانا دلداری علی نے تاریخ وفات نواب آصف الدولہ میں دو کبرے زبر کو الف محسوب فرمایا ہے۔

پہنہ روح و ریحان و جنت النعیم ۱۲۱۲ ہجری
مولانا نے الفاظ (پہنہ) اور (جنت) دونوں میں کبرے زبر کو الف قرار دیکر ان کے عدد محسوب فرمائے ہیں۔ اور یہ اون کی بدیہی غلطی اور قاعدہ جمل کی خلاف ورزی ہے۔

(۶) لفظ اطیعوا کا الف آخرہ اگرچہ پڑھنے میں داخل نہیں ہے لیکن بیوجہ کہ کتاب میں بلحاظ رسم الخط الف موجود ہے حساب جمل میں الف محسوب ہوگا یعنی (اطیعوا) کے عدد ۹ شمار ہوں گے۔ مولانا مولوی عبدالباقی صاحب دلاور خان شاہ جہان پوری کی تاریخ لہم دار السلام عند ربہم بآکانوا یعلمون (۱۱۴۰) لکھی ہے اور موافق قاعدہ ہے۔ صاحب لمخص تسلیم نے بھی اسکو تسلیم فرمایا ہے اور اس میں استادان جمل کو کوئی اختلاف نہیں ہے۔

(ے) اسی طرح الف وصل بعض وقت باوجود سے کہ کتابت میں ہوتا ہے مگر کثرت میں نہیں آتا یہ حساب جمل میں محسوب ہوتا ہے جیسا کہ (اِلا اللہ) کے عدد (۹۸) محسوب ہوتے ہیں ۔

فارسی میں جو ہمزہ وصل لفظ بر وہ است کے وسط میں آتا ہے اس کو مختلف اشکال ہیں ۔ فارسیوں کا قول ہے کہ بعد اسے ہوزچین الف حذف نحو ہرشد چنانچہ کردہ است و بودہ است اگرچہ اس کو کردست یا بودست پڑہیں لیکن کتابت میں ہ اور آ دونوں کو قائم رکھنا چاہیئے ۔ پس اسی قاعدہ کو لحاظ کر حساب جمل پابند کتابت رہے گا ۔

پھر فارسیوں نے کہا ہے کہ بعد حرف با و حرف تون چینین الف حذف ہرشد (ے) زحیمش مال تیخانہ خرسبت + کرساقی پیچورے یادور رکابست (ے) غیرت ابر بہاران چشم گریان سنست + یکہ چین گل کردہ برہر نوک ثمرگان سنست اسی طرح فارسیوں نے الف بعد الف کو بھی حذف کرنے کا حکم دیا ہے جیسے (ع) عشق خانہ خراب مولد ماست و

پس قاعدہ یہ ہے کہ قواعد فارسی نے جس الف کو کتابت میں حذف کرنا حکم دیا ہے وہ نہ کتابت میں قائم رہے گا اور نہ حساب جمل میں اور جس الف وصل کو قواعد فارسی نے کتابت میں قائم رکھا ہے وہ نہ کتابت سے حذف ہو سکیگا اور نہ حساب جمل سے ۔ ہم نے اس موقع پر بعض قواعد فارسی کا ذکر تمثیل کیا ہے ہمارا یہ بیان قواعد فارسی کا جامع نہیں ہے اور نہ جامعیت کا موقع اور محل ہے جو کچھ کہنے بیان کیا ہے وہ بطور تمثیل ہے ۔

(۸) اسید طح لفظ زید آ کا الف ثنویں حالت نصب میں داخل کتابت کو ہے
لیکن بجز حالت وقف کے پڑا نہیں جاتا بعض شعرائے حالت وقف میں بھی
اس کو عرض شعر سے خارج رکھا ہے لیکن بدین وجہ کہ کتابت میں اس کا
وجود ہے لہذا حساب حجل میں محسوب ہوگا۔
صاحب شخص تسلیم فرماتے ہیں کہ فارسیوں نے بعض وقت اس کا قاف
نوں کے ساتھ باندھا ہے جیسا کہ مولوی معنویؒ نے (۷) موسیٰ و یسعی
زمن پڑ نرم باید گفت قولاً لیتنا پڑ آپ فرماتے ہیں کہ ایسی حالت میں لفظ
لیتنا کا الف نون کی قائم مقامی چاہتا ہے۔ ہم اس کو تسلیم نہیں کرتے اس لئے
کہ قاعدہ جس کتابت کی پابندی کا حکم دیتا ہے قرأت کو اس میں کچھ دخل نہیں ہے
فارسی میں ایسا قافیہ درست ہے یا نہیں وہ دوسری بحث ہے جس کا یہ محل
نہیں ہے۔ بہر حال لیتنا کا آخر حرف حساب حجل میں الف محسوب ہوگا اور
اس کا ایک ہی عدد لیا جاوے گا۔

اگرچہ ب کے متعلق ہم کو کسی قاعدہ خاص کے بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے
لیکن صرف اس قدر عرض کر دینا مناسب خیال کرتے ہیں کہ رسم الخط فارسی
میں وہ بے عربی جو معانی مختلفہ متعل ہوئی ہے یا بے زائدہ جو ابتدائ الفاظ
میں واقع ہوئی ہے بخصوصیت الفاظ زبان فارسی۔ غیر افعال میں کبھی لفظ کے
ساتھ متصل لکھی جاتی ہے اور کبھی منفصل اور بصورت ثانی انہما حرکت فتح کو لئے اس کے
اے مخفی پڑائی جاتی ہے۔

جیسے بسر و بتن جس کو رسم الخط نے اجازت دی ہے کہ لفظ سر و تن سے
بے کر جدا بھی لکھ سکتے ہیں مثلاً بہ سر و بتن محققین رسم الخط نے قواعد مذکور کے
ذریعہ سے یہ بات نہیں دکھائی ہے کہ کن الفاظ میں بے کا متصل لکھنا ضرور ہے اور
کن حالات میں جدا لکھنا لازم ہے۔ بلکہ کاتبین کو اختیار دیا گیا ہے کہ وہ الفاظ
عبرانی کے سوا جو فارسی میں مستعمل ہوں الفاظ زبان فاریہ میں جو غیر افعال ہوں چاہیں
بے کو حرف و لفظ کے ساتھ ملا کر لکھیں یا اسے محقق کے ساتھ جدا۔

صورت آخرہ میں جمل کا قاعدہ عام اس کا متقاضی ہے کہ ہر لحاظ کتابت ایسی
بے کے عدد ہائے محقق کے ساتھ (۱) محسوب ہوں محققین فن کی رائے یہ ہے کہ اگر
محقق کا عدد ہرگز محسوب نہ ہونا چاہیئے۔ اور اس کتبہ متذکرہ قاعدہ عام کے قائم نہ ہونے
کے لئے مورخین کا فرض ہے کہ ہمیشہ اس قسم کی بے کو متصل بہ لفظ لکھا کریں اور
منفصل لکھنے کا قصد ہی نہ کریں گو کہ رسم الخط نے اس کی اجازت دی ہو۔

اگر اس ہدایت کی پابندی نہ ہوگی تو مادہ تایید خیرہ میں رہے گا یعنی اگر
(بسر یا بفرق) کو مورخ نے (بہ سر و بہ فرق) لکھ کر بے کے عدد کو ہائے محقق کے ساتھ
محسوب کیا ہو تو ممکن ہے کہ نقل نویسی میں کبھی بے کا اتصال لفظ سر و فرق کے ساتھ
واقع ہو اور ہائے محقق کے پانچ عدد کا گنا مادہ تایید کو بر باد کرے۔ اس نحو کا
طریقہ یہی ہے کہ فن جمل کے اغراض کے لحاظ سے ب کو ملا کر لکھیں۔

صاحب شخص تسلیم فرماتے ہیں کہ اکثر مردم این عصر بابے موحده البتہ

۱) امی نویسنده عدد و شصت می گیرند این هفت مشتاق هفت هشت است که بر
زبانی فکر و عاجزی طبیعت آنها دلیل قومی دارد که در کلام اسانزه با حرم موحده باشند

بانیادہ است۔ ہم نہ اس درشت بیانی کو پسند کرتے ہیں اور نہ مطلق الغائی کو
تو اعد فن سے کام لینا چاہیے۔ اور عقل سلیم ہی اس تصفیہ کے لئے موجود ہے کہ
استادوں نے جو کچھ کہا ہے وہ کن خوبیوں پر مبنی ہے۔

شعراے عجم کا بھی یہی مذہب ہے۔ لامحتشم کاشی نے جلوس شاہ اسمعیل میں ایک
رباعی لکھی ہے جس کے آخر شعر میں باے موحده کو متصل لکھا کہ صرف دو عدد چہرین

داخذ بلامت مہر شاہ اسمعیل

در ہر نقش دلا بہ از اہل جہان

۹۸۴

۹۸۴

حضرت استاد می معنی دکنی اپنے رسالہ مناظرہ معنی میں فرماتے ہیں کہ
جائے کہ کتابت صورت کلمہ بد نہاید و بر خوانندہ نوسے دشواری در نظر کردن آید۔

می نویسد چون بہ بیند و نمی نویسد چون ببینند و جائیکہ چنین نیست متصل کوید

چون بخور و بین و بخدا اگر کسی برائے پر کہ دن اعداد تالیخ چنین نویسد خود

بہ بین۔ بہ خدا۔ و برائے کم کہ دن اعداد چنین نویسد۔ ببیند۔ خلاف رسم الخط

باشد و نزد مورخان محققین ناجائز۔

ہم اس کو نقل کرنے کے بعد اس قدر اضافہ ضرور کریں گے کہ صاحبان

رسم الخط نے اس باے موحده کے متصل یا منفصل لکھنے کا کوئی تصفیہ نہیں کیا ہے

یہی وجہ ہے کہ محتاط محققین جمل نے اس ب کی نسبت وہ فیصلہ کیا ہے جس کو ہم نے

اوپر لکھا۔ اگر رسم الخط میں بطور کلیہ کے کوئی قاعدہ بیان ہو یا اس قاعدہ رسم

الخط کی کوئی سند ملے آتی جس سے ہم اس وقت تک محروم ہیں تو آسانی کر سنا

ہم اُس کی پیروی کر سکتے۔ اس لئے کہ اعداد جمل کا دار و مدار رسم الخط پر ہے۔

ت

نامے عربی رسم الخط کے لحاظ سے دو اشکال میں لکھی جاتی ہے۔

- (۱) دراز جیسے است جس کا نام عربی میں تاء مرسومہ ہے۔ اور اردو میں لائے
- (۲) دوسری گول جیسے (ة) اس کو عربوں نے نامے مدورہ مرسومہ کہا ہے اور اردو والوں نے گول تے سے نامزد کیا ہے۔ اور چھوٹی تے بھی۔

عربی میں بعض خاص مقامات پر تاء مرسومہ مستعمل ہے۔

- (۱) جس لفظ میں تاء پہلی ہو جیسے بیت وغیرہ اسی کے ضمن میں چند خاص الفاظ ہیں جن کی تے نامے پہلی کے حکم میں داخل کی گئے ہیں۔ جیسے۔ لات۔ منات۔ ذات۔ جنت۔ اخت۔ کیت۔ نیت۔ لیت۔ وغیرہ۔

- (۲) جس لفظ میں تاء جمع مونث سالم ہو جیسے حرکات۔ سکنا۔ جہات وغیرہ
- (۳) جس لفظ میں تاء ملامت تانیث فاعل ہو جو فعل میں آتی ہو جیسے فعلت۔
- (۴) جس لفظ میں تاء ضمیر ہو جو فعل ماضی سے مخصوص ہے جیسے۔ فعلت۔ فعلت۔

ان کے سوا جو تاء تانیث اسم میں واقع ہو عموماً گول لکھی جاتی ہے جیسے فلاحہ۔ ملاحہ۔ حفاظہ۔ وغیرہ۔

جب کہیں تاء مدورہ حالت وقف میں ہو۔ تو اس کی کتابت سے نقطوں کا حذف کرنا جائز ہے جس کی صورت مثل اسے ہوز کے رہ جاتی ہے اور قرأت میں بھی (ہے) کی آواز۔ پس دراز تے یعنی تاء مرسومہ کے عدد تو اہل جمل کے پاس بالاتفاق ۴۰۰ ہیں لیکن تاء مرسومہ کے اعداد میں اختلاف ہے اور اسلی ختم

کی وجہ سے ۳ مذہب قائم ہو چکے ہیں۔
 (۱) عموماً گول تے کے عدد مثل دراز تے کے ۴۰۰ محسوب کرتے ہیں۔
 (۲) عموماً گول تے کو (ہے) قرار دیکر اس کے پانچ عدد لیتے ہیں۔
 (۳) گول تے کے عدد حالت وقف میں پانچ لیتے ہیں اور غیر وقف میں ۴۰۰۔
 نمبر (۱) کا قول ہے کہ اہل حمل کا قاعدہ عام کتابت اور رسم الخط مغربی ہے اور رسم الخط لبنی بر حقیقت ہے۔ صاحبان رسم الخط نے اسے مربوط یا مدور کے لئے گول شکل دو نقطوں کے ساتھ قرار دی ہے اور اس شکل مدور کا نام قریبی ہے پس کوئی وجہ نہیں ہے کہ ہم اس کو (تے) ماننے کے بعد اس کے عدد ۴۰۰ محسوب نہ کریں۔ اگر حالت وقف میں اس کے نقطوں کا حذف کرنا جائز ہو اور نقطوں کے حذف ہونے کے بعد اس کی صورت (ہے) سے مشابہ ہو جاتی ہو اور وقف کی وجہ سے قرأت میں اس سے (ہے) ہی کی آواز نکلے تو اس اعتبار سے اس کی حقیقت زائل نہیں ہوتی۔ اگر نحو میں نے اپنی اصطلاح میں اس کو تائید سے موسوم کیا ہو تو اون کا صرف اصطلاحی عمل اس کی حقیقت کو باطل نہیں کرتا پس اسے مدور کے عدد ہر حالت میں ۴۰۰ محسوب ہونے چاہئیں۔
 نمبر ۲ اس کے خلاف ہیں اون کی رائے میں گول تے بجا صورت کتابت (ہے) ہے۔ اور بدین وجہ کہ حمل کے قاعدہ عام نے مکتوب کو معتبر مانا لہذا ان کی رائے میں گول تے کے عدد مثل (ہے) کے پانچ محسوب ہونے چاہئیں اس لئے کہ کتابت میں اس کی شکل مثل ہے کہ ہے اعم ازین کہ وہ حالت وقف میں ہو یا غیر وقف میں اون کا قول ہے کہ ہر گاہ نحو میں نے گول تے کو ہائز تائید

سے نامزد کیا ہے تو کوئی وجہ نہیں ہو کہ اس کے عدد ۰۰ محسوب ہو جائے
 نمبر ۳ کہتے ہیں کہ گول تے غیر حالت وقف میں۔ بلاشبہ تے ہے
 اس لئے کہ اس کی صورت خاص لفظوں کے ساتھ تے ہی کے نام سے موضوع ہے
 اور قرأت میں اس کی آواز سے بھی تے ہی کا وجود ثابت ہے پس کوئی وجہ نہیں
 ہے کہ اس کے عدد ۰۰ محسوب نہ ہوں البتہ حالت وقف میں اس کا عدد پانچ
 محسوب ہونا چاہیئے اس لئے کہ کتابت سے نقطے بھی حذف ہو جاتے ہیں اور قرأت
 میں آواز بھی بدلتی ہے اور اس کی شکل اور بھ کی شکل میں کوئی فرق بھی باقی
 نہیں رہتا اور نحو میں نے اس کو بھ ہی سے تعبیر کیا ہے لہذا کوئی وجہ نہیں ہے
 کہ ہم اس کے عدد ۰۰ محسوب کریں۔

صاحب فتح المرجان نے بعض ترجمہ شیخ محمد سندھی۔ مدنی بجا کہ کتاب عقد

الجواہر للشریف محمد بن ابی بکر الشی الباعلی فرمایا ہے کہ فاذا اتفق اللفظ والاسم

فوالک واضح وان اختلفا کحزہ و طلحہ التلفظ بالتار والرسم بالہا ففیصل

المعتبر المرسوم دون الملقوظ وقیل الاعتبار باللفظ لا بالرسم۔ قال الشریف

عبد اللہ المدہ ہر الممنی۔ القول الاول المعول علیہ والثانی نادر۔

یعنی جب تلفظ اور رسم الخط میں اتفاق ہو تو کوئی جھگڑا ہی نہیں ہے لیکن

اگر دونوں میں اختلاف ہو جیسے لفظ (ہنزہ) اور (طلحہ) جس کا تلفظ تے کے ساتھ

ہے اور کتابت سے کے ساتھ تو اس حالت میں بعض نے کہا ہے کہ کتابت معتبر ہے

بر خلاف قرأت کے اور بعض نے کہا ہے کہ لفظ معتبر ہے نہ رسم الخط۔ اور شریف

عبد اللہ مدہ ہر مبنی نے قول اول کو معتبر کہا ہے اور قول دوم کو نادر۔

اکثر اہل تحقیق نے ان اقوال کو بیان کرتے ہوئے اپنی رائے سے سکوت اختیار کیا ہے اور بعض انہیں اقوال کو اپنا دستور العمل قرار دیتے ہیں۔

پھر غلام علی آزاد بلگرامی ہی نے بعض رسائل عبد الجلیل بلگرامی سے نقل کیا ہے کہ تار التانیث التي تكتب على صورة الهاء ياخذون عنها خمسة ارباع مائة اعتباراً للصورة الخطية ولا مشاحة في الاصطلاح وللحريري في المقامات خطبة غير منقوطة وقعت فيها مساورة الاعلال ومصادمة المال والال فاعتبر التار الفوقانية في القريتين غير منقوطة مع انها ليست في الحالة الواقعية وتلفظ منقوطة لانها ترسم على صورة الهاء وهي عاطلة عن النقطة۔ ثم تار التانیث اذا لم تكتب على صورة الهاء تكون على صلبها ويؤخذ عنها اربع مائة مثلاً اذا الحق بالمساورة والمصادمة ضمير ويقال مساورته ومصادمته (الخ) یعنی وہ تارے تانیث جو (ھے) کی شکل میں لکھی جاتی ہے اہل جمل اس کے پانچ عدد دیتے ہیں نہ چار سو۔ اور یہ عمل صورت خط کے اعتبار سے ہے۔ اور نہیں گرفت ہے قرار داد میں

اور مقامات حریری میں ایک خطبہ غیر منقوطة ہے جس میں الفاظ مساورة الاعلال ومصادمة المال والال واقع ہوئے ہیں۔ پس ان دونوں الفاظ میں صاحب حریری نے تارے فوقانیہ کو بدون نقطوں کے استعمال کیا ہے باوجود اس کے کہ حالت وقف میں نہیں ہے اور باوجود اس کے کہ نقطوں کے ساتھ پڑھی جاتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ (تے) (ھے) کی شکل میں لکھی جاتی ہے اور (ھے) نقطوں سے خالی ہے۔ پس تار تانیث جب صورت (لا) پر

نہ لکھی جائے تو اپنی اصلیت پر رہے گی اور اس کے عدد چار سو محسوب ہوں گے
مثلاً جب کہ لفظ مساورۃ اور مصادمۃ کے ساتھ ضمیر لاحق ہو اور کہا جا مساورۃ
و مصادمۃ۔ (الخ)

پھر آزاد سے صنعت تالیخ کے ذیل میں لکھا ہے کہ وتار التانیث التی علی
صورۃ البار وان لم تکن فی الحالۃ الوقفیۃ قد باء کحزۃ و طلحۃ (انتہی) یعنی تا
تانیث جو کہ (ہے) اسی صورت میں لکھی جاتی ہے اگرچہ وہ حالت وقف میں ہو
تاہم (ہے) شمار کی جاوے گی جیسے حمزۃ و طلحۃ۔

اس سے ظاہر ہے کہ علامہ بگرامی مذہب دوم کے پیرو ہیں۔
صاحب معدن الجواہر نے نصر مورینی مصری کی تالیف مطالع النصیر کے
حوالہ سے فرمایا ہے کہ اما النقط فتارة یجب عند خوف البس فی مثل بار التانیث

نحو ماتۃ فانہا اذالم تنقط باؤ بار بما التبس فی بعض التراکیب لفظیاً بما یضاف
للضمیر وتارة یجوز فیہا الامران اذالم یخف للبس۔ وتارة یشیع نقطہا
اذا وقعت فی جمع او قافیۃ علی البار البکنتۃ وان کانوا لایعدونہا
رویاس سبق ذاک مفضلۃ فی فضلہا منی اذن علی ثلاثۃ اقسام وسیع

کو نہا تنقط وجوبا و جوازا فقد عدہا الحریری من المہمل فی خطبۃ المقامۃ

(۳۸) السمرقندیۃ نظر الصور تہا الخیطۃ تبعاً للوقف علیہا لما تقدم غیر

مرۃ ان ہنی کما تبۃ الحرف الاخیر علی تقدیر الوقف حتی انہم حسبوا

فی العد و خمسۃ فی ابیات التواریخ المعولۃ بحرف الجمل و جری علی ہذا

استاذنا البکری فی شرحہ للورد السحری حیث قال ان اسمہ تعالیٰ قوی

عددہ (۱۱۶) یوافق عدد القہودہ وکذا لک الخیر الرمل کتب فی آخر الفتاوی
 الخیرۃ انہ سئل عن الہاء المذکورۃ ہل تعد فی عمل التاریخ المبني علی الجمل
 الخمسة او تاءً باربع مائۃ فاجاب بمثل ما قلنا واطال القول فیہا بحلب
 النصوص عن الحافظ السیوطی وعن ائمۃ القراءات وغیرہم ثم قال آخر
 ان ہذا بحسب الاصطلاح فلا مانع من العمل بكل وقال فی النقایۃ الہاء
 تنقط الا عند الادبار ومنہم الحریری (انہی) یعنی - لیکن نقطے پس جب
 ہو جائے نقطوں کا دینا جب کہ التباس کا خوف ہو جیسے لفظ (مائۃ)
 کی ہے تائیت پس اگر اسپر نقطے نہ دیے جاویں تو وہ مشابہ ہو جائے گی
 لفظ (مار) سے جب کہ لفظ (مار) ضمیر کی طرف مضاف ہو۔ اور کہیں جائز ہوتا
 ہے نقطوں کا دینا یا نہ دینا جب کہ التباس کا خوف نہ رہے۔ اور کہیں ممنوع
 ہو جائے نقطوں کا دینا جب کہ واقع ہو (ھے) جمع یا قافیۃ (ہے) ساکن
 میں۔ اگرچہ اس کو روے میں شمار نہ کریں۔ جیسا کہ ہم نے اس کا مفصل بیان
 اس کی متعلقہ فصل میں کیا ہے۔ پس اس حالت میں اس کی دو قسمیں ہوتیں۔
 اور باوجود اس کے کہ نقطوں کا دینا جائز ہو یا واجب۔ حریری نے آرتیسوین
 مقامہ سمرقندیہ کے خطبہ میں (ھے) کا شمار حروف مبہمہ میں کیا ہے۔ اس نظر
 کہ (ھے) کی کتابی شکل تابع ہے حالت وقف کے۔ جیسا کہ چند بار گزر چکا ہے
 کہ حرف اخیر کی کتابت کا دار و مدار حالت وقف پر ہے۔ تا آن کہ ابن جمل
 نے ابیات تاریخ میں (ھے) کے عدد پانچ لکے ہیں۔ اور میرے استاد (بکری)
 نے اپنی شرح ورد السحری میں بھی ایسا ہی کیا ہے یعنی وہ فرماتے ہیں کہ تحقیق

اسم خداوند کریم (قوی) کے عدد ۱۱۶ مساوی ہیں لفظ (قہوہ) کے عدد کے
 اور اسبطح خیر الدین رمل نے آخر فتاویٰ خیر یہ میں لکھا ہے کہ اونسے ہر عدد کو
 کی نسبت پوچھا گیا کہ آیا (ہے) کے عدد پانچ حمل میں پانچ لیئے جاتے ہیں یا اس کو
 (تے) قرار دیکر۔ چار سو محسوب ہوتے ہیں پس اونہوں نے ہمارے قول مذکور کے
 مطابق جواب دیا اور اپنے قول پر تفصیل کے ساتھ حافظ سیوطی اور ائمہ قرأت
 وغیرہ کے اقوال سند میں پیش کئے۔ اور پھر آخرین یہ کہا کہ ہمارا یہ قول اصطلاح
 کے لحاظ سے ہر دور نہ دونوں طور پر عمل ہو سکتا ہے۔ اور کہا مولف نقاہ نے کہ
 ادیبوں کے نزدیک جن میں سے حریری بھی ہے (ہے) پر نقطہ نہ دینے چاہئیں
 اب صاحب معدن الجواہر فرماتے ہیں کہ ہر گاہ زبان عبری میں تائے مدور
 متعل ہو تو اس کی دو شکلیں ہیں۔ اگر ضمائر متصلہ اور علامت تائیت اس کے
 ساتھ ملحق ہوں تو اس کے عدد چار سو محسوب ہوں گے جیسے لفظ رحمۃ اور دو تک
 میں۔ اور اگر ضمائر متصلہ اور علامت تائیت اس کے ساتھ ملحق نہ ہو تو پہراوکی
 دو صورتیں ہوں گی۔ ایک یہ کہ وسط ترکیب کلام میں اور فقرہ کے اندر واقع ہو
 جیسے جنتہ الفردوس اور رحمۃ اللہ میں تو ایسے تائے مدور کے عدد پانچ
 لئے جاویں گے اور دوسرے یہ کہ آخر کلام میں واقع ہو اور حالت وقف میں
 رہے جیسے قسیم النار والجنة تو ایسے تائے مدور کو (ہے) قرار دیکر اس کو
 عدد پانچ ہی محسوب ہونا ضرور ہے۔ اور اس کے برخلاف عمل ناجائز۔
 اور جو لوگ اس آخرا لہ ذکر (تے) کے عدد چار سو لیتے ہیں ان کا
 عمل بعید از قیاس و صحت ہے۔ انتہی۔

ہم عرض کرتے ہیں کہ متقدمین کا خیال اس کے متعلق جیسا کچھ رہا ہو اسکی
 صراحت اور پرچو چکل ہے اور ایک محقق کی شان یہ ہونی چاہیے کہ وہ صرف مرد
 پسندی یا قدیم لکیر کا پابند نہ ہو بلکہ ان تمام وجوہ پر جو اس بحث متعلق ہیں
 کافی غور کر کے اپنی رائے کا اظہار کرے۔ ہم اس عرض کی معافی چاہتے ہیں کہ ہجو
 صرف مذہب دوم سے اتفاق نہیں ہے کہ جس تاسے مدور کی آواز دینے کی ہو اور
 جیسپر نقطے ہی موجود ہوں اس کے عدد یہی (۵) محسوب ہوں۔ اسمین لشک
 نہیں کہ اتفاق سلف اسپر ہے کہ اسکو (۸) سمجھیں اور پانچ عدلین۔ لیکن ہم
 ہیں کہ اسکو (۸) سمجھنے کی کوئی وجہ نہیں ہے جب کہ واضعان رسم الخط نے
 اس کا نام بضرورت کتابت مقامات خاص تاسے مدور کہا ہے اور اس پر
 نقطے ہی دیئے ہیں اور قرأت میں بھی (تے) ہے۔ شکل (۱۸) سے اس کا القبا
 نقطوں کے جدا کرنے کے بعد ہوتا ہے۔ نقطوں کے وجود میں اس کو (۸) کہنا
 ایسا ہے جیسا کہ نقطوں کے وجود میں ہم ت کو ب یا ث اس بنیاد پر کہدین کہ
 دونوں کی شکل ایک ہے۔ چنے اسپر بھی غور کر لیا ہے کہ رسم الخط میں (۸) کے
 اشکال دو ہیں (۱) یک چشمی (۸) جیسے (۸) اور دوسری دو چشمی (۸) جیسے
 (۸) اور الفاظ مرکبہ میں رسم الخط نے ہاسے دو چشمی کی شکل میں ایک اور تغیر بھی
 کیا ہے جیسے لفظ (فلہذا) (فلہذا) ان دونوں میں دو چشمی (۸) ہی ہے
 لیکن رسم الخط میں خفیف سا فرق ہے۔ اور ایسا ہی خفیف فرق اکثر حروف کی کتابت
 مفردہ و مرکبہ میں ضرور واقع ہوتا ہے۔ پس تاسے مدور کی نسبت جس کی وضع
 واضع رسم الخط نے ضرورت کتابت مقامات خاص عربی کے لئے کی ہے اس کے

نقطوں سے قطع نظر کر کے یہ کہہ دینا کہ (ھے) کی ایک قسم کے ساتھ مشابہ ہو نیکی وجہ
ہم اس کو حقیقت (ھے) قرار دین ایسی بات ہوگی جیسے کوئی کہے کہ زید کے
چہرہ سے ناک نکال دینے سے اس کا حلیہ بعینہ بکر کا سا ہو جائے لہذا اسکو بکری
سمجھو۔ ہم اصطلاحی طور پر الف کو بے قرار دے سکتے ہیں لیکن جب اصطلاحی
ضرورت باقی نہ رہے تو ہرگز ایسا نہیں کر سکتے۔ مانا کہ جمل کے قاعدہ عام نے
اعداد کے باب میں مکتوب کو معتبر قرار دیا ہے اور ملحوظ سے کچھ سروکار نہیں کہا
ہے۔ لیکن اس کلیہ کا ہرگز یہ مقصد نہیں ہے کہ ث کے ایک نقطہ کو حکماً ٹکا کر اس کو
ت سمجھیں اگر نقطہ کی علامت خاص سے ہم قطع نظر کریں گے تو ت کو ب یا ث
سمجھ لینا کچھ مشکل نہ ہوگا۔ اور طوفان بے تمیزی پہیل جا دے گا۔

سب سے بڑی بات غور اور فیصلہ کے قابل یہ ہے کہ قاعدہ رسم الخط عربی
نامے تانیث کی نسبت یہ نہیں کہتا ہے کہ اس کو (ھے) سے بدل دیا اس کو
(ھے) ہی سمجھو بلکہ یہ حکم دیا ہے کہ اس (تے) کو مدور شکل میں لکھ کر اسپر دو قطر
رکبہ وجس کا نام اہل فن نے نامے مدور یا نامے مبروط رکھا ہے نہ ہا۔ اور اسی
وجہ فاضل سے بڑی تے کو نامے مسوط سے موسوم کیا۔ پس جب کہ ہم اسکو فی الحقیقت
(تے) مانتے ہیں اور (تے) پڑھتے ہیں تو نقطوں سے قطع نظر کر کے (ھے) سے
تعبیر کرنا صیرحی غلطی ہے۔ محققین سلف نے جہاں اپنی رائے اور اپنا مذہب بیان
کیا ہے وہاں یہ بھی لکھ دیا ہے کہ ہمارا خیال صرف اصطلاحی ہے اور دوسری
شکل پر بھی عمل ہو سکتا ہے۔ پس متاخرین تحقیق پسند کو صرف اونکے اصطلاحی
عمل کا مرید ہو جانا اور نفس حقیقت کی دریافت اور غور سے کام نہ لینا فن جمل پرستم ہوگا

اور اس کا دائرہ محدود رہ جاویگا۔ اگر آزاد بلگرامی نے اپنی رائے کو سلف کی مشورہ
اول کے تابع رکھا تو اچھا کیا لیکن خزانہ عامرہ میں بعض ترجمہ ناصر علی سرسب دی
جمل حبیبہ مشواہ کے مادہ پر جو اعتراض فرمایا ہے ہم اس سے متفق نہیں ہیں
یہ مادہ محمد عاکف کا جعفر ادب ہے جس کو سرخوش نے کلمات الشعرا میں بذیل ترجمہ
میرزا قطب الدین مائل پسند کیا ہے۔ میرزاے موصوف کی رحلت کا سن ۱۰۱۰ھ
اس مادہ سے حاصل ہوتا ہے مصنف نے تائے جنت کے ۴۰۰ عدد لئے ہیں۔
اور بقول آزاد یہ غلط ہے اس لئے کہ تائے جنت کے عدد آپ کے مذہب میں پانچ
ہیں ہم نہ صرف اس مادہ کو صحیح خیال کرتے ہیں بلکہ متقدمین کی رائے کو لحاظ
بھی کہ ان ہذا بحسب الاصطلاح فلا مانع من العمل بجمل جس کی تفصیل عبارت
اوپر نقل ہوئی ہے اس مادہ تاریخ کو صحیح مانتے ہیں۔

حیدر آباد میں بزمانہ وزارت اعظم سر سالار جنگ مختار الملک مغفور اس کا
محاکمہ ہوا تھا۔ ذکی مرحوم لکھنوی اور معنی مغفور دکنی میں تائے لفظ صلوٰۃ کے اعداد
جمل کی بحث تھی ذکی مرحوم کو تائے مدورہ کے اعداد پانچ لینے پر اصرار اور معنی
مغفور کو اس سے انکار تھا۔ استادان جمل سے استصواب ہوا۔

ہم نے اس فیصلہ کو پڑھا ہے جس کا لب باب استادی مولوی حبیب ذکا
تخلص کے اس قطعہ میں موجود ہے۔

من بریم من بریم من برین	خان محسنی انچمی گوید بجاست
در حضور حق توان گشتن و سکا	آخر لفظ صلوٰۃ البسۃ تاست
اب ہم اس فیصلہ سے صرف اون اقوال کا ذکر اس مقام پر کرتے ہیں	

جمہورتیوں میں تو لئے کے قابل ہیں۔ افضل العلماء مولوی سید شاہ محمد بطور حکم
 فرماتے ہیں کہ از قبیح کتب نحو واضح می شود کہ تانیث بر دو قسم است۔
 (۱) حقیقی (۲) لفظی۔ حقیقی آن کہ مقابل آن مذکر باشد از جنس حیوان
 مثلاً امراة و ناکدة۔ و تانیث لفظی بخلاف آن باشد کہ مقابل آن چنان نبود بلکہ
 تانیث آن منسوب بلفظ بود بسبب وجود علامت تانیث در لفظ حقیقہ
 مثل ظلمة و تقدیرا مثل عین چہ تاء تانیث در آن مقدر است بدلیل
 تصغیر و آن (عیینتہ) باشد و لفظ شمس نیز بنظر اشتراک آن در حقیقی ازین
 قبیل است و در حاشیہ عبدالرحمن در تحت قول التانیث فیہ لفظیاً
 مرقوم است کہ الحاصل ان التانیث فی الشمس لفظی حکماً حیث یظہر التاء
 فی بعض الافراد امی بعض افراد الظاہر الغیر الحقیقی حالہ التصغیر کعین و حکماً
 مثل عقرب۔ چہ حرف رابع در حکم تاء تانیث است۔ مولانا جامی علیہ الرحمہ
 در فوائد ضیائیہ بہ تعلیل این معنی فرمودہ و لہذا لا یظہر التاء فی تصغیر الرکب
 من المونث الساعیۃ چون این مقدمہ مہمہ شد باید دانست کہ لفظ صلوة
 داخل قسم اول است از اقسام ثلاثہ تانیث لفظی کہ آنرا در لسان سخاۃ تانیث
 بان را نیز گویند و وجود تاء در آن حقیقہ ثابت است و ازین تقریر اشتباہ
 بودن لا در آخر لفظ صلوة وجبتہ وغیرہ مرتفع شد درین صورت در حساب حمل
 از آخر حرف تانیث لفظی حقیقی عدد چہار صد بشمار آید نہ برعکس اگر
 گویند کہ در حالت وقف (تا) بہ (یا) تبدیل می شود گوئیم کہ وقف قطع لفظ
 را گویند و آن بر تاء و یا ہر دو درست باشد نہایت آن کہ بعض مقام قطع لفظ

بر آن افعح باشد و در بعضی بر آن افعح تحقیق این معنی از کتب نحو باید جست چنانکه
در تمم اجرد می بینیم نگار و اذ وقف علی ما فیه تاء التانیث فان کانت ساکنه
لم یتغیر نحو قامت وان کانت متحرکه فان کانت فی جمع نحو المسلمان فالأفعح
الوقف بالتاء و بعضهم بالهاء وان کانت فی مفرد فالأفعح بالهاء نحو حرجه
و شجره و بعضهم یقف بالتاء (انتهی) و ازین عبارات صاف ظاهر میشود
که حالت وقف را بجز تلفظ در کتابت اعتبار نیست - علاوه بر آن
در قرآن مجید جل شانہ می فرماید که یا آدم اسکن انت وزوجک الجنة
و کلامنهار غدا حیث שתأولان و جلای دیگر می فرماید و استعینوا بالصبر
و الصلوة و انہا کلبیرة الا علی الخاشعین (الخ) ضمیر را علامت تانیث
که در آیت اول بطرف جنت و در آیت ثانی بطرف صلوة راجع گشته
رفع او لام فاسده و جو دلا در آخر لفظ صلوة بوجہ احسن می کند در اینجا
نکته ایست باریک که برای اہل بصیرت پوشیدہ نیست و آن اینکه در آیت
اول بر لفظ جنتہ وقف نیست و در آیت ثانی بر لفظ صلوة وقف است
با وجود آن علمای رسم الخط قرآنی در آخر ہر دو تاء با نقطہ نوشتہ اند
می بایست کہ در اول تاء دراز و در ثانی تاء مدوۃ مثل می نوشتند
بر گاہ صورت ہر دو تاء مدوۃ مشترک است و اعتبار اصل راست و در
اصل وجود تاء تانیث است و وقف امر اعتباری است لهذا بر صورت
مصرعہ بالا اکتفا کردہ اند و ارجاع ضمیر تانیث بطرف کلمہ کہ آخرش
لا باشد از عرب مسموع نہ شدہ و در کتب نحو ہم مندرج نہ گشتہ -

عظمی و استاد می وجه الدین معنی می فرماید که قاعده ابجد برای علم تفسیر است
و تقریر اعداد حدود در تفسیر اصل باشد - اصحاب تفسیر کلهم اجمعون عدد
نای دراز و مدور را چهار صد گیرند چنانچه از تصنیفات حضرت شاه محمد
غوث گویاری - صاحب جواهر خمس - و حضرت شیخ ابو العباس مونی
رحمة الله علیه با ظاهریست - و حضرت سید علی محمد حسین القادری خلاصه
الجواهر عدد نای الفاظ الهم و دیومنه و رافقه و رحمة که در اسم دم
و پنجم و سیزدهم و شانزدهم از چهل و یک اسم باری تعالی واقع است
چهار چهار صد گرفته ثلاثی و رباعی بآن حساب پر که ده اند و حضرت
محمد رضا علی ابن محمد فرخ شاه سرمنشی در کتاب مفتاح المہیات عدد نای
لفظ حماله که در صورت ثبت بدو واقع است چهار صد گرفته اعداد مذکور
مذکور بر آورد و دانند پس در فن تاریخ که منبع اوست چهار صد گرفتن چرا لازم باشد
اگر گویند که در تفسیر همچنان است و در تاریخ خلاف آن این سخن از وجه
اعتبار ساقط -

آنرا بگایمی عدد نای مدور را پنج گرفت و بیچ یک تاریخ از قدما
بحکم در سند دعوی خود پیش نه کرد و چیزے که از قواعد عرب پیش است
اجازت هر دو می دهد و صورت را را محمول بر اصطلاح نحو بین می
گرداند پس قرارداد اصطلاحی تفوق بر اصلیت نه پذیرد -
نصرت خان عالی هم پیرو می همین مذہب کرد که تاریخ قولد فرزند میر
حسن ابن میر علی مشہدی از (ع) قره عین حسن ابن علی حاصل کرد

و در شمار اعداد این مصرع عدد تاسے مدوّر چار صد گرفتہ است۔

آزاد بلگرامی در خزانه عامرہ نے نگارو کہ شکل در عقد الجواہر گوید کہ وقتے کہ رسم الخط و لفظ مختلف واقع شود مثل حصی و یحیی کہ در لفظ الف ست و در رسم یا۔ و مثل حمزہ و طلحہ کہ در لفظ تاسست و در رسم الخط یا۔ بعضی گویند معتبر مکتوبست نہ ملفوظ و بعضی گویند معتبر لفظست نہ اسم۔ قول اول معتبر علیہ است و قول ثانی نادر۔

آزاد بلگرامی راست می گوید کہ مکتوب معتبرست نہ ملفوظ و مثال حمزہ و طلحہ در قول شکی داخل کردہ اوست کہ ہمارا در رسم الخط حمزہ و طلحہ داخل کردہ۔ فی الحقیقت آن تاسے مدوّرست نہ یا۔

الحاصل ہمارے ذاتی رائے اور ہمارا مذہب یہ ہے کہ تاسے مدوّر یا مدوّرہ کے عدد چار سو لئے جاویں خواہ وہ حالت وقف میں ہو یا نہ ہو۔ جو لوگ حالت وقف میں تاسے مدوّرہ کے عدد صرف پانچ لیتے ہیں ہم اوپر حرف نہیں رکھتے۔ اور جن کا مذہب یہ ہے کہ حالت غیر وقف میں ہی اس کے عدد پانچ محسوب کرتے ہیں۔ ہم اون سے اتفاق نہیں کرتے۔

بعض متقدمین فن جمل نے اس کو اپنی معتبر کتابوں میں ہاسے تائیت سے موسوم کر کے اس کے پانچ عدد لئے ہیں ہم اون کے اس عمل کو اصطلاحی عمل خیال کرتے ہیں اور وہ خود اس کے قائل ہیں اور خود اونہوں نے یہ فرمایا ہے کہ ہمارا عمل صرف اصطلاحی ہے اس کے خلاف دوسری

شکل پر ہی عمل ہو سکتا ہے ہم ادون کی اس بے نفسی اور راستی پر رحمت بھیجتے ہیں۔ صاحب افادہ تاریخی مذہب نمبر ۲ کے پیرو ہیں۔ اور صاحب شخص تسلیم نے مذہب نمبر ۱ کو اختیار کیا ہے۔

اب ہم ذیل میں اون استادوں کے کلام سے استناد کرتے ہیں جو چار سی ہم خیال ہیں محمد عاکف نامی ایک استاد فنِ جل گزرے ہیں جنہوں نے تاریخ وفتا مرزا قطب الدین فاضل کو جعل الختہ مشواہ سے پیدا کیا ہے اور اسے مدورہ کے ۳۰۰ عدد محسوب فرمائے ہیں۔ جس کا ذکر سرخوش نے اپنے تذکرہ میں کیا افسوس ہے کہ غلام علی آزاد بلگرامی نے خزانہ عامرہ میں اس پر اعتراضی پہلو اختیار کیا۔ اور معلوم ایسا ہوتا ہے کہ وہ معاملہ مذاہب میں بے تعصب نہ تھے۔

شیرخان مصنف مرآۃ النخیال نے اپنی کتاب کی تاریخ حسب ذیل لکھی ہے جس میں اسے مدورہ کے ۳۰۰ لئے ہیں۔

این چین زار کہ مرآۃ النخیال ش خواندہ ام	دار و احسن معانی یک جهان حسن کمال
صورت تاریخ انجاش توان پور و دیوید	گر تامل پر وہ بر دار و مرآۃ النخیال
	۱۱ . ۲

مرآۃ النخیال کے عدد ۱۳۱۳ ہیں جس میں سے پردہ کے اعداد ۲۱۱ منہا ہوں تو شدہ مطلوب ۱۱۰۲ حاصل ہوتا ہے۔

جناب مولوی فاضل صاحب انشاء فاضل ایک استاد فنِ جل گزرے ہیں جنہوں نے کتاب خزینۃ الاصول کی تاریخ لکھی ہے جس میں اسے مدورہ کے چار سو عدد شمار کئے ہیں۔

این نسخہ کہ گوہر قبول است	تایخ خزینۃ الاصول ۱۲۴۵
ابنین بزرگ نے مسجد نواب آصف الدولہ کی ایک تایخ لکھی ہے جس میں تاسے مدور کے عدد ۴۰۰ لئے ہیں۔	
نائق دو گاندہ کر و بحراب اوادا	تایخ گفت خضر کہ قد ثابت الصلوۃ ۱۲۴۵
ناظم تبریزی نے حضرت معین الدین چشتی نور احمد مرقدہ کی وفات کی تایخ حسب ذیل لکھی ہے جس میں تاسے مدور کے عدد ۴۰۰ محسوب ہوئے ہیں۔	
سال نقتل معین دین زفلک	زبدۃ الصالحین ۱۲۴۵
مولانا عبدالباسط امیٹپوری ایک فاضل اجل گزرے ہیں جو فن جبل میں اکمل تھے صاحب شخص تسلیم نے ان کے پایہ فن جبل کا ذکر فرمایا ہے اپنے اپنے جد و جدہ کی وفات کی تایخ حسب ذیل لکھی ہے جس میں تاسے مدور کے ۴۰۰ عدد محسوب ہوئے ہیں۔	
گفت امر خداش با احباب	اسکن انت وزوجک الجنة ۱۲۴۵
مولوی احمد حسین مراد آبادی نے جن کے پایہ علم اور معلومات جبل کی تعریف صاحب شخص تسلیم نے کی ہے جناب مظہر علی شاہ مغفرت پناہ کی وفات کی تایخ العاقبتہ للمتقین سے نکالی ہے اور تاسے مدور کے ۴۰۰ عدد لئے ہیں۔	
جناب مولانا شاہ عبدالغیر مغفور دہلوی نے بحق ملکۃ المقربین و عباد الصالحین برحمتک یا ارحم الراحمین سے بشمار اعداد منقوطہ ۱۲۶۴ ہجری حاصل فرمایا ہے اور ملکۃ کی تے کے ۴۰۰ عدد محسوب ہوئے ہیں۔	

میر بہدی علی ذکی تخلص مراد آبادی نے جن کو اہل ہند نے امام الجبل کہا ہے ایک مسجد کی تاریخ میں تاسے مدور کے چار سو عدد محسوب کئے ہیں۔

شہ چو آغاز طرح این مسجد	صورت کعبہ شد بدل منقوش
سال تاریخ ابتداء بنا	۹۴۴ قمریہ گفت سرش

صاحبِ شخص تسلیم فرماتے ہیں کہ یہ تاریخ ذکی مرحوم کے دیوان میں طبع ہوئی ہے۔

بافرگیلانی متاخرین میں فنِ جل کے امام مانے گئے ہیں آپ نے جلوس عالم گیر کے بیان میں مندرجہ ذیل تاریخی عبارت لکھی ہے جس میں تاسے مدور کے عدد چار سو محسوب فرمائے ہیں۔ الحمد للہ الرحمن المہین الباقی المقصود والصلوة علی النبی الکامل الہادی المجد ۱۰۶۸۔

منتخب التواریخ مصنفہ مولانا عبد القادر بدایونی اکبر شاہی میں امر اکبری سے ایک امیر ذی شان کی تجدید ایمان کی تاریخ لکھی ہے جس میں تاسے مدور کے ۴۰۰ عدد محسوب ہوئے ہیں۔

لقد تاب شیخی عن المحو بستہ	افناریجہ صلیہ بن التوبہ
----------------------------	-------------------------

محمد افضل سرخوش نے اپنے تذکرہ کلمات الشعراء میں اپنی والدہ کی طریقت کا تاریخی مادہ فی جنتہ عالیہ سے (۱۰۵۴) حاصل فرمایا جو اسمین بنی تاسے مدورہ کے ۴۰۰ عدد محسوب ہوئے ہیں۔

اور اسی تذکرہ میں ایک اور اپنے عزیز کی رحلت کی تاریخ تخریج کے ساتھ دخل الجنتہ بلا حساب لکھی ہے یعنی دخل الجنتہ کے اعداد مجموعی (۱۱۱۸) سے

حساب کے (۱۷) عدد خارج کئے گئے ہیں جس سے سنہ مطلوب (۱۰۴۷) حاصل ہوا ہے۔ اس تاریخ میں بھی تارے مدورہ کے عدد ۴۰۰ محسوب ہوئے ہیں۔
افضل العلماء قاضی ارتضاعلی خان سرخوش مغفور گوپاموئے ابوطیب
خان والا کی رحلت کی تاریخ العاقبة للمتقین سے حاصل کی ہے
اس میں بھی تارے مدورہ کے ۴۰۰ عدد شمار ہوئے ہیں۔

صاحب مفتاح التواریخ نے ایک مسجد واقع قصبہ سیلون کی تاریخ
لأن الصلوة معراج المؤمنين لکھی ہے جس سے اعداد ۱۷۹ ہجری حاصل
ہوتے ہیں اس میں تارے مدورہ کے عدد ۴۰۰ لئے گئے ہیں۔

دکن میں قدم گاہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ پر جو تاریخ کسی استاد وقت
کی کندہ ہے اس کا مادہ تاریخ یہ ہے قال محمد حبیب اللہ انا مدینة العلم
وعلی بابہا اس سے ۶۵۰ حاصل ہوتا ہے اور تارے مدورہ کے عدد ۴۰۰
محسوب ہیں۔

مولانا حسن نے تاریخ وصال شیخ علی احمد قدس سرہ العزیز میں مات
وہو فی الحالۃ سے ۷۱۰ حاصل فرمایا ہے جس میں تارے مدورہ کے ۴۰۰ عدد
شریک ہیں۔

شیخ امین بن حسن الکلوانی الدکنی نے بھی ایک تاریخی قطعہ میں تارے مدورہ
کے چار سو عدد محسوب فرمائے ہیں۔

اللہ اکبر کندہ اتاریخ	نہل الحمی نشوۃ السکران
-----------------------	------------------------

شیخ کمال خجندی کی وفات کی تاریخ سید کمال افندی نے لکھی ہے

جو ایہ جمل سے گزرے ہیں جس میں نامے مدور کے عدد بہ محسوب ہوئے ہیں

تاریخ وفات شیخ کامل	پیداست ز رحمۃ من اللہ
---------------------	-----------------------

صاحب الخصال تسلیم فرماتے ہیں کہ اسے نقطہ دار کو میں نے اپنی تمام عمر میں نہ دیکھا ہے اور نہ سنا۔ صنعتہ الاحمال اور صنعتہ الاعجام سے کام لینے تو فرمائیے کہ نامے مدور کو جسیر دو نقطے بطور علامت ناموجود ہیں منقطعہ میں محسوب کرنا چاہیے یا پہلے میں۔ اسی سوال کا جواب بحث نقطہ کا قول فیصل ہو گا۔ ہم عرض کرتے ہیں کہ کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ اہل اصطلاح نے نامے مدور کے نقطوں کو اڑا کر صنعتہ الاحمال میں اس کو (ھے) مانا کر جہاں دست تصرف و راز ہے وہاں کونسی بات مشکل ہے۔

آپ ہی کا قول ہے کہ نامے مدور فارسی رسم الخط میں نامے و راز سے بدل گئے ہیں۔ اس کے عدد جمہور کے پاس بلا اختلاف ۴۰۰ ہیں جیسے حکمت فارسی میں حکمت لکھا جاتا ہے۔ اور دولہ فارسی میں دولت۔ اس خاص باب میں مذاہب کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔

ہم کہتے ہیں کہ فارسیوں نے حقہ کو بھی حقہ اور قطعہ کو بھی قطعہ کر لیا ایسی حالت میں فارسی رسم الخط کی رو سے نامے حقہ و قطعہ اسے ہونے جو گئی ہے جس کے عدد فارسی میں پانچ محسوب ہون گئے۔

آخر پر ہم کہتے ہیں کہ متقدمین کی رائے تو کل مذاہب کے لئے حجت ہو سکتی ہے اس لئے کہ انہوں نے محض بے نفسی کے ساتھ اصل حقیقت کا اظہار کر دیا ہے اور لکھ دیا ہے کہ اس پر عمل کرو یا دوسرے دونوں درست ہیں

لیکن آزاد اور پیروان آزاد کو جن کو مذہب دوم پر اصرار ہے لازم تھا کہ کم سے کم متقدمین یا متاخرین کی کوئی ایک نظیر استعمال پیش کرتے در حالیکہ استعمالی سند ایک ہی نہیں پیش ہوئی۔ محمد عاکف کی ایک تاریخ پر صرف اعتراض کر دینا تو ان کے لئے کافی نہیں ہے اس لئے کہ وہ علانیہ مذہب اول کا پیرو ہیں۔ اور پیروان مذہب دوم کا یہہ اعتراض ان تمام تاریخ نویس ہو سکتا ہے جن کو ہم مذہب اول کی سند میں ہدیہ ناظرین کر چکے ہیں جنہیں متقدمین اور متاخرین دونوں کا کلام شریک ہے۔ تھے کے عدو نے گویا شیخ و سنی کا جھگڑا قائم کر دیا ہے۔ صاحب مخلص سلیم باوجود ہمیدہ ہونیکے جامہ سے باہر ہیں اور خود مذہب اول کے پیرو بن کر پیروان مذہب دوم پر خوب ہی سب و شتم کرتے ہیں ہماری رائے میں یہ طرز خوشنامہ نہیں ہے معقول تحقیق ہمارے سامنے ہیں بے تعصب اہل جمل کی آراء موجود۔ استعمال متقدمین و متاخرین کی سند میں حاضر۔ اہل بصیرت کو اختیار ہے کہ ان تمام چیزوں کے ملاحظہ کے بعد جس مذہب کو وہ چاہیں اختیار کریں آزاد بلگرامی کے مذہب اصرار اور تسلیم ہوسوائی کی بہرہ دار دونوں پر ہمارا اعتراض ہے۔

آخاسید علی شومتری نے لطیفہ کیا۔ فرمانے لگے کہ تھے بدور فسادے برپا

کردہ است چار یاریان بر عدو چار صد اصرار کنند و آزاد بلگرامی نظر پر بچتن

دار و کہ عددش راجح سے شمار داما انصاف بالاے طاعت ست آتش رنج

یا ہفت ہشت کار نباید گرفت چون با معان نظر دلائل فریقین را می سنج چار

ناچار بر نیم کہ مذہب سوم خیر الاموال و مطہاست۔ کہ از استادان فن باقر گیلانی ہم پیرو

آنست وحق بجانب اوست۔ و اگر از سوم قطع نظر کرده در میان اول و دوم ترجیح جویم گوئیم کہ مرتبہ اول بر دوم فائق است کہ مدقراً فی البحث تا مریوط و منقوط است نہ با من بعد التوفیق و بیدہ از مہ التحقیق۔

آپ ہی نے مسئلہ ہجری میں مناظرہ معنی و ترکی پر حسب ذیل رائے لکھی تھی۔
 الطبق العلماء کافۃ علی ان التاء علامۃ التانیث لا البہا بن
 ہشام و ابن الحاجب و ابن مالک و ابن الناطم و ابن الانباری و ابن الجہم
 و البہائی ثم التاربع مائۃ ان ہی ہی۔ و خمسۃ ان ہی البہاء و ما شہرہ
 المعنی لاثبات ذلک معنی ثابت و یثبت بعد الذین آمنوا بالقول الثابت
 یعنی اتفاق کیا تمام علماء نے اس پر کہ تے علامت تانیث ہے نہ ہے
 جیسے ابن ہشام و ابن حاجب و ابن مالک و ابن ناظم و ابن الانباری
 و البہائی۔ پس تے کے عدد چار سو ہیں اگر وہ
 تے ہے۔ اور پانچ ہیں اگر وہ ہے۔ اور وہ جو شرح کی اسکی معنی
 نے اس امر کے اثبات کے واسطے وہ امر واقعی ہے اور ثابت رکھتا ہے
 اللہ تعالیٰ مومنوں کو سچے قول پر۔

ا ز ث ت ا ق

ان حروف کے اعداد جمل میں کوئی بحث یا ایسا اختلاف نہیں ہے جس کو قواعد کے ذیل میں بیان کرنے کی ضرورت ہو۔ اور نہ رسم الخط کے متعلق کوئی خاص بات لائق بیان ہے۔

عربی۔ فارسی۔ اور اردو زبان میں حرف کاف جب ابتدا یا وسط یا آخر کلمہ میں واقع ہوتا ہے اور اپنے متصلہ دوسرے حرف ماقبل یا مابعد سے ملا ہوتا ہے تو اس کے اعداد میں کوئی بحث نہیں ہوتی جیسے۔

(عربی میں)	کلاب	مکرم	علیک
(فارسی میں)	کوفتہ	چاکش	کاک
(اردو میں)	کترنا	رکابی	جھلک

لیکن فارسی میں جب کاف الفاظ ماقبل و مابعد سے جدا گانہ لکھا جاتا ہے تو اظہار حرکت کے لئے اس کے ساتھ لائے تختی لکھتے ہیں جیسے (کہ گفت) اور بعض وقت آخر کلمہ میں بھی اس کے ساتھ لائے تختی لکھی جاتی ہے جیسے (چنانکہ) اور اردو میں بھی یہی عمل ہے جیسے (اس سے کہو کہ ٹہر جائے) یا (جبکہ) اہل حمل نے بجاظ کتابت ایسے کاف کے ساتھ (ھے) کے پانچ عدد محسوب کئے ہیں۔ صاحب مفصل تسلیم کا بھی یہی مذہب ہے خواجہ حسین ہردی کے ایک قصیدہ تاریخی سے اس کے استعمال کی سند ملتی ہے جو تفسیر جلوس اکبر شاہی ہے جو ۹۶۳ھ میں واقع ہوا۔ لائق شاعر نے اس کا التزام کیا ہے کہ پہلے مصرع سے پانچ جلوس نکلے اور دوسرے مصرع سے شہزادہ سلیم کا سنہ ولادت (۹۷۷ھ)

شاد شد دلہا کہ بازار آسمان عدل دا	باز دنیا زندہ شد کہ مہر ایام بہار
۹۶۳	۹۷۷
بند اکھدانی لے جاہ و جلال شہریار	گوہر محمد از محیط عدل آمد در کنار
۹۶۳	۹۷۷

مہر گوید کہ پیژید کہ آن مہ پارہ را	کر پیے زیب و جمال دہر سازم اشکا
۹۶۳	۹۶۵
<p>(افادہ) لفظ پہلے کے عدد حالت اضافت میں ہی ۲۲ محسوب ہوتے ہیں بعض لوگ غلطی سے ۲۲ شمار کرتے ہیں اور یا پر ہمہ گہ کہ شکل (پستے) کہتے ہیں اور وہ رسم الخط پہلے میں صرف ایک یا ہے اور حالت اضافت میں یا پر صرف کسرہ زیادہ ہوتا ہے۔</p> <p>حضرت معنی کو ایسے کاف کے ۲۵ عدد میں اختلاف ہے۔ آپ نے منظرہ معنی میں لکھا ہے کہ مرزا طہاسب قلی ترکی تخلص در سنگہ اجڑی قصیدہ</p> <p>یاری نوشتہ و رسیدہ آن از عطیات شاہ جہان خلعت خاص جہاں با اسپ و فیل و لک روپیہ نقد سرفرازی یافت و ہمہ شعر ابرندرت و قدرت استادش معرفت و از تتبع آن عاجز آمد۔ عدد کاف را در مطلع و شعر ہفتم و پانزہم بست و پنج گرفت۔ و در شعر سوم و پنجم و ہفتم بست بشمار آوردہ و ہونہا۔</p>	
دیرین دلت کہ یارب جاودان باز جو دو	زیرین شد لم گل زلف داوڑ سبحان
۱۰۴۳ ہجری	۱۰۴۳ ہجری
زہر شام کو آئین کہ ماندہ پرا قبالش	بہمین عہد را باز و بسیار جو در سامان
۱۰۴۳ ہجری	۱۰۴۳ ہجری
نوحی شہزادہ ز وصل آمد بجد اللہ	قرین فر کہ ایزد باد عہد حاجب و دان
۱۰۴۳ ہجری	۱۰۴۳ ہجری
<p>طرفہ محجب است کہ در یک قصیدہ یک بام و دو ہوا را پسند کر دیں برین ہم دو مذہب است۔ فریقہ در کاف مشتعلیق عدد ہا ہرگز نہ سے گیرد باین دلیل کہ</p>	

او از حرف مفرد ست و مرکب نیست و وال بر سماع خود ست و شکلی است اسگال
 اربعه محترمه خوشنویسان و عددش بست بست پس بست پنج گرفتن خط است
 چنانکه مرزا عبدالقادر بیدل در ابیات نہ گاہ بہ تمنیت کہ خدائی عنایت ابدان
 پسر خود نواب شکر ابد خان کہ ہر مصرعش مادہ تاریخ ۱۱۰۱ دارد و شعرے کاف را
 بست عدد گرفته و ہو ہذا۔

وقت ست کہ از فوائے دلہا	سازد و روان رسد بارشاو
۱۱۰۱ ہجری	۱۱۰۱ ہجری

و سر آمد متاخرین یگانہ زمین غلام مصطفیٰ سخن و قصیدہ تاریخی جمل
 یک بیت کی کہ ہر مصرع آن حامل تاریخ ست در یازدہ شعر کاف را بعد و بست اوڑہ
 (ابہی کلام) ہم یہ عرض کرتے ہیں کہ کاف کے اعداد میں بے شک دو مذہب ہیں
 خواجہ حسین ہروی کے جس قصیدہ کے تین شعر کی نقل ہم نے کی ہے اسی قصیدہ میں
 خود آپ نے ایک شعر ذیل میں کاف کے عدد ۲۰ لئے ہیں۔

کس نیار و دہیہ زمین ہاگر دار کسی	ہر کہ دار و گویا چیز کیہ داری گویا
۹۶۳	۹۷۷

لیکن ہم اس اختلاف کو آئندہ کے لئے باقی رکھنا مناسب نہیں خیال کرتے
 اور آخر پر اس قدر عرض کرنے پر مجبور ہیں کہ کاف کے متعلق ہم اپنی واجب
 الشغلیہ استاد کی رائے کے ساتھ متفق نہیں ہیں اس لئے کہ قانون زبان
 فارسی نے اس کاف کی نسبت جو کسی لفظ کے ساتھ ملا کر نہیں کہا جاتا بلکہ جدا
 کہا جاتا ہے بوضاحت لکھ دیا ہے کہ اظہار حرکت کے لئے اسے مخفی اسکے ساتھ

شریک ہے پس اگر ہم چند خطوں کے لئے کاف کے اشکال مختلف سے اس کی اس صورت (کہ) کو اصلی بھی قرار دیں تو اس کو جدا لکھنے کی حالت میں اظہار حرکت صرف اصناف کے ساتھ نہیں کر سکتے اس لئے کہ قواعد فارسی اس کے خلاف ہیں۔ صاحب تحقیق القوانين فرماتے ہیں کہ کاف نامزدی ہا بے بیان کسرہ بر چہار در نوع آمد (۱) کاف بیان (۲) کاف تعلیل (۳) کاف تشبیہ (۴) کاف تردید (۵) کاف شرط (۶) کاف عطف (۷) کاف مقولہ۔ (۸) کاف مفاعلات (۹) کاف استفہام (۱۰) کاف نفی (۱۱) کاف بعضی کے (۱۲) کاف بعضی بلکہ (۱۳) کاف بعضی ہم (۱۴) کاف بعضی از۔ کسی قانون فارسی نے کسی کاف کی نسبت یہ نہیں کہا کہ وہ لفظ ہی جدا ہی واقع ہوا اور بدون ہائے مخفی کہا جائے۔ پس ایسی حالت میں ہم کسی ایسے کاف کے اعداد کو جس کو انہیں اقسام متحدہ میں سے کسی ایک قسم میں شریک ہونے سے گریز نہیں ہے باوجود وجود ۲۰ نہیں محسوب کر سکتے۔ جن مورخین نے قاعدہ عام کی خلاف ورزی کی کہ اس کو ہم تسلیم کہیں گے۔ کسی کا تسلیم یا غلطی خلاف ورزی کلیہ عام کے لئے سند نہیں ہو سکتی۔ شاہی انعام صرف مصنف کی محنت کا صلہ ہے ہم اس انعام کو فن جبل کی استادی کا ساٹھ ٹیکٹ نہیں قرار دے سکتے۔ چونکہ ہر سب قلمی ترکی راتر کی تمام شدہ ناپہ عبد القادر بیدل چہ رسد و کلام غلام مصطفیٰ اسحق راکہ می پرسد کلام متساوی فی التسلیم دنیا کا قاعدہ ہے کہ جب ایک بڑی پایہ شخص ہے غلطی ہوتی ہے تو اس کے پیرو اس غلطی سے سند لیتے ہیں۔ اور سچ یہ ہے کہ غلطی غلطی ہے وہ کسی اور کے لئے سند کا کام نہیں دے سکتی

ل

لفظ اللہ کے رسم الخط میں ال ل ہ چار حرف ہیں۔ اس کا اصل لفظ۔ الالہ تھا۔ قاعدہ عربی کے لحاظ سے تعلیل جاری ہوئی یعنی الف دوم کی حرکت نقل کر کے ما قبل کو دمی گئی اور ہمزہ کو گرا دیا اللہ ہوا۔ اب دو لام متحرک جمع ہوئے اول کو ساکن کر کے دوسرے میں ادغام کیا اللہ ہوا۔ اس تعلیل کے لحاظ سے لفظ اللہ کی کتابت لام مشدد کے ساتھ مثل اللہ کے ہونی تھی لیکن رسم الخط فرقانی نے باوجود اس کے دونوں لام کو کتابت میں قائم رکھا بنا علیہل حمل نے بالاتفاق اللہ کا عدد ۶۶ مانا ہے اور اس میں تشدد یہ کے لحاظ سے ایک لام محسوب نہیں ہوا بلکہ کتابت رسم الخط کے لحاظ سے دو لام محسوب ہوئے اور جب لفظ اللہ پر ایک لام اور بڑھایا جاتا ہے تو اللہ میں بعوض لام نہ آئے تشدد کے بڑھانے کے لفظ اللہ سے صرف الف کم کر دیا جاتا ہے اور یہی رسم الخط فرقانی ہے لہذا اہل حمل نے اللہ کے اعداد ۶۵ مانے ہیں۔ قیاس اس کا مشقی تھا کہ جب اللہ کا عدد ۶۶ مانے گئے تھے تو اللہ کے اعداد ۹۵ ہوں لیکن یہ قیاس اس وقت درست ہوتا جب کہ رسم الخط قرآنی میں اللہ کی کتابت ۳ لام کے ساتھ اللہ ہوئی۔ حساب حمل تابع رسم الخط ہے اور یوں۔

اردو رسم الخط میں عدد کا رسم الخط عربی کے خلاف ہے یعنی ۳ لام کے ساتھ لکھا جاتا ہے لیکن اعداد میں وہی ۶۵ محسوب ہوتے ہیں چنانچہ قدر بلگرامی کی ایک تاریخ میں ایسا ہی عمل ہوا ہے۔

تاریخ کہ خدائی مرزا ساجد بیگ دہلوی طبع فرادا ستاد می قدر بلگرامی نور اللہ مرقدہ

جائے رملی میں جو تم واہ میان ساجد بنگ	بیاد لائے ہو وہ وہن گہر کی ہوئی آبادی
لو سنو قدر سے یوں مصرع تاریخ نکاح	للہ الحمد مبارک تہین ساجد شادی
	۱۲۹۹ھ

ہمارا یہ خیال ہے کہ کم سوا و خطاطوں نے چاہا ہے کہ کتابوں میں اس رسم الخط کو بگاڑا ہے اور ان کا دست تصرف اس قدر راز ہے کہ فرہنگ آصفیہ میں لفظ اللہ کو توجلی قلم سے مطابق رسم الخط فرقانی لکھا ہے اور اس کے بیان ذیلی میں ایک جگہ پر خوشنویس نے اپنا کام بھی پورا کیا ہے۔

بعض اہل ہند کا یہ خیال ہے کہ صد کا رسم الخط اردو میں ۳ لام کے ساتھ ہے یعنی گویا وہ اور خطاطوں کے طرف دار ہیں جنہوں نے ہر طرف اپنا دھم پیلا رکھا ہے ہم جب رسم الخط فرقانی سے مقابلہ کر کے دکھلاتے ہیں اور فرہنگ آصفیہ کو پیش کرتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ ذنون طرح جائز ہے۔ اگر ہم چند خط کے لئے اس کو تسلیم بھی کر لیں تو قدر بگرامی کی تاریخ متذکرہ عنوان سے اس بات کا فیصلہ تو ضرور ہوتا ہے کہ اس بحث کا اثر اعداد پر کچھ نہ پڑنا چاہیے یعنی صد ۶۵ محسوب ہوں۔

م و ن

بعض الفاظ کی املا میں نون لکھا جاتا ہے اور میم پڑا جاتا ہے جیسے انب اللہ یا فارسی میں لفظ انبہ جس کو نون کے ساتھ لکھتے ہیں اور اس نون کو میم پڑھتے ہیں بدین وجہ کہ جمل کا قاعدہ عام کتابت پر مبنی ہے لہذا تلفظ کا اعتبار نہیں کیا جاتا اور اس قسم کے الفاظ میں نون ہی کر عدد و محسوب ہوتے ہیں۔

نون ۳ شکل پر لکھا جاتا ہے (۱) الف کے ساتھ جیسے تا (۲) دوسرا
 ہائے مختفی کے ساتھ جیسے نہ (۳) تیسرا یا کے ساتھ جیسے تے۔
 ہمو کو تا اور تے سے کچھ بچت نہیں ہے اس لئے کہ دونوں کا رسم الخط
 ہمیں ہے اور بطاظر رسم الخط ناکہ عدد ۵۱ اور نہ کے عدد ۵۵ اور نہ کے عدد
 ۶۰ محسوب ہوں گے۔ فارسیوں نے کہا ہے کہ نون نفی افعال پر بغیر فصل ہی آتا
 اور فصل کے ساتھ بھی جیسے قول سعدیؒ ہر کہ با بدان نشیند نیکی نہ بیند
 اس مقام پر بند کے ساتھ نون ملا کر لکھنا جائز نہ ہوگا اسی طرح کلام حافظینا
 (س) گفتگو آئین درویشی بنود ورنہ با تو ماجرا داداشتم و (نبود) میں
 نون کو لفظ (بود) کے ساتھ ملا کر لکھنا بھی جائز ہے اور جدا بھی جیسے نہ بود
 الغرض افعال میں تو کہیں ایسا رسم الخط ہے اور کہیں ویسا لیکن اس میں
 بدون فصل لکھنا جائز ہی نہیں ہے بلکہ ہمیشہ فصل کے ساتھ لکھا جاوے گا
 جیسے نہ آن - نہ این - نہ برو - نہ برین - نہ ترا - نہ جوان ست و
 نہ پیر - نہ تو و نہ من - نہ چندان - پس رسم الخط نے جن مقامات میں
 نون نفی کو ہائے مختفی کے ساتھ اور فعل و اسم سے جدا لکھنے کا حکم دیا ہے
 وہاں حرف نون کے ساتھ (ہے) کے عدد بھی محسوب ہوں گے۔ اور افعال میں
 جہاں وصل یا فصل جائز ہے وہاں مادہ تاریخ میں فصل سے احتراز اولیٰ
 ہے اور وصل ہی سے کام لینا چاہیئے۔ مثلاً نگفت اور نہ گفت و نون
 جائز ہیں تو مادہ تاریخ میں نگفت لکھنا چاہیئے اور نہ گفت سے احتراز اس
 کہ اگر مورخ نے بطاظر جواز نون کو الگ لکھ کر اس کے ساتھ ہائے مختفی کا

عدد دیا تو طرز کتابت کی صراحت ماڈھ کے ساتھ لازم ہوگی ورنہ ماڈھ کی صحت نقل نویسون کے قبضہ قدرت میں آجائے گی یہی وجہ ہے کہ محتاط اہل جمل نے حکم فرمایا ہے کہ ایسے نون کو جس کا وصل فصل جائز ہے وصل ہی کے ساتھ لکھا جائے اور مادہ میں صرف نون کے پچاس عدد محسوب کرو جیسا کہ (ب) کر بیان میں ہدایت ہوئی ہے۔

۹

ہم کو داد کے متعلق کچھ زیادہ عرض کرنا نہیں ہے۔ طریقہ رسم الخط میں جو واو شامل ہے اور پڑھنے میں متروک اس کے عدد قاعدہ عام کے لحاظ سے محسوب ہون گے مثلاً لفظ (اولئک) اور (اولی الامر) کا واو یا لفظ (عمرو) کا داد اگر چہ پڑھا نہ جائے لیکن حساب جمل میں برابر محسوب ہوگا۔

اسی طرح زبان فارسی میں لفظ خواب و خوشی کا واو اگرچہ نہیں پڑھا جاتا لیکن حساب جمل میں برابر محسوب ہوتا ہے۔

اسی طرح لفظ (داؤد) میں اگرچہ قرائت میں دو واو پڑھے جاتے ہیں لیکن چون کہ کتابت میں صرف ایک واو لکھا جاتا ہے تو صرف اسی کے عدد محسوب ہون گے۔

۵

صاحب معدن الجواہر فرماتے ہیں کہ زبان فارسی میں ہائے محقق کا عدد حساب جمل میں برابر محسوب ہوگا جیسے لفظ خامہ و جامہ و کہ وغیرہ۔

محققین جمل نے اس کی صراحت کی ہے کہ جو عربی الفاظ فارسی میں متعلق ہیں

جنہیں عربی کی تائے مدور فارسی میں (ھے) ہو گئی ہے جیسے عابدۃ سے عابدہ اور دولۃ سے دولہ اور جمیلۃ سے جمیلہ۔ اس کے مد فارسی میں پانچ ہی محسوب ہوں گے۔

جوانے مخفی کتابت سے ساقط ہو جاتی ہے جیسے جامہ سے جامہ اور خامہ سے خامہ اور نامہ سے نامہ اس کو خلاف قاعدہ رسم الخط خواہ مخواہ جدا لکھ کر (ھے) محسوب کرنا جائز نہیں ہے۔ صاحب لخص تسلیم نے بھی اس کا ذکر کیا ہے۔

ہمزہ

ہمزہ گزشتہ میں بھی اس کا ذکر کر آئے ہیں کہ ہمزہ ز داخل حروف ہے اور نہ اس کے مد محسوب ہوتے ہیں۔ اور جو الف جریون اور فارسیوں کے پاس ہمزہ سے موسوم اور داخل حروف ہے اس کو اہل جمل نے الف ہی کہا ہے جیسے لفظ اسلام کا پہلا حرف الف۔

اب اس خاص بیان میں ہم اس ہمزہ کے قواعد بھی عرض کرتے ہیں جو داخل حروف نہیں سمجھا جاتا اور کتابت میں سرعین کی شکل میں لکھ دیا جاتا ہے

صاحب سبوح المرجان فرماتے ہیں کہ الہمزۃ ان کانت علی صورتہ الالف

تعد الفاً کسأل وما احسن ما قبل (س) قلبی علی قدک المشوق بالہیئة

طیر علی الغصن او ہمزۃ علی الالف ہو وان کانت علی صورتہ الواو تعد واو او

کسؤل ادالیاء تعد یاء کسؤل والہمزۃ التی تجشی بعد الالف لا تعد کصحراً

لانہا لیست ہا بعد الالف صورتہ من صور حروف الہجاء وانما تکتب

علامتہا علی صورتہ عملیۃ (انتہی) یعنی اگر ہمزہ آؤ مخر الف کی شکل میں تو الف شمار ہوگا جیسا لفظ سأل۔ کیا اچھا کہا گیا ہے (ترجمہ شعر) میرا قلب تیرے دراز قدر بسبب افسوس و غم کے ایک پرندہ ہے شاخ پر یا ہمزہ الف پر۔ اور اگر ہو ہمزہ صورت واد میں تو شمار کیا جاوے گا جیسا سؤل۔ اور اگر ہو ہمزہ صورت یا میں تو یا شمار کیا جاوے گا جیسے سؤل۔ اور جو ہمزہ بعد الف کے آوے وہ کچھ شمار نہ کیا جائیگا جیسے صحراء یہ اس لئے کہ اس کے لئے الف کے بعد کوئی صورت۔ اشکال حروف بھی سے نہیں ہے اور جزا میں نیست کہ لکھی جاتی ہے اس کی علامت چوٹی کی شکل پر۔

حقیقت یہ ہے کہ لفظ سأل یا سؤل یا سؤل میں الف اور واو اور یا پر ہمزہ کی شکل صرف اس بات کے اظہار کے لئے بنائی جاتی ہے کہ قاری اس حرف کی حقیقت سے آگاہ رہے اور قرائت میں اس کا اظہار کرے۔

لفظ جز تک میں چون کہ ہمزہ کو شکل یا لکھا گیا ہے اس لئے اس لفظ کے عدد بشمول یا ۴۰ محسوب ہوں گے یہی عمل اول تک میں ہوگا یعنی لفظ اول تک کے عدد ۶۷ شمار کیے جاویں گے۔

فارسی میں لفظ کہ خدائی اور اردو میں۔ بُرائی۔ بہلائی کی نسبت یہی حکم ہے یعنی دو یا محسوب ہوتے ہیں۔ یہی کیفیت خائیدن۔ زائیدن۔ کی ہے۔ فارسی رسم الخط میں ایسے ہمزہ کے عوض دو نوں یا کو نقطہ دیتے ہیں۔ حسین ہر دوس نے لفظ (پے) کے ۱۲ عدد محسوب فرمائے میں اس لئے کہ (پے) میں صرف ایک یا ہے۔

عدہ الحذف پے جاہ و جلال شہر یار	گوہر مجد از محیط عدل آمد در کنار
۹۶	۹۷

آقا طہا سب نے شہزاد و دارا شکوہ کی تاریخ کہ خدائی میں نائل میں یا محسوب کی ہے	
حضور بدگوئے اور انحوسست مائل طالع	مرید کلک او باد اسعادت از بن وذلک
۱۰۳۳	۱۰۳۳
تاریخ جلوس شاہ اسمعیل از ملاحتشم کاشی جمین لفظ تمیز میں دو یا محسوب ہیں	
می کر دچو سگہ می صاحب تنیزل	لقدے کہ عیار بودش از اصل خلیل
۹۸۳ھ	۹۸۳ھ
سگہ چورسانید بتمیز ملوک	فرق کہ دودہ دادہ بشاہ اسمعیل
۹۸۳ھ	۹۸۳ھ
(نوٹ) رباعی بالا کے پہلے شعر کے دوسرے مصرع میں کان کر ۲۵	
حد و محسوب ہوئے ہیں۔ اور یہ بھی بحث ماضیہ کی سند ہے۔	
لفظ ہوئی اور ہوئے کے اعداد میں مورخین ہند نے دو طرح عمل کیا ہے	
بعض تو اس کے رسم الخط میں دو یا کو تسلیم کر کے ۳۱ حد و محسوب فرمائے ہیں	
اور بعض کہتے ہیں کہ صرف ۳۱ حد و محسوب ہونے چاہئیں اس لئے کہ اس کا	
مصدر (ہونا) ہے اور (ہونا کا ماضی مطلق (ہوا) اور اسی کا مؤنث (ہوی)	
اور جمع مذکر (ہوے)۔ پس نہ دو یا لکھنے کی ضرورت ہے اور نہ ۳۱ عدد شمار	
کرنے کی حاجت۔	
ایک تیسرا گروہ لفظ (ہوئی) میں مذہب اول کو پسند کرتا ہے اور لفظ	
(ہوے) میں مذہب دوم کا پیرو ہے۔	
اور یہ سارا جگہ اس لئے قائم ہوا ہے کہ رسم الخط کے کسی رسالہ نے ان دونوں	

الفاظ کے حلیہ کا تصفیہ نہیں کیا۔

اہل زبان سے موجودہ افراد کی زبان تو مذہب دوم کی تائید کرتی ہے اور
اون کا قلم مذہب اول کا پیرو ہے یعنی مطبوعہ رسائل میں ان الفاظ کی اکثر کتابت
دو یا کے ساتھ پائی جاتی ہے اور جب کہیں اون سے گفتگو کرنے کا اتفاق ہوتا ہے
تو وہ بصراحت فرماتے ہیں کہ یہ الفاظ - ہ - و - ی - سے مرکب ہیں۔
یہ اختلاف صرف (موئی) یا (چوئی) ہی میں نہیں ہے بلکہ اس کے
ماثل الفاظ (موئی) (موئے) - (چوئی) (چوئے) وغیرہ میں بھی۔

مولانا مولوی سید احمد دہلوی مصنف فرہنگِ آصفیہ نے لفظ
(موئی) کا حلیہ دو یا کے ساتھ لکھا ہے اور لفظ (موئے) میں یاے مجہول لکھا ہے اور
ہمزہ دیا ہے۔ اور (چوئی) (موئی) اور (موئے) کی کتابت میں ہی دو یا ہی
کام لیا ہے۔ نیز آپ نے لفظ (مونا) پر لکھا ہے کہ یہ مرنے کا مرادف ہے اور
(موآ) پر جس کے آخر میں الف مدودہ ہے تحریر فرمایا ہے کہ یہ (مونا) کا ماضی
مطلق ہے۔ پس معلوم ہوا کہ (مونا) تو مصدر ہے اور (موآ) جو عرف عام میں
(مُوا) سے مشہور ہے اس کا ماضی مطلق اور (موئی) اسی کا مؤنث اور (موئے)
اسی کا جمع مذکر۔

حضرت حلیل جوا میر مینائی مغفور کے شاگرد رشید ہیں فرماتے ہیں کہ
(موآ) (مونا) کا ماضی ہم نے سنا ہی نہیں اور نہ (مونا) مرنے کے معنوں میں
مستعمل ہے بلکہ (مُوا) ماضی مطلق ہے (مرنا) کا۔ اور (مُوا) سے (موئی) (موئے)
صرف ایک یا کے ساتھ ہیں۔

ہمارے استاد اہل جناب مولوی سید علی کامل لکھنوی نے بزبان قیام حید آباد ہم سے فرمایا تھا کہ (ہونا) کے مصدر سے ماضی مطلق (ہوا) بالفت مدد و در ہے جس کو محاورہ عام میں (ہوا) کہنے لگے۔ اسی طرح (چہونا) کا ماضی مطلق (چہوا) تھا جس کو ہم فی زمانہ (چہوا) کہتے ہیں۔ پس (ہوا) اور (چہوا) کا ٹوٹ (ہوا) اور (چہوا) ہے جس کو رسم الخط نے (ہوئی) اور (چہوئی) کی شکل پر رواج دیا ہے حضرت کامل کے ارشاد کی تصدیق کتابت زمانہ حال سے ہوتی ہے جو عموماً دو یا کے ساتھ پائی جاتی ہے اور (ہوا) اور (چہوا) کی تائید صاحبِ کتاب تصفیہ سے ہوتی ہے کہ آپ نے (ہونا) کے ماضی مطلق کو (ہوا) فرمایا ہے۔ الغرض ہماری تحقیق میں زبان کے مقابلہ میں کتابت زبان کا پلہ بہاری ہے اور اصولِ اہل کے لحاظ سے کتابت معتبر ہے نہ قرائت۔ پس ہم (ہوئی) اور (چہوئی) کی کتابت میں ناگزیر دو یا کو تسلیم کرتے ہیں اور اسی کا نتیجہ لازمی ہے کہ ان دونوں کے اعداد ۳۱ مانتے ہیں۔

۱. استاد می داغ مغفور سے ہم کو اس کے متعلق گفتگو کا موقع ملا تھا آپ نے فرمایا کہ دونوں جائز ہیں خواہ ان الفاظ کو ایک یا دو سے لکھو یا دو یا سے پہر فرمایا کہ ہم نے تو (ہوئی) کا رسم الخط اکثر دو یا سے دیکھا ہے اور (چہوئی) کی کتابت دونوں طرح پر۔ پہر آپ ہی نے فرمایا کہ ہم نے اپنی ایک تاریخ میں لفظ (ہوئی) کے اعداد (۲۱) محسوب کئے ہیں لیکن آئندہ تاریخوں میں دو یا کے پابند رہیں گے۔ دہرہ بڑا

معتقد صاحب ہوئے زیرِ مباحث

داغ نے تاریخ اس کی یہ کہی

ہمارے استاد جل قدر بگرامی نے ہم سے کہا کہ کیننگ کالج کی تاریخ میں ہم نے شعر ذیل میں لفظ (ہوئے) کا استعمال دو یا کے ساتھ کیا ہے اور اس لفظ کے اعداد ۳۱ محسوب کئے ہیں۔

ہوئے میر عارت میکدل کر تل خوش سین	دل افزا ہر صفائی خوب ہر دیوار ہر دین
۶۱۸۷۸	۶۱۸۷۸

فرمایا کہ بعض اجاب نے ہم پر اعتراض کیا اور کہا کہ ہوئے کے عدد ۲۱ محسوب ہونے یا ہئین نہ ۳۱ تو ہم نے اون کو یہ کہہ سکتے کیا کہ اگر آپ کی ایسی ہی خوشی ہو تو (ہوش) میں ایک یا بڑا دیکھیے چہٹی ہوئی۔ پھر یہ فرمایا کہ بعض تاریخین ہمارے ایسی بھی ہیں جن میں لفظ (ہوے) کے اعداد ۲۲ محسوب ہوئے ہیں پھر

نہاں آشکارا قدر لکھہ مصراع تاریخ	ہوئے کامل یہ علم آگاہ بار اسی چہترین
	۱۲۷۹ھ

مؤلف نے عرض کیا کہ اصول حمل کے لحاظ سے دو عملی ناخوشناہے یکسوئی ہوئی چاہیئے آپ نے فرمایا کہ بے شک۔ لیکن یہ امر تحقیق طلب ہے کہ صحیح رسم الخط ان الفاظ کا کیا ہے جس کے بعد اعداد تابع رسم الخط ہوں گے۔ پھر یہی فرمایا کہ کاتبین تو عموماً (ہوئی) کو دو یا کے ساتھ لکھتے ہیں اور ہمارے قلم سے بھی بے ساختہ ایسی ہی کتابت ہو جاتی ہے۔ افسوس ہے کہ اصلیت حروف اب تک کسی نے روشنی نہیں ڈالی۔ بہر حال تمہارے لئے میں یہی صلاح دوں گا کہ رسم الخط کے تابع رہو اور یہی حکم ہے اصول حمل کا۔

اس گفتگو کے بعد ہم ان دونوں الفاظ میں دو یا کے پابند رہے اور ۳۱ عدد

محبوب کرنے لگے۔ اور آج تقریباً بائیس سال کے بعد بھی ہماری تحقیق میں اب تک اسی کا پلہ ہماری ہے۔ مولانا سید علی کامل کے ارشاد اور صاحب فرہنگ آصفیہ کے اسناد سے بھی ہم (ہوئی۔ موئی۔ چوئی۔ ہوئے۔ چوئے) میں دو پایکا وجود پاتے ہیں اور ۳۱ عدد محبوب کرنے پر مجبور ہیں۔ یعنی ہم مذہب اول کے پیرو ہیں۔

پیروان مذہب دوم اپنی تحقیق کے آپ ذمہ دار ہیں اور ان کے طرز عمل پر ہم کوئی حرف گیری نہیں کرتے اس لئے کہ انہوں نے ماضی مطلق (ہوا ہوا چھوا) پر ہوئی۔ موئی۔ چوئی۔ کی بنیاد قائم کر لی ہے لیکن ہم اس قدر ضرور عرض کریں گے کہ ان کو اس کا پابند رہنا چاہیئے کہ کتابت بھی ایک ہی یا کے ساتھ کریں اور یا پر جمنزہ نہ دیں۔

تیسرے گروہ کی نسبت البتہ ہم اس قدر کہنے پر مجبور ہیں کہ انکو کیونٹی اختیار کرنا چاہیئے۔ (ہوئی) میں مذہب اول کی پیروی کرنا اور (ہوئے) میں مذہب دوم کو ماننا۔ یک باہم و دو ہوا کا مصداق ہے واقعات متذکرہ بالا کے پڑھنے کے بعد یا تو وہ اصلیت اور حقیقت لفظ کو تسلیم کر کے تابع رسم الخط جاریہ رہیں یا زبانان حال کی زبان کے بہرہ رسد پر رسم الخط کی تبدیل مذہب دوم کی پیروی فرمائیں۔

جناب امیر مینائی کی ایک تاریخ ہیکو ملی ہے جس میں لفظ ہوئی کا استعمال مادہ تاریخ میں ہوا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ مذہب دوم کے پیرو تھے

تاریخ صحت منشی امتیاز علی وزیر ریاست بہوپال

چمن آگیا ہر ایک صغیر و کبیر کو	عمر خضر نصیب سر سے دستگیر کو
اقبال شاہ سے ہوئی صحت و زیر کو	لب پر امیر مصرع تا یخ آگیا
۱۳۱۰ = ۱۲ ۷۸	۳۲

زبان اردو کے رسم الخط کے متعلق جب کوئی رسالہ موجود نہیں ہے تو ہم قلمی اور مطبوعہ رسائل سے کام لیتے ہیں جو لکھنؤ اور حوالہ لکھنؤ اور دلی اور مضامین دلی سے شائع ہوئے ہیں۔ ان رسائل میں لفظ ہوئی اور ہوئے کا رسم الخط دو یا کے ساتھ موجود ہے۔ اس کے مخالف بعض خطاطوں کو جب یہ سند ہم الخط ناگوار گزری اور ان کی توجہ ایک یا کے قائم رکھنے اور دوسری یا کے مٹانے کی جانب رجوع ہوئی تو انہوں نے اس قدر تعصب سے کام لیا کہ دو یا کی حقیقی ضرورت کے مقام پر بھی ایک یا پر قناعت کی۔ حضرت امیر کا مشہور لغت آپ کی زندگی میں کامل نگہانی کے ساتھ طبع ہوا ہے اور ہمارا خیال ہے کہ اس میں صحت الفاظ کا بڑا ہی خیال ملحوظ رہا ہے۔ اس لغت میں جہاں کہیں الفاظ بینائی۔ آئی۔ کوئی۔ ہوئی۔ لپجائی۔ وغیرہ متعل ہیں انہیں بھی ایک یا سے کام لیا گیا ہے اور ضرورت و وزن شعر کے لئے اسی ایک یا پر ہمزہ رکبہ یا گیا ہے۔ محاورہ (آنکھ لپجائی ہوئی پڑنا) کو (آنکھ لپجائی ہوئی پڑنا) لکھ کر جرئت کا یہ شعر سند میں پیش ہوا ہے ہ ہی غضب اپنی طبیعت او سپہ سے آئی ہوئی و جہ پڑتی ہے ہر اک کی آنکھ لپجائی ہوئی و ہم نے اس ایک شعر کو صرف بطور نظیر طرز کتابت و مثال اصلاح رسم الخط پیش کیا ہے سارا لغت اسی قسم کے نظائر سے بہرا ہوا ہے اب انصاف پسند اہل زبان خود دیوان

جرات کو ملاحظہ فرماوین جو اون کی زندگی میں طبع ہوا ہے حسین للچائی اور برائی دونوں کے رسم الخط میں دو یا ہین پس معاصرین کا یہ طرز خاص خاص کتابوں میں اصلاح زبان کے ساتھ اصلاح رسم الخط کا حکم رکھتا ہوا اور معاصرین اہل زبان اس کو پسند فرماتے ہوں اور صحیح مانتے ہوں تو ہماری رائے میں اون کو ایک یا کے حد پر قناعت کرنا جائز ہے لیکن اصول قواعد حمل کو لحاظ سے ان کو براہ کرم ہمزہ سے بھی دستکش ہونا چاہیے اس لئے کہ اگر ہمزہ حمل کتابت رہے گا تو وہ ہن زبان حال پکاراٹھے گا کہ (آئی ہوئی) کو دو یا کے ساتھ لکھو۔

استادان زبان کے اکثر اون دو ادین کی سیر سہنو کی ہے جو ان کی زندگی ہی میں چپ چکے ہین اور بعض کا چہا پہ انہین کی خاص نگہانی سی ہوا کھل ایسے دو ادین میں۔ بینائی۔ ہوئی۔ آئی۔ کوئی۔ للچائی۔ وغیرہ میں دو یا کی کتابت ہمزہ کے ساتھ موجود ہے بعض معاصرین فرماتے ہین کہ پرانی اردو کا رسم الخط ایسا ہی تھا اور جب روز بروز اس کی اصلاح ہوتی گئی اور زمانہ حال کی زبان میں بہت سے تغیرات ہو چکے ہین تو اب رسم الخط قدیم کو متروک خیال کرنا چاہیے۔ ہم عرض کرتے ہین کہ جو حکم بہت خوب۔ لیکن زبان اردو کے ساتھ رسم الخط کی ایسی اصلاح کے لئے جس میں اصل حرف چٹ ہو چکے ہین اور قواعد بدیہی کے برخلاف عمل ہوا ہے آخر کوئی نہ کوئی دلیل بھی ہونی چاہیے (چاہیے) کو ایک یا کے ساتھ (چاہے) لکھکر او سپر ہمزہ دیدینے کا نام اگر اصلاح رسم الخط ہے تو ہماری رائے میں اس اصلاح سے رسم الخط

کا خون ہوا ہے جس شعر میں (کوئی) کو اظہار ہمزہ کے ساتھ پڑھنے کے بغیر بحر قائم نہیں رہتی اوس میں ناگزیر ہمزہ کو قائم رکھنا اور منظر ہمزہ کو ترک کر کے ایک یا سے کام لینا چھاری سمجھ میں بالکل نہیں آتا کہ کس بنیاد پر ہے۔ کم سے کم اگر انہیں استادان مصلح کا کوئی رسالہ رسم الخط اس اصلاح کے لئے سند ہو تا تو ضروری کا بار اون کے سر ہو تا۔ رسالہ اصلاح رسم الخط قدیم دار وادریسی فاش غلطی کے نشانہ ملامت پڑنے کے لئے بے زبان کا شہرہ اعلیٰ ہیں۔ پہلا اصلاح رسم الخط کا دعوئے کرنا چہ معنی دار د۔

ہوئی اور ہوئے میں تو کہنے کے لئے یہ گنجائش ہے کہ ہوا سے ہوی اور ہو بنا لیا گیا۔ مگر جب کہ (لچائی کا ماخذ (لچایا) ہے تو پہر اس کو ایک یا (لچائی) لکھ کر ہمزہ سے کام لگانا اور منظر ہمزہ کی ضرورت نہ ماننا کیسی انوکھی بات ہے اب ہم اس بحث کو اسی پر ختم کرتے ہیں۔ افسوس ہے کہ نہ دلائل مغفیرین نہ امیر مرحوم اور نہ قدر وکامل اگر وہ ہوتے تو اس بحث کا نصفیہ انہیں کے ہاتھوں ہوتا۔ ہم شائقین فن جمل کی خدمت میں صرف اس قدر عرض کرتے ہیں کہ وہ ضرورت جمل کے لئے اس طوفان کے دھوکے میں نہ آئیں۔ جہاں کہیں انکو ایسے الفاظ میں یا پر وجود ہمزہ کا اطمینان ہو وہ اس کو بغرض اظہار ہمزہ دیا سے لکھیں۔ کہہ لچائی اور آئی اور کوئی اور اون کے مماثل الفاظ میں ایک یا سے کام نہ لیں اور اصلاح جدیدہ رسم الخط پڑما تھوڑی ہیں۔ ہوئی اور ہوئے۔ چوئی اور چوئے اور موئی اور موئے کی نسبت اگر اون کو دلی کے اہل لغت پر بہرہ رسد ہو اور ہمارے کے ساتھ اتفاق تو ان الفاظ میں بھی دو یا داخل کتابت

رکھین اور دونوں کے عدد محسوب فرمائیں والا اون کو مذہب دوم کے اختیار کرنے میں آزاد سی ہے۔ لیکن مذہب دوم کو جدید مسائل کی کتابت کے بہرہ و سد پر الفاظ لچائی و آئی و کوئی سے متعلق نہ سمجھیں و ما علینا الا البلاغ لکھنؤ کے نامی ناول نگار مولوی عبدالحلیم شرر سے قریب قریب کل ہندوستان واقع ہے حیدرآباد کی خوش قسمتی سے آپ آج کل ناظم تعلیمات کے مددگار ہیں۔ جب ہم نے اس بحث میں آپ سے استصواب کیا تو آپ نے مہربانی آموذ جواب سے ہم کو شکر گزار فرمایا جس کو ہم مجسہ ذیل میں نقل کر رہے ہیں (ہوآ۔ ہوئی۔ ہوئے)۔ کا تلفظ داو سے نہیں ہے بلکہ ہمزہ سے ہے۔

اور اٹلا میں ہمزہ کا قاعدہ ہے کہ اپنی حرکت کے مناسب حرف علت کی صورت میں لکھا جاتا ہے اس لئے بجائے (ہوے) کے (ہوئے) لکھنا صحیح ہے۔ اور تائید میں دو حرف یا محسوب ہوئے چاہئیں۔

ہماری رائے میں حضرت شرر کی یہ تحریر مختصر مفید کا حکم رکھتی ہے اور اس سے ہی مذہب اول کی تائید ہوتی ہے۔ قدام کے کلام بلاغت نظام سے ہی اسی کی تصدیق ہوتی ہے۔ امیر خسرو دہلوی کا ایک قطعہ یہ کہو یاد ہے جس کو ہم ذیل میں عرض کرتے ہیں۔ اس سے ہی رسم الخطا فی البعث پر کسی قدر روشنی پڑتی ہے۔

دیم بلب آب زن ہندوئے	رفتم تہا شاے کنار جوئے
آواز برآورد کہ در در موسئے	گفتم کہ ببلے سرویت چربود
یادگار ان غالب مرحوم سے حضرت تابان دہلوی اور صائل دہلوی	

بقیہ حیات میں حضرت نابان کا ایک مطلع ہے کہ (۵) وصل کی شب وہ
سمٹتے ہیں پر سے جلتے ہیں و چوٹی نوئی ہیں کہ چہوئے سے سر سر جاتے ہیں
حضرت سال فرماتے ہیں۔ (۵)

اسکا بھی کہہ دے اب تو تسلی تری ہوئی	اسکے کی میرے اسکو سنا کہ خبر کوئی
ہم جس کو چاہتے ہوں چاہو اور کوئی	الف میں اتنی چاہیے خاطر کو کی کوئی

اب ہم اس بحث کو ختم کرتے ہیں اور پیروان مذہب دوم کی توفیق کے
لئے دعاے خیر۔

ہمزہ بعد الف کی نسبت یہ امر فیصل شدہ ہے کہ وہ کوئی چیز نہیں ہے
اس کا کوئی عدد محسوب نہ ہوگا اور یہی حکم ہمزہ بعد واو کی نسبت ہر جیسے
لفظ (ضورہ) جس کے عدد بشرک ہمزہ ۸۱۱ محسوب ہوتے ہیں۔ اس لئے
کہ ہمزہ بعد واو مثل ہمزہ بعد الف ہے۔ اسی طرح (وضورہ) کے عدد
بھی بشرک ہمزہ ۸۱۴ لئے جاویں گے۔ یہی کیفیت جزو و ف کے لئے
جس میں ہمزہ حساب جمل سے خارج رہتا ہے۔

ہمزہ بعد الف کی نسبت بعض متاخرین نے ایک عدد محسوب کیا
جس کا ذکر صاحب سبوح المرجان نے فرمایا ہے۔ فرماتے ہیں کہ وجد بعضہم

تاریخ وفاتہ (علماء امتی کا نبیاء بنی اسرائیل) و ہمزہ علماء و ہمزہ
انبیاء محسوبان فی التاریخ (انتہی) یعنی بعض نے کسی عالم کی وفات
کی تاریخ (حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) علماء امتی کا نبیاء بنی
اسرائیل۔ میں پائی ہے۔ اور الفاظ علماء اور انبیاء دونوں میں ہمزہ محسوب

ہوا ہے۔ اس موقع پر آزاد بلگرامی نے مویخ کے نام سے سکوت فرمایا ہے لیکن چونکہ وہ تاریخ شیخ الہند عبدالحق محدث دہلوی کی وفات کے متعلق کہی گئی ہے تو معلوم ہو چکا کہ اس کے مصنف و مؤرخ متاخرین سے کوئی بزرگ ہیں۔ اور اسی طرح آزاد بلگرامی نے احوال عبد الجلیل بلگرامی میں فرمایا ہے

کہ لازم السلطان فرخ سیر و قضا بیامن عنایاتہ ماکان لہ من وطر و نظم جلوسہ تواریخ الالسنۃ الاربعۃ المذکورۃ والذی بالعربیۃ ہذا (۵)

قد تولى فرخسیر ملک ہند	ولہ من عون القدر اعتد اور
فاقتبسنا تاریخہ من کلام	محمدی یورہیا من یسا

والہنرۃ محسوبۃ فی التاریخ لان الجلوس فی سنۃ اربع و عشرين و مائۃ والف (انتہی) یعنی (صاحب تذکرہ) ملازم ہوا فرخ سیر کا اور روا کیا اس کی عنایتوں کی برکتوں سے اپنے حواج کو اور نظم کین اس کے جلوس کے لئے تاریخین چار زبانوں میں جن میں سے عربی تاریخ یہ ہے (جو اوپر لکھی گئی) اس تاریخ میں ہمزہ شمار کیا گیا ہے اس لئے کہ جلوس سنہ ایک ہزار ایک سو چوبیس میں ہے۔

اسی طرح نعمت خان عالی نے کامگار خان کی شادی کی تاریخ میں دجھو کی ہے جو سنہ ایک ہزار ستانوے ہجری میں واقع ہوئی تھی جس میں ہمزہ کا عدد محسوب ہوا ہے (۵) حرف مدرا ساخت مدغم ہر عقل انگاہ گفت نحو جائز کرد اینجا التقارک کین کو آزاد بلگرامی نے اس تاریخ کی نسبت لکھا ہے کہ ماوہ تاریخ میں ایک دکی

کئی ہونے کی وجہ سے شاعر نے تقیہ سے کام لیا ہے یعنی حرف مذکور جس سے الف مراد سے مادہ تائید میں مدغم کیا ہے اور نیز لفظ القاء کے ہمزہ مابعد الف کہ یہی محسوب فرمایا ہے در حالیکہ ہمزہ کے عدد کا محسوب کرنا تائید گویا عرب کے مذہب کے خلاف ہے اس لئے کہ نہ وہ داخل حروف ہے اور نہ اس لئے کوئی عدد جمل۔

پہر آپ ہی نے خزانہ عامرہ میں ضمن احوال یحییٰ کاشی اس کی تائید موت کا ذکر کیا ہے یعنی (ع) احیاء سخن چو کہ و یحییٰ جان داد کو اور فرمایا ہے کہ اس مادہ تائید میں لفظ احیاء کے الف آخر کے بعد کا ہمزہ حساب جمل سے خارج ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ اکثر مورخان فارس ہمزہ کا عدد دیتے ہیں اور بعض نہیں دیتے۔ اور مورخان عرب اکثر ایسے ہمزہ کو ترک کرتے ہیں اور بعض اوس وقت محسوب کرتے ہیں جب کہ مادہ تائید کسی آیت قرآنی یا حدیث میں پایا جاوے جیسا کہ عبد الجلیل بلگرامی نے تائید جمل سے قریح سیر میں عمل کیا ہے۔ (جس کو ہم اوپر نقل کر چکے ہیں)

ہم اس موقع پر صرف اسی قدر بیان پر خاموش نہیں رہ سکتے اس لئے کہ یہ کتاب صرف بیان واقعات کے لئے نہیں ہے ہم ضرور عرض کریں گے کہ جن شعراے عرب نے ہمزہ بعد الف القاء یا احیاء کو حرف قرار دیکر اس کا عدد لیا ہے انہوں نے غلطی کی ہے۔ آزاد بلگرامی نے نہ شعراے قدیم عرب کی اور نہ تاریخات کی نقل کی اور نہ ان کے نام گنوائے محض تذکرہ ان کے مذہب جمل کا ذکر کر دیا ہے اور موقع کے لحاظ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ گویا وہ

شعرے عرب یعنی مانی ذہنہ سندھین عبد الجلیل بگرامی کے لئے۔ اور یہ جو ارشاد ہوا ہے کہ موزخان عرب کے پاس آیہ قرآنی اور حدیث نبوی سے لے کر ہرے مادہ میں ایسا عمل بعض وقت جائز قرار پایا ہے اس کے متعلق ہی مستقدمین کے کسی ایسے مادہ تالیف کی سند نہیں پیش ہوئی تاکہ ہم اس سے اس بات کا اندازہ کر سکتے کہ مورخ کا رتبہ فن جمل میں کیسا ہے۔ ہمارے روئے اس کے متعلق ہی جو کچھ ہے وہ آزاد بگرامی کا تذکرہ اور عبد الجلیل بگرامی کی تالیف ہے اور بس۔ اللہ اللہ خیر سلّا۔

پس ایسی حالت میں ہم ایک عام قاعدہ کے مقابلہ میں جس کی تصدیق محققین و متقدمین فن جمل کے اقوال متعدد سے ہوتی ہے۔ ایسے استثنائیں بھی کو جائز نہیں قرار دے سکتے۔ عبد الجلیل بگرامی کو ضرورت وقت نے ایسے عمل نا جائز پر مجبور کیا ہوگا۔ یا فن جمل میں انہوں نے اپنے معلومات کو اسی حد تک پایا ہوگا۔ یا آپ سے تسامح ہوا ہوگا۔

ہم گزشتہ حصہ کے متعدد مقامات پر ان محققین کی عبارتوں کی نقل کر چکے ہیں جنہیں سے بعض نے حروف تہجی کے ذیل میں ہمزہ کا ذکر کیا ہے اور بعض نے ہمزہ کے عدد کے متعلق صاف صاف لکھ دیا ہے کہ ہمزہ کے لئے جمل میں کوئی عدد نہیں ہے۔ اور انہیں سے کسی نے یہ استثنائی جزیئہ نہیں بیان کیا کہ آیت قرآنی یا حدیث نبوی میں مادہ پایا جاوے تو بجز خلاف قاعدہ عام عمل کرنا جائز ہے۔ اور ان کا طرز بیان بتلارہا ہے کہ وہ ایسے محتاط افراد تھے کہ اعداد و تائید و رد کی بحث میں اختلاف اقوال کی کوئی نزاکت

اونہوں نے اپنے بیان میں نہیں اڑھا رکھی پس ایسی حالت میں آرا و بگرا می کا
 صرف یہ فرما دینا کہ مورخان عرب نے برخلاف قاعدہ عام ایسا کیا ہے بدون
 سند ہم نہیں مان سکتے۔ مان یہ ہو سکتا ہے کہ بعض مورخین زمانہ حال اپنے لئے
 عجب الجلیل بگرا می کی سند کو کافی خیال کریں لیکن ہم اُنکے لئے کبھی ایسا مشورہ
 نہیں دے سکتے اس لئے کہ غلطی کی مثال کسی کے لئے سند کا کام نہیں دے سکتی
 اب رہی نعمت خان عالی کی فارسی تاریخ جس میں اونہوں نے لفظ التقاء
 میں ہمزہ بعد الف آخرین کو محسوب کیا ہے۔ وہ بھی فارسی مورخین کے لئے
 سند نہیں ہو سکتی اس لئے کہ زبان فارسی کے قاعدہ اور رسم الخط کے لحاظ سے
 اون کا عمل غلط ہے یعنی التقاء ساکنین اور احیاء سخن و وفون مرکبات
 زبان فارسی سے ہیں اور فارسی کا قاعدہ کہہ رہے کہ ایسے مرکبات میں جب
 حرف الف آخر کلمہ میں واقع ہو تو مضاف کے بعد یا سے جملی کا لانا ضروری
 ہے۔ صاحب منتخب الخوف مارتے ہیں کہ ہر اسمی کہ در آخر ان الف باشد
 و ما قبل آن مفتوح بود و مخمّن و او باشد و ما قبل آن مضموم بود و آن را مضی
 کنند می باید کہ یا سے زائدہ میان مضاف و مضاف الیہ در آرد مانند او آ
 معشوق و ابرو سے محبوب و این یار اور وقت خواندن ہمزہ طینہ بدل کنند۔
 پس نعمت خان عالی کے مصرع تاریخ میں اگر برخلاف قاعدہ رسم الخط فارسی
 بجائے ہمزہ آخر لفظ التقاء یا کی کتابت ضرورت تاریخ ترک ہوئی ہو اور ہمزہ
 کے عدد برخلاف قاعدہ عام جمل محسوب ہوئے ہوں تو کہا جائے گا کہ اسٹا
 سخن نے فن جمل کی کسی معلومات کی وجہ سے تسلیح کیا ہے۔ اور ایسا متزلزل

مصرح ہو کہو خلاف و زیدی قاعدہ عام کے لئے سند نہیں ہو سکتا۔
 باقر گیلانی نے جلوس عالمگیر کے تاریخی بیان کے آغاز میں بغرض لغت
 قواعد فارسی کا لحاظ رکھا ہے اور (ملجائے دوسرا) میں بعد الف بلجا یا کو
 محسوب فرمایا ہے۔ فرماتے ہیں کہ ملجائے دوسرا امام المتقین ۱۰۶۸
 مکرم جہان مقبول الہ سید المرسلین ۱۰۶۸ (۵)

سماے حکم و سخا و مہربانی و کمال	پناہ تاجوران کا سامان ندیدہ چنان
۱۰۶۸	۱۰۶۸

اس شعر میں لفظ سما کے بعد یا مطابق قاعدہ ہے۔ صاحب لمخص تسلیم فرماتے
 ہیں کہ ہر گاہ کہ خدائی یا اولنک میں ہمزہ کے عوض یا محسوب کی جائے
 جیسا کہ اوپر بیان ہوا ہے تو اذا جار و ماشاء کا ہمزہ بعد الف بھی تحقق
 یک عدد ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ اولنک میں یا کی کتابت بغرض اظہار ہمزہ
 ہوئی ہے۔ اور سأل میں الف بھی بغرض اظہار ہمزہ ہے۔ اور سؤل
 میں واو بھی اسی غرض سے ہے۔ پس اہل حمل نے اولنک میں یا اور سأل میں ا
 اور سؤل میں واو محسوب کرنے کا حکم ہمزہ کی خاطر اور اس کی کسی مرتبت کی وجہ
 سے نہیں دیا بلکہ کتابت اور رسم الخط کی وجہ سے جس میں سی۔ ا۔ و موجود
 ہے۔ ہر گاہ ابتدائی بیان میں یہ بات طی ہو چکی ہے کہ ہمزہ کوئی مستقل حرف
 نہیں ہے تو پھر ماشاء کے ہمزہ آخر کے لئے عدد کی سفارش بے موقع اور غیر
 موجب ہے۔ قواعد اس کی قبولیت کے مانع ہیں امید ہے کہ آپ معاف فرما دیں
 صاحب معدن الجواہر نے فرمایا ہے کہ الفاظ دیوانہ یا بیگانہ کا ہمزہ

ہمزہ بعد الف کا حکم یہ کہتا ہے یعنی بلحاظ رسم الخط اس کو حروف لفظ میں کچھ جمل نہیں ہے اور نثران کے لئے حروف ثلاثہ یعنی الف - واو - می - سو کوئی حرف موجود ہے۔ قواعد فارسی کی رو سے لفظ دیوانہ یا بیگانہ کا اصل لفظ دیوانی یا بیگانہ نہیں تھا لیکن جب کہ قاعدہ نے رسم الخط سے دو یا کو حذف کر کے اس کے عوض صرف (ھ) کو قائم کر دیا ہے تو اب حساب جمل میں ہر دے قاعدہ عام کو رسم الخط کی پابندی لازم ہے پس دیوانہ کے اعداد ۷۶ - اور بیگانہ کے اعداد ۳۸ محسوب ہوں گے اور ہمزہ کا کوئی عدد نہ لیا جاوے گا۔

می

جن الفاظ عربی کے آخرین یا ہے اور فارسیوں نے اس کو الف سے بدل لیا جیسے تہنی - ماجرئی - جس کو فارسیوں نے تننا اور ماجرا کر لیا ہے اس کو حرف آخر کے عدد عربی میں بلحاظ کتابت یا دس محسوب ہوں گے۔ اور فارسی میں بلحاظ کتابت الف - ایک -

صاحب مخض شہیم نے حبیب الدبشیر کی ایک تاریخ پر اعتراض فرمایا اور وہ تاریخ یہ ہے ..

دبشیر القصد جہ تفتیش سال اسکا کیا میں نے	مروٹ غیب لوز غیب میں مجھ کو بایا کی
نایان مصرع تاریخ مطبوع طبع ہر	عجب کہیں گئے تو شیخ اردو سے معلیٰ کی
	۱۲۹۵

آپ فرماتے ہیں کہ درین قطعہ قافیہ افزا و ہویا و ایما و ونیا آشکارست - معلیٰ بیاض محض بوجہ تاریخ و درقوافی الف قاعدہ عربی جاری

کروں بیجا ست (انتہی)

افسوس ہے کہ لائق مؤلف نے غور سے کام نہیں لیا اردو سے علی کی یا کوز باندا نان اردو نے بہ تبدیل الف جائز نہیں رکھا۔ پس بیچارہ مورخ نے اگر لفظ صحیح کو استعمال کیا تو اوپر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا اس نے یا کو بضرورت تایخ نہیں قائم رکھا ہے بلکہ بضرورت صحت لفظ و رسم الخط قائم رکھا ہے۔ جو غلطی اس مادہ میں ہے وہ اور ہے یعنی مورخ نے لفظ (گئی) میں صرف ایک یا کو محسوب فرمایا ہے تسلیم سہسوا لی نے غالباً اس پر غور نہیں فرمایا۔

لائق مؤلف فرماتے ہیں کہ سوے و روے و سوے و توے و ہمیں قیاس و لحوے و گوے بدویا ست۔ ہم کہتے ہیں کہ اس موقع پر آپ سے تسامح ہوا ہے۔ دو یا محسوب ہونے کی ضرورت اس وقت ہوگی جب کہ ہم و لحوے کو دتجوئے کہیں یا گوے کو گوئے یا توے کو توئے یا سوے کو سوئے ہم اس قاعدے کو ہنزہ کے ذیل میں بیان کر آئے ہیں اور حقیقت اس کا اصلی مقام وہی ہے۔ لائق مؤلف نے چون کہ الفاظ سوے۔ روے۔ سوے۔ توے۔ و لحوے۔ گوے۔ کے رسم الخط کو بدون ہنزہ لکھا ہے اور ایسے یا کے عدد ۲۰ لینے کا حکم دیا ہے اور خواہ مخواہ حرف یا کے ذیل میں اس کا ذکر فرمایا ہے لہذا دفع غلط فہمی کے لئے اس موقع پر ہم نے صراحت کر دی

حروف مُشَدَّدہ

حرف مُشَدَّد کی نسبت قاعدہ عام کے ذیل میں بھی ایک اجمالی بیان گزر رہا ہے

اور آزاد بگرامی نے سب سے المرجان میں بھین بیان صنعت تاریخ لکھا ہے کہ
یعد المشد و حرفاً واحداً کالمشد و کذا کک الهمزة المدودة کامن (انتہی)
یعنی شمار کیا جاتا ہے حرف مشد و ایک حرف جیسا لفظ مشد و اور اسی طرح
ہمزہ مدودہ جیسا لفظ آمن ۔

ہمزہ آمن کی بحث پہلے بعض من حرف الف کی ہے اس موقع پر اس کی
ضرورت نہیں ہے ۔ حرف مشد و کی نسبت صاحب معدن الجواہر نے بھی حیرت
کے ساتھ لکھا ہے کہ حساب حمل میں تشدید کوئی چیز نہیں ہے چونکہ حمل کا قاعدہ
عام کتابت پر مبنی ہے اور تشدید کی وجہ سے کتابت میں کوئی تکرار نہیں واقع
ہوتا لہذا اہل حمل نے حرف مشد و کو ایک ہی حرف قرار دیا ہے اور جہاں کتابت میں
مشد و کے دو حرف لکھے جاتے ہیں جیسے اللہ و ہاں یہ سمجھنا چاہیے کہ لام اول
در حقیقت قراءت میں داخل نہیں ہے بلکہ لام دوم مشد و ہی سے قراءت کا کام
لیا جاتا ہے اور اس خاص رسم الخط کا بیان حرف ل پر گزر چکا ہے ۔

صاحب مخض تسلیم نے اس کلمہ کو تسلیم فرما کر فرمایا ہے کہ اگر کوئی مورخ
الفاظ مشد و کے مکرر شمار سے مادہ تاریخ حاصل کرے تو یہ ایک قسم کی صنعت
ہو سکتی ہے جیسا کہ آپ کی ایک تاریخ ہے ۔ و موند ۔

تعمیر مسجدے چو امیر علی نمود	تاریخ سال حتم و فرمود زایدے
ہجری ست ہاشمہ و فصلی بضابطہ	برچاہ ہاولی شدہ تیار مسجدے

آپ نے اس مادہ تاریخ سے جو فی الحقیقت سند ضلی کا مادہ ہے تشدید

یہ لفظ تیار سے دو یا محسوب کر کے مشتق ہجری بھی پیدا کیلئے اور عمل غلط کا نام صنعت رکھنا چاہیے اور یہ گویا اس بات کی ہدایت ہے کہ قواعد جل کی علانہ و رزمی کرنے والے صنایع کا لقب پاویں۔ اگر ایسی آزاد سی عطا کر دی جائے اور غلطی کو صنعت کہہ دیا جائے تو سارا قاعدہ خاک میں مل جائیگا۔ ایک مادہ سے دو مادوں کا حاصل کرنا بے شک ایک صنعت ہے جس کا نام صنعت ذومایخین ہے اور ہم نے اس کا ذکر بجائے خود کیا ہے اور وہ صنعت اُس وقت قرار پاسکتی ہے جب کہ قواعد جل کی پابندی کے ساتھ وہ خوب حاصل ہو جو اس صنعت کی تعریف ہے اگر ہمارے مشفق کو اپنی نایرج بحال اور برقرار رکھنے کے لئے کوئی خاص نام ہی درکار ہے تو ہم اس کا نام صنعت مصنوعی رکھتے ہیں جس سے بچنا اس کی علین تعریف ہے۔

دوسرا باب عمل عینی ضرع جل کے متعلق

پہلی فصل تایخ کے متعلق

(۱) تایخ کی تعریف

کسی چیز کے وقت کے پیدا کرنے کو اہل لغت تایخ کہتے ہیں اور اصطلاح میں ایک علم کا نام ہے جس میں واقعات عام یا خاص کا ذکر کریں۔

صاحب غیاث اللغات فرماتے ہیں کہ تایخ در اصطلاح عبارتست از

تعیین کردن مدت از ابتدا امر عظیم و مجید و مشہور تا ظهور امر ثانی کہ

عقب اوست تاکہ دریافت شود بزمانہ آئندہ و دیگر ظهور این امر ثانی بظاہر

نسبت بعد مدت امر قدیم مشہور اول۔

صاحب معدن الجواہر کا قول ہے کہ تاریخ نام صنعتی ست از صنائع علم بدیع و این عبارت ست از آن کہ مکمل بیان کند سال ہجری یا سال دیگر را برائے وقوع امرے بلفظے یا فقرہ یا مصرعے یا زیادہ اذان کہ اعدادش بحسب حساب جمل موافق سال نہ گور باشند۔

صاحب سبحة المرجان کا قول ہے کہ و منها مخرقة بالعرب کا استخدام المضمرة حسن التلخيص علی قاعدة الجمل وغیرہ (انتہی) یعنی اور بعض اونیمن سے عرب کے ساتھ مخصوص ہیں جیسے صنعت استخدام ضمیر حسن تخلص اور تاریخ بقاعدہ جمل وغیرہ۔

آپ ہی نے غزلان ہند میں فرمایا ہے کہ فقیر صنائع عربی و ہندی ملاحظہ کر دم سے قسم برآمد بعضے مشترک در عرب و ہند مثل ایہام حسن التعلیل الخ و بعضی مختص بعرب مثل استخدام مضمرة حسن التلخیص یعنی گریز قصیدہ تاریخ بقاعدہ جمل وغیرہ و بعضے مختص بہ ہند۔

پھر آپ ہی نے سبحة المرجان میں لکھا ہے کہ تاریخ ہو عبارة عن ان بین المتکلم عام ہجریا لوفوع حاشیة بقاعدہ الجمل و ہو عروۃ لا یدی الا دبار و لعبۃ فی محافل الظرفاء و العجب انہم قصر و اعن ادا ر حقہ حیث ما دخلوہ فی سلک افواخ البدیع و لم یظلمہ احد من اصحاب البدیعیات التي طاعتہا و ہو حریفی بذالک اما دبار الفرس فقد قضوا حقہ و ذکر وہ فی انواع البدیع الفارسی (انتہی)۔ یعنی تاریخ عبارت ہے اس سے کہ مکمل سال ہجری کسی

حادثہ کے وقوع کا فن جمل کے قاعدہ سے بیان کرے اور صنعت ایک دستاویز ہے ادیبوں کے ہاتھ میں اور ایک کہلو نامے طریقوں کی مخلون میں اور تعجب اس کا ہے کہ مؤلفین عرب نے اس صنعت کا حق ادا کرنے میں کوتاہی کی تا کہ بدین وجہ کہ اس کو اقسام فن بدیع میں ذکر نہیں کیا اور نہ اصحاب بدیعیات میں سے جو میری نظر سے گزرے ہیں کسی نے اسکو نظم کیا حالانکہ یہ صنعت ذکر کرنے کے قابل ہے۔ لیکن فارس کے ادیبوں نے اسکا حق ادا کیا ہے اور فارسی کے فن بدیع کے اقسام میں اس کو بھی جگہ دی ہے۔

صاحب ہفت قلزم کا قول ہے کہ تاریخ عبارت سنت از آن کہ جہت حدوث واقعہ لفظی یا مصرعے یا زیادہ کہ بحسب حروف مکتوبہ بزرگ حساب جمل موافق تاریخ سال ہجری آن باشد تاریخ آن کنند (انتہی) صاحب منتخب اللغات نے لفظ تاریخ پر صرف اس قدر لکھا ہے کہ وقت چیرے پدید آمدن باشد و بس۔

اب ہم کہتے ہیں کہ لفظ تاریخ کے اصطلاحی معنوں میں اہل لغت نے کوتاہی کی ہے اور اس کی وجہ یہی ہو سکتی ہے کہ اون کو اس فن پر عبور کامل نہ رہا ہو اور تعجب اس کا ہے کہ جن مصنفین فن جمل نے اس کا ذکر کسی قدر تفصیل کے ساتھ کیا ہے انہوں نے بھی تعریف اصطلاحی لفظ تاریخ پر توجہ مبذول نہیں کی۔ اگر ہم اس موقع پر تعریف اصطلاحی کو افراد تاریخ پر حاوی نہ رکھیں گے تو خود ہر کو اقسام تاریخ کے بیان کرتے وقت مشکلات کا سامنا ہوگا۔ یعنی بعض اقسام تاریخ۔ تاریخ کے ذیل سے نکل جاویں گے۔ پس جمل کی واقعیت عامہ نے ہر کو اس پر مجبور کیا جو کہ ہم

لفظ تاریخ کی اصطلاحی تعریف حسب ذیل کریں۔

(۱) تاریخ اویں حرف یا لفظ یا الفاظ کا نام ہر جن کے اعداد و حرف سے مستطاب حاصل ہو۔ یا

(۲) محض اون الفاظ سے امور ذیل واضح ہوں۔

(۱) سنیہ مطلوب۔ یا

(۲) سنیہ مطلوب مع تاریخ و ماہ۔ یا

(۳) سنیہ مطلوب مع تاریخ و ماہ و روز۔ یا

(۴) سنیہ مطلوب مع تاریخ و ماہ و روز و وقت۔

تعریف کے حصہ اول کا تعلق فن جمل سے ہے۔ اور حصہ دوم جمل سے غیر متعلق

تعریف کے حصہ اول کی قدامت کا یہ بعض قدیم تصانیف سے ملتا ہے۔ لیکن

اوس زمانہ کے مؤرخ اس کے پابند نہ تھے کہ حرف یا لفظ یا الفاظ تاریخ بلحاظ واقعہ

مطلوب تاریخ مناسب یا معنی دار تجویز کریں۔

بعض متاخرین محقق نے بھی اس کو لکھا ہے کہ بامعنی اور متعلق برآقہ الفاظ میں

تاریخی مادہ حروف ابجد سے پیدا کرنا غالباً استادان عجم کی ایجاد ہے۔ اور متفہمین

عجم میں بھی خال خال افراد ہی ایسے گزرے ہیں جن کے نام سے بعض تاریخی مصرعے

فسوب ہیں جیسے انوری۔ جس نے ایک مکان کی تعمیر کی تاریخ نظم کی تھی۔

اے نمودار سپہر لا جو رد		گشتہ امین چون سپہر لا جو رد
بود در نزد فرج نقشش بکام	(۲۸۸)	تا فرج تاریخ این نقشست و زرد
	(۲۸۸)	۲۵۴ + ۲۸۸

معلوم ایسا ہوتا ہے کہ عجم میں بھی ابتدا ابتدا میں اہل سٹ تاریخین لکھی جاتی تھیں

اس تاریخ کو اگر محاسن تاریخ کے لحاظ سے دیکھا جاوے تو نہایت ادنیٰ و جہکی تاریخ ہے لیکن محض بے معنی الفاظ کے مقابلہ میں بہت اچھی ہے۔ حافظ شیرازی بعض تاریخین البتہ کسی قدر ٹھیک ہیں۔ اگرچہ اودن میں ہیں وہ باتیں جمع نہیں ہیں جن کو اس زمانہ نے محاسن تاریخ میں داخل کیا ہے۔ منجملہ انہیں تاریخوں کے حافظ شیراز علیہ الرحمہ کی یہ تاریخ بھی مشہور ہے۔

کشف حمت حق منزل اودان و انگہ	سال تاریخ وفاتش طلب از رحمت حق
------------------------------	--------------------------------

بعض متقدمین ہجری اور متاخرین عرب نے البتہ اس طریقہ میں یہ خوبصورتی پیدا کی کہ وہ اس مقصد کو معنی دار الفاظ میں حاصل کرنے لگے جس سے۔ تاریخ کی رونق و وبالاموگئی۔

بعض اہل لغت نے تاریخ کی تعریف میں سنہ ہجری کی جو تخصیص بیان کی انہی ہماری رائے میں وہ بھی غیر موجد ہے اس لئے کہ تاریخ کو کوئی خصوصیت صرف سنہ ہجری سے نہیں ہر عربی مورخین نے سنہ ہجری یا محمدی بن تاریخ لکھی ہو۔ فارسیوں نے ان دونوں کے سوا سنہ نوروز وغیرہ سے بھی کام لیا ہو۔ واپل ہندو اپنے ملک کے مروجہ سنین کو لحاظ سے مختلف منبر میں تاریخیں کہی مومن مسلمانوں کے پاس سنہ ہجری یا محمدی کی ترجیح یا ہنود کے لئے سنہ سمت یا اور کسی سنہ کی فضیلت اسی طرح پارسیوں کے لئے سنہ نوروز کی اہمیت یہ تمام ایسی چیزیں ہیں جن کا اثر تعریف لفظ تاریخ پر نہیں پڑ سکتا ہم نے سنین مختلفہ کا خاص بیان اس کتاب کے خاتمہ کے لئے اٹھا رکھا ہے اور اس موقع پر اسی قدر بیان پر اکتفا کرتے ہیں کہ ہماری تحقیق میں سنہ ہجری کی تخصیص کو تعریف لفظ تاریخ میں داخل کرنا غلط ہے۔

اب رہی یہ بات کہ تاریخ داخل صنائع و بدائع ہے یا نہیں۔ اس کے متعلق ہم
 صرف قدر دانان اساتذہ فارس یا آزاد بگرامی کے تعجب اور صاحب معدن البحر
 کے اثبات کے پیرو نہ ہوں گے دیکھنا یہ ہے کہ بلغا و عرب نے اس کے متعلق کیا کہا ہے
 صاحب سبحة المرجان نے اپنی حد علم تک فرما دیا ہے کہ اوباعرب نے تاریخ
 کو بدائع میں جگہ نہیں دی۔ جس کا آپ کو تعجب ہے اور ہم کو اس لئے تعجب نہیں کہ
 تاریخ کی تعریف سے خود ہم کو اطمینان ہو چکا ہے کہ اس میں کوئی ایسی ندرت نہیں
 جس کی رو سے تاریخ کو بدائع و صنائع میں داخل کریں۔ جب واضح جمل فرمایا کہ
 حرف کے لئے اُس کا عدد مقرر کر دیا تو ان حروف کے مجموعہ سے ایک سہ کا
 حاصل کرنا کون سی ندرت ہے۔ ہر گاہ کہ مائے عرب اس مجموعہ حروف کو معنی دار
 الفاظ میں مرتب کرنے کے بھی عادی نہ تھے تو وہ تاریخ بھی بے معنی جمل یا لفظ کو داخل
 بدائع و صنائع کیوں کرتے۔ متقدمین فارس نے ان حروف سے معنی دار لفظ پیدا
 کرنے میں البتہ اپنی روشنی طبیعت سے کام لیا ہے لیکن اس میں بھی کوئی ندرت
 یا ندرت نہیں ہے۔ جس کے لحاظ سے ہم تاریخ کو ایک خاص قسم کی صنعت مانیں
 عربوں اور فارسیوں نے جس قدر اقسام صنائع کی تعریف بیان فرمائی ہے ان میں سے
 اکثر صنائع کا استعمال طبائع مورخین اپنی تاریخوں میں کیا کرتے ہیں جس کے لحاظ سے ہم نے
 صنائع تاریخ کا ایک خاص بیان اسی فصل میں قائم کیا ہے۔ پس ہماری رائے میں
 کوئی ایسی قوی وجہ نہیں ہے جس سے نفس تاریخ کو داخل اقسام بدائع کیا جا سکے۔
 بدیع کے لغوی معنی نوپیدا شدہ کے ہیں۔ ہر گاہ واضح جمل نے فن جمل کو ان و
 خاص ضرورتوں کے لئے وضع کیا جن کا بیان اس کتاب کے باب اول میں

گز چکا ہے تو تاریخ کی معنوی قسم اسی پہلی غایت میں داخل ہے اور کوئی با اس سے پیدا نہیں ہوئی۔ قدما عرب سے جو لوگ کام سے کام رکھتے تھے وہ مجبوراً عرب سے تاریخ کا مقصد حاصل کر لیتے تھے اور اپنے قیمتی وقت کو تلاش لفظ معنی دار میں نہیں صرف کرتے تھے یا یوں سمجھو کہ وہ اس کو ایک بیکار کام خیال کرتے تھے یا علم کی کمی نے مجبوراً یہی راستہ دکھلایا ہو اور پہر علمائے اسی کو اصل مقصد کے لئے کافی سمجھا ہو۔ فارسی طباعوں نے اگر معنی دار الفاظ کا التزام کیا اور مہل الفاظ پر اس کو ترجیح دی تو اون کی اس تراش تراش کو دل کے خوش کر لینے کے لئے کہیں تان کر داخل صنائع کر لینا اور بات ہے۔ لیکن اس سے فاضل بلگرامی کا وہ مقصد نہیں حاصل ہو سکتا کہ تاریخ کو خواہ مخواہ ہم اقسام بدائع سے ایک قسم قرار دے لیں اس لئے کہ فاضل موصوف کی بیان فرمائی ہوئی تعریف میں الفاظ تاریخ کا معنی دار ہونا شرط نہیں ہے اور اہل اصطلاح نے لفظ یا الفاظ معنی دار کی قید لگائی ہے۔ پس ہماری رائے میں نفس تاریخ داخل صنائع نہیں ہے۔ بلکہ قدما عرب کے اس عمل پر ذرا تعجب نہیں ہے کہ انہوں نے تاریخ کو داخل بدائع کیوں نہیں کیا۔ جن کو اس سے اختلاف ہے وہ اپنی تحقیق کے آپ ذمہ دار ہیں اور بدین وجہ کہ یہ صرف اعتبار بحیث ہے ہم اس کے متعلق اس سے زیادہ خامہ فرسائی کرنا (ع) عزم منزل بدل محو تماشا و راہ ہونا نہیں چاہتے شائقین فن کو اون کی بصیرت بڑھانے کے لئے اسی قدر کافی ہے جس قدر ہم نے بیان کیا۔

واضح ہو کہ جس حرف یا لفظ یا الفاظ کے اعداد جمل سے مراد حاصل

ہونا ہے اس کو اہل جبل نے مادہ تائیخ سے موسوم کیا ہے اور جن الفاظ سے اس کا
مطلوبہ صوری طور پر حاصل ہوتا ہے اُن پر مادہ کا اطلاق نہیں کیا جاتا بلکہ اس کا
نام صوری تائیخ ہے اور اس کو فن جبل سے کوئی واسطہ نہیں۔ تائیخ کے
اقسام باعتبارات مختلفہ۔ مختلف ہیں جن کو ہم اسی کے متصلہ بیان میں ہر ایک طریقہ
کرتے ہیں۔

(۲) تائیخ کے اقسام

بیان عام | اقسام تائیخ کے بیان میں بعض محققین فن جبل نے اختصار سے کام
لیا ہے اور بعض نے اپنے اپنے مذاق کے لحاظ سے ان میں کمی و بیشی کی ہے۔

صاحب معدن الجواہر کی رائے میں تائیخ کی صرف تین قسم ہیں۔

(۱) صوری (۲) معنوی (۳) صوری و معنوی۔ بعض نے پانچ قسم بیان کر کے تعمیم

تخریجہ کو بھی اقسام تائیخ میں شمار کیا ہے۔ اور بعض نے بعض صنائع تائیخ کو دخل
اقسام کیا ہے۔ بعض حضرات نے اقسام جبل کو بھی اقسام تائیخ قرار دیا ہے۔

ہماری رائے میں مختلف اعتبارات سے تائیخ کے مختلف اقسام ہیں اور
صنائع تائیخ کو اقسام سے کچھ تعلق نہیں ہے۔ اس لئے کہ جن صنائع تائیخ کا ذکر

ہم اسی فصل کے آئندہ بیان میں کریں گے وہ ہر ایک قسم تائیخ میں آسکتے ہیں۔
اور اقسام جبل کو اقسام تائیخ میں ملا دینا تو عام کو خاص کر دینا ہے کیونکہ تائیخ
کے مجموعی اقسام۔ اقسام جبل سے ہر ایک قسم میں داخل ہو سکتے ہیں۔

الغرض ہم نے اقسام تائیخ کو مختلف اعتبارات سے ذیل میں عرض کیا ہو تاکہ
شائقین فن کو اقسام کی حقیقت اچھی طرح پر معلوم ہو سکے۔

(الف) باعتبار حقیقت | باعتبار حقیقت تاریخ کی تین قسم ہیں (۱) صورتی (۲) معنوی (۳) صورتی و معنوی۔ صاحبان جمل کو ان اقسام ثلاثہ سے اتفاق ہے۔ بعض محققین نے ایک چوتھی قسم تعمیہ کے نام سے بیان کی ہے اور ہم اس کو تمام قسم سے متعلق خیال کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہم نے اس کو ان اقسام ثلاثہ سے خارج رکھا ہے اور آگے چل کر اس کے مقام پر اس کو ہدیہ ناظرین کریں گے۔

صورتی زبان عبری کا لفظ ہے بمعنی منسوب بصورت یعنی ظاہر اہل جمل نے اس لفظ یا ان الفاظ کو تاریخ صورتی کہا ہے جن سے مسئلہ مطلوب معلوم ہو۔ محققین نے اگرچہ اس قسم کو من وجہ اقسام تاریخ میں داخل رکھا ہے لیکن حقیقت اس کو جمل سے کچھ تعلق نہیں ہے۔

اس کی مثال رباعی ذیل سے ظاہر ہے جس کو صاحب ہفت قلزم نے ذکر کیا ہے

سلطان تیمور مثل اوشا ہ بود	در مقصد و سی و نہ درآمد بود
در مقصد و ہفتاد و یکے کو خروج	در مقصد و ہفت کرد عالم پرورد

اسی طرح سعدی علیہ الرحمہ نے کتاب گلستان کی تاریخ بھی صورتی لکھی ہے

در آن مدت کہ ملا وقت خوش بود	ز ہجرت شش صد و پنجاہ و شش بود
------------------------------	-------------------------------

اب ہم کہتے ہیں کہ قسم صورتی میں وہ الفاظ بھی داخل ہیں جن سے مسئلہ مطلوب کے ساتھ تاریخ و مہینہ یا روز۔ یا تاریخ و مہینہ و روز تینوں ظاہروں جس کی ایک مثال حسب ذیل ہے۔

چون بخت سلطنت بخت آن شاہ فرس	بستم شوال بود ہشت صد یوم الخیر
------------------------------	--------------------------------

اگرچہ ہماری تعریف کا حصہ آخرین اس تعریف قسم صورتی سے زائد ہے

جسپر اہل جمل کا اتفاق ہے یعنی اہل جمل نے صوری کی تعریف صرف اسی قدر بیان کی ہے جس کو ہم نے آغاز بیان میں عرض کیا ہے لیکن ہماری رائے میں حصہ اخیر تعریف کے لحاظ سے جو بعض تعریف ہمارے بیان میں گزرا تثنیل آخر الذکر کو بھی تاریخ صوری میں داخل سمجھنا چاہیے۔

الف کی دوسری قسم۔ تاریخ معنوی ہے۔ معنوی بھی زبان عربی کا لفظ ہے جس کے معنی منسوب ہے معنی کے ہیں پس اہل جمل نے تاریخ معنوی اس حرف یا لفظ یا الفاظ کا نام رکھا ہے جن کے اعداد جمل کے مجموعہ سے سہ مطلوب حاصل ہو تاریخ ذیل اس کی مثال ہے

(المؤلفہ)

امی واقف قانون عدالت افسوس	دی ماہر احکام و کالت افسوس
دیشی حق رفتی و گفتم تاریخ	مقصود علی نمودہ رحلت افسوس

الف کی تیسری قسم۔ (صوری و معنوی) ہے۔ یہ جامع ہے ہر دو اقسام اول الذکر کی یعنی جس تاریخ کے الفاظ سے صرف سہ مطلوب ظاہر ہو یا سنہ کے ساتھ۔ تاریخ و ماہ۔ یا۔ تاریخ و ماہ و روز۔ یا۔ صرف تاریخ و ماہ۔ یا۔ صرف تاریخ و ماہ و روز۔ اور اعداد و حرف کے مجموعہ سے بھی وہی سنہ حاصل ہو تو ایسی تاریخ صوری و معنوی کہلاوے گی۔ صاحب معدن الجواہر نے فرمایا ہے کہ اس قسم کو بعض اہل جمل نے صنیع الصنع بھی کہا جناب مولانا محمد حسن علی شاہ نانکھی قدس سرہ کے لوح مراد مبارک پر جو حیدر آباد میں

واقع ہے مولوی عبدالقادر مائلی صاحب تخلص کی کہی ہوئی ایک تاریخ کندہ ہے جو صورت اول قسم ہذا کی اعلیٰ مثال ہے۔

(نمبر ۱)

چون عاشق ذات قل ہو اندام	شد و اصل رب لم یلد لم یولد
این صوری و عنوینیت تاریخ وصال	ہشتاد و چار و یک ہزار و دوصد

مندرجہ ذیل مثال میں الفاظ سند کے ساتھ ماہ و تاریخ و روز بھی موجود ہے کسی استاد فن نے شاہد میں لکھا ہے۔

(نمبر ۲)

گفت با تفس سال تاریخ وفات بادشاہ	ہفتہ شعبان و نہصد پانزدہ یوم جمہ
----------------------------------	----------------------------------

نمبر ۳ مولف الکتاب

محمد زمان خان عالی نژاد	سرشام چون مہر گروون نہفت
و لا فکر سال شہادت نمود	فلک ہفتم ماہ ذی حج ۱۲۹۲

مولف حقیر کے فرزند (غازی الدین احمد) کی تاریخ ولادت استاد می قنصل مسطور نے فرمائی تھی۔

(نمبر ۴)

تاریخ ولادتش رستم ز واقف	شب شنبہ بیستم جمادے الاولیٰ
--------------------------	-----------------------------

اس تاریخ میں شب کے الفاظ بھی داخل ماڈہ تاریخ ہیں۔ اور محققین نے کہا ہے کہ ساعت اور دقیقہ بھی داخل ہو تو ایک قسم کا حسن ہے۔
حسامی نے ظہیر الدین بابر بادشاہ کی ولادت میں یہ تاریخ کہی ہے۔

(نمبر ۵)

چون در شش محرم زاد آن شہ مکرم	تایخ مولد شش ہم آمد	شش محرم ۸۸۸
-------------------------------	---------------------	-------------

جب بابر بادشاہ نے دہلی کو فتح کیا تو کسی استاد نے اس کی تایخ لکھی۔

(نمبر ۶)

کشت در پانی پست ابراہیم شاہ	شاہ غازی بابر عالی نسب
وقت و روز و سال و تاریخ ظفر	صبح بود و جمعہ و ہفت رجب

(نوٹ) اس تایخ کے مادہ میں لفظ بود بھی شامل ہوا اور ایسا شمول غیر مستحسن ہے
جلال الدین اکبر بادشاہ دہلی کی ولادت کی تایخ کسی استاد نے لکھی ہے۔

(نمبر ۷)

بعد الحسد کہ آمد بود	آن کہ از کون و مکان منتخب است
باد شاہ ہے کہ ز شاہان جہان	اکبر شش نام جلالش لقب است
سال روز و مہ و سال میلاد	شب یکشنبہ و پنج رجب است

(نوٹ) اس تایخ کے مادہ میں واو عطف داخل نہیں ہے۔ صاحب معدن
انجواہر بطریق افادہ فرماتے ہیں کہ تو رانیوں کی زبان میں پانچویں کو پنج کہتے
ہیں۔ فصحاءے ایران نے لفظ پنجم کا استعمال میم فاعلی کے ساتھ کیا ہے جو ترجمہ
ہے خاص کا۔

صاحب ہفت قلزم نے لکھا ہے کہ خواجہ حسین انصاری نے خواجہ عبداللہ
احرار کے گنبد کی تایخ صورتی و معنوی لکھی ہے وہو ہذا۔

(نمبر ۸)

<p>ساخت این عالی بنا لر رب شک پست چون گوسه زمین زیر فلک سال هجرت نہ صد و پنجاہ و یک</p>	<p>خسرو عالی گہر عبد العزیز ہست نہ طاق فلک و جنب او معنوی لفظی بود تاریخ آن</p>
<p>(نوٹ) اس تاریخ کے مادہ میں الفاظ سال ہجرت شریک ہیں جو محاسن تاریخ کے خلاف اور من و جہ غیر صحیح ہیں۔</p> <p>بجدا القادر بد اوئی نے کتاب منتخب التواریخ میں بعض تذکرہ ہمایون بادشاہ لکھا ہے کہ ذی الحجہ ۹۶۱ھ میں بادشاہ سلامت کابل سے راہی ہو کر عازم ہند ہوئے اور یہ اس کی تاریخ ہے۔</p> <p>(نمبر ۹)</p>	
<p>گوسہ سبقت بردار شاہان پیشین بے شک سال تاریخ توجہ نہ صد و شست و یک</p>	<p>خسرو غازی نصیر الدین ہمایون شاہ اکبر بہر فتح ہند از کابل عزیمت کردہ شد</p>
<p>(افادہ) اس تاریخ میں لفظ شست سین جہلہ کے ساتھ لکھا گیا ہے۔ فارسی میں لفظ شست ساٹھ کا ترجمہ ہے۔ متأخرین املاین تغیر کر کے صادمہلہ سے لکھنے لگے۔</p> <p>تاریخ ذیل کے مورخ فیضی اکبر آبادی ہیں جو غزالی شہیدی کی وفات پر لکھی گئی ہے۔</p> <p>(نمبر ۱۰)</p>	
<p>ہمد از طبع خدا داد نوشت سنہ نہ صد و ہشتاد نوشت</p>	<p>قدوہ نظم غزالی کہ سخن عقل تاریخ و فاش بد و طور</p>
<p>(نوٹ) اس تاریخ میں لفظ سنہ کے عدد وہی شامل ہیں اور یہ قابل اعتراض ہے</p>	

یا تو صرف نہ صد و ہشتاد سے تاریخ مکمل ہوتی یا سالم مصرع سے۔ صورت اول مستحسن تھی لیکن یہ ہرگز درست نہیں ہے کہ لفظ سنہ تو داخل اعداد ہوا لفظ نوشت خارج۔ یونچ اگرچہ بڑے پایہ کے شخص گزرے ہیں لیکن غالباً فن جمل کی کسی معلومات کی وجہ سے ان سے تسامع ہوا ہے۔

ہم نے اس قسم کے ذیل میں متعدد نظائر کا تذکرہ ہے وجہ نہیں کیا ہے۔ طباع مورخین اس بات کو سمجھ سکتے ہیں کہ ہر ایک تاریخ میں ایک ایک خاص بات ہے اور بدین وجہ کہ بعض تاریخین استادان فن کی ہیں ہم نے انکو ہدیہ ناظرین کیا ہے۔

محققین فن کا اتفاق ہے کہ صورتی معنوی تاریخوں میں ترجیح اُس تاریخ کو ہے جس میں بہرتی کا کوئی لفظ نہ ہو جیسے نظائر بالاسے تاریخ نمبر (۱) وادو عاطفہ کو بہرتی نہیں کہہ سکتے اور اس کا ترک نا جائز نہیں ہے۔ سنہ یا سال کا لفظ اس وقت قابل اعتراض نہ ہو گا جب کہ مصرع میں داخل اور الفاظ بیانیہ مادہ سے متعلق نہ ہو۔ مثلاً تاریخ نمبر ۱۰ میں لفظ سال قابل اعتراض نہیں ہے اس لئے کہ سالم مصرع مادہ تاریخ ہے۔ اور تاریخ نمبر ۱۱ میں لفظ سنہ قابل اعتراض ہے اس لئے کہ اس کا تعلق لفظ نوشت سے ہو کر جو مادہ تاریخ سے خارج ہے۔

ہجینہ کے عوض لفظ ماہ یا شہر اسی طرح ایام کے عوض لفظ روز یا یوم داخل مادہ ہو سکتا ہے۔

علیٰ ذالشب یا صبح کے الفاظ کے ساتھ ان کے موزون اور مناسب الفاظ کا

استعمال بھی خوبی میں داخل ہے۔ مثلاً اول شب۔ یا آخر شب۔ یا شب قدر۔
شب برات۔ یا صبح عید وغیرہ

(ب) باعتبار لفظاً باعتبار لفظ تالیف کے دو قسم ہیں۔ (۱) تالیف مفرد (۲) تالیف مرکب۔ تالیف مفرد وہ ہے جو کسی حرف کے عدد و محل سے حاصل ہو۔ اس قسم کا بعض تالیفین صنائع تالیف کے استعمال سے حاصل ہوئی ہیں جیسا کہ ناسخ و ایک حکیم کی تالیف لکھی ہے۔

کہا جاتا ہے کہ ایک حکیم پر شاہی عتاب ہوا جس کی تنخواہ الت تہی حکم شاہی صا کردی گئی۔ بد قسمتی نے اسی سال پہر اسکو عتاب کا نشانہ بنایا اور تنصیف تنخواہ کا حکم ہوا۔ اب حکیم حبی ماحصہ کے مہوار دار رہ گئے۔ پہر اسی سال قسمت کی گردش نے تیسری مرتبہ اس کو زک دلائی اور پہر تنصیف مہوار کی سزا پائی۔ یعنی ماحصہ مہوار رہ گئی۔ طباع مورخ نے اس کی تالیف لکھی۔ (دہو ہذا)

از حائے حکیم ہشت برگیر	سہ مرتبہ نصف نصف کم کن
------------------------	------------------------

حرف (ح) کے عدد و محل ۸ ہیں۔ اس کی تنصیف کیجئے تو (۴) ہوئے پہر تنصیف کیجئے تو (۲) اور تنصیف و ہلہ سوم میں (۱) رہ گیا۔ ان چاروں ہندو کو ایک سطر میں لکھتے تو ۱۲۴۸ سنہ واقعہ کے مساوی ہیں۔

ہم اس صنعت کو صنائع تالیف میں تفصیل کے ساتھ بیان کریں گے۔ اس موقع پر تالیف مفرد کی تعریف میں اس قدر بیان کافی ہے۔

اسی طرح ممکن ہے کہ اور سکین بھی تالیف مفرد کی پیدا ہوں۔ فرض کر دو کہ کسی کا نام غالب ہو اور اوس کی وفات ستمبر ہجری میں واقع ہو اور سمر نام کے

حرف کو سال وفات قرار دیا جائے۔ یا کسی کے نام سے حرف اول و آخر لیکر اسکے متعلق کسی واقعہ کی تاریخ قرار دی جائے۔

تاریخ مرکب وہ ہے جو ایک یا کئی الفاظ پر شامل ہو۔ جیسے ابھی ابھی نواب محسن الملک مغفور کی تاریخ کسی شاعر نے یغفر لہ کہی ہے۔ یہ دو لفظوں سے مرکب ہے جن کے اعداد جمل سال وفات یعنی تیرا سو پچیس کے مساوی ہیں۔ ہم نے ایک لڑکی کی ولادت کی تاریخ - صغریٰ بی بی سے لکھی جس کے اعداد ۱۳۲۴ ہیں اور یہی ولادت کا ہجری سال تھا۔ اور اسی نام سے وہ موسوم ہوئی یہ تاریخ دو الفاظ سے مرکب ہے۔

(ج) باعتبار کلام | باعتبار کلام تاریخ کے دو قسم ہیں (۱) تاریخ منثور (۲) تاریخ منظم تاریخ منثور وہ تاریخ ہے جو ایک یا کئی جملوں یا فقرہوں کی عبارت سے حاصل ہو اس کی مثال اس کتاب کے دیباچہ کی وہ عبارت ہے جس کے ہر ایک فقرہ سے اس کا سنہ تالیف پیدا ہے۔

تاریخ منظم وہ تاریخ ہے جو ایک مصرع یا جزو مصرع یا شعر سالم سے پیدا ہو جیسے ناصر علی سرہندی نے ایک مسجد کی تاریخ لکھی ہے جو سالم مصرع کی تاریخ ہے (و ہو خدا)

آن خان غصنفر جگر دشمن کاہ	مسجد آراست نقش بہت کردہ تباہ
تاریخ بنائے او علی سے گوید	ایک شدہ حسن مطلع بیت ازلہ
جزو مصرع کی تاریخ نور الدین جہانگیر بادشاہ دہلی کی وفات کی تاریخ ہے جو لوح مزار پر کندہ ہے (و ہو خدا)	

چوتایخ و فاش جست کشفی	خردگفتا جہانگیر از جہان رفت
<p>سالم شعر سے تاریخ کی مثال ہمارے تاریخ ذیل ہے۔ جو بتقریب عروسی صاحبزادی مولوی احمد حسین چیف سکرٹری و معتمد حضور پر نور سرکار نظام دکن ادا ام اسد قبالہم۔ ہم نے لکھی ہے۔</p>	
وقع النکاح بجلستہ	تاریخ الاولیٰ
فلقد تزوج انت ۱۳۲۵ھ	احمد حسین طیب
<p>اسی طرح نواب وقار الملک بہادر آئری می سکرٹری علی گڑھ کالج کے خطاب نوابی کی تاریخ بھی سالم شعر میں ہم نے لکھی ہے۔</p>	
خالد نائب القیصر	۱۳۲۶
<p>مولانا بالٹوا</p>	
<p>(نوٹ) اس تمثیل کو ہم نے طبع کتاب کے وقت شریک کتاب کیا (د) باعتبار مادہ تاریخ باعتبار مادہ بھی تاریخ کے دو قسم ہیں (۱) مستقل۔ (۲) غیر مستقل۔ مستقل مادہ وہ ہے جو منفہ کامل ہو۔ اعم ازینکہ مفرد ہو یا مرکب۔ منشور ہو یا منطوم۔ اس کی مثالیں وہی ہیں جو الف اور ب پر گزریں۔ غیر مستقل مادہ وہ ہے جو تعبیہ یا تخریج کا محتاج ہو۔ اس کی مثالیں پیش کرنے سے پہلے تعبیہ اور تخریج کی حقیقت بیان کرتے ہیں۔</p>	
<p><u>تعبیہ و تخریج</u></p>	
<p>صاحب معدن الجواہر فرماتے ہیں کہ جمل کا اصطلاحی لفظ تعبیہ ہے بمعنی تابینا کردن و پہنان کردن و پوشیدن چیزے و بمعنی ساختن چیزے کہ غریب شاید اور نیز آپ کا قول ہے کہ اصطلاح اہل بدیع میں معنی کہنو کو تعبیہ کہتی ہیں اور اصطلاح اہل جمل میں تعبیہ وہ ہے جس کو ذریعہ تاریخ کے اعداد کو درست اور برابر کریں خواہ زیادتی کو ذریعہ سے</p>	

یا کہی کو ذریعہ سے بقول آپ کے تعبیہ کی ۳ قسم ہیں (۱) اگر مادہ تائید میں کمی ہو تو اسکی بہرہ کرین جس کا نام تذخلہ ہے (۲) یہ کہ اگر مادہ تائید میں اعداد کوئی یا دتی ہو تو اسکو کم کرین جس کا نام تخرجہ ہے (۳) یہ کہ مادہ کی تکمیل عمل تخرجہ و تذخلہ دونوں سے کرین (الحوا)۔ بعض اہل حل نے کہا ہے کہ تعبیہ کی قسم اول کا نام تعبیہ داخلی اور قسم دوم کو تعبیہ خارجی کہتے ہیں۔ اور یہ صرف لفظی اختلاف ہے تعبیہ داخلی کہیں یا تذخلہ۔ تعبیہ خارجی کہیں یا تخرجہ بہر حال دونوں اقسام ہیں تعبیہ کے۔ بعض کا قول ہے کہ اہل حل نے تذخلہ کا خاص نام تعبیہ رکھا ہے تعبیہ کے لغوی معنی آراستہ کرنے اور ڈھاپنے اور عجیب چیز کے بنانے کے ہیں۔ اگرچہ تعبیہ اور تعبیہ کو معنی قریب قریب ایک ہیں۔ لیکن اہل حل نے کسی مادہ تائید کی کمی کو شانے اور اس کے عیب یا نقص کو ڈھاپنے کا نام تعبیہ رکھا ہے اس کا عکس تخرجہ ہے جس کی تعریف اوپر بیان ہو چکی ہے۔

بہر حال ہمارے اسے میں تعبیہ اور تعبیہ ایک ہیں۔ تعبیہ کو تعبیہ کا مراد قرار دیکر اس کے ذیلی اقسام کا نام تذخلہ یا تخرجہ کہیں یا تعبیہ اور تخرجہ کو بنفسہ دو مستقل اصطلاح قرار دین دونوں کا نتیجہ معنی ایک ہے صرف لفظی فرق ہے۔ اگرچہ ان الفاظ کی حقیقت کا پتہ کسی قدیم تصنیف سے نہیں ملتا لیکن عیال قدیم الا یام سے عربی اور فارسی اور اردو شاعری میں بعض تائید جاری ہے۔ ہم پہلے تذخلہ کا عمل ہدیہ ناظرین کرتے ہیں کہ کن طریقوں سے جاری ہے۔

صاحب شخص تسلیم کا قول ہے کہ تذخلہ اور تخرجہ میں الفاظ۔ سر۔ فتح لب۔ تاج۔ اول۔ ابتدا۔ بالآ۔ زبر۔ کے اشارہ سے اسوقت کام لیا جائیگا

جب کہ پہلے حرف کو ترکیب مادہ کرنا یا خارج کرنا مقصود ہو۔ اگر الفاظ اسہ حرفی سے درمیانی حرف کا تعبیر کرنا چاہو تو۔ میان۔ جگر۔ قلب۔ روح۔ جان۔ سینہ۔ کمر۔ ناف۔ سے۔ اشارہ کر سکتے ہیں۔ اور حرف آخر کا تعبیر مطلوب ہو تو۔ پا۔ دامن۔ انتہا۔ زترین۔ آخر۔ غایت۔ نہایت۔ کے اشارہ سے کام لے سکتے ہیں۔ اور اسی قیاس پر کلمہ پنج حرفی میں حرف دوم کو۔ پیش۔ گلو۔ کشف۔ سے تعبیر کر سکتے ہیں اور حرف چہارم کو۔ ران۔ زانو۔ ساق۔ ہم کہتے ہیں کہ صرف تسمیہ حرفی میں آپ نے یہ ارشاد فرمایا ہے اور تسمیہ لفظی سے متعلق نہیں ہے۔ تسمیہ حرفی و لفظی کا فرق ناظرین کو اون مثالوں سے خود بخود معلوم ہو جاوے گا جو اسی بیان میں آگے آئیں گی۔

لیکن تسمیہ حرفی میں بھی ان اشاروں کا انحصار لازمی نہیں ہو اس لئے کہ اور اشاروں سے بھی استادوں نے کام لیا ہے جو لطیف ثابت ہوئے ہیں جیسے چشم بد دور کا تسمیہ خارجی تمثیل نمبر ۱۲ میں ہے جو ذیل میں آئے والی ہے بہر حال لطافت شرط ہے ورنہ تسمیہ بے لطافت بیچ ہے۔ اور باوجود لطافت تسمیہ کو غیر تسمیہ پر ترجیح نہیں الّا بحالت خاص جیسے کہ تمثیل ۱ و ۲ و ۸ و ۹ و ۱۰۔ وغیرہ۔

اشارہ تکرار کا تذخلہ ایسا ہونا چاہیئے جیسے سرادوت۔ اور اشارہ رخ

اس طرح ہو جیسے رخ النور سے عیان ہے یا رخ۔

اشارہ لب۔ جیسے لب عالم سے یہ دعا نکلی۔ اس ترکیب میں ایک عمل تو یہ ہو سکتا ہے کہ لب عالم سے (ع) کا تذخلہ ہو۔ اور دوسرا عمل

اس سے زیادہ لطیف یہ ہے کہ لب عالم کے سالم اعداد سے دعا کے اعداد خارج کر کے باقی ماندہ عدد مادہ تاریخ کی تکمیل میں محسوب کریں۔ لب کی عوض زبان یا نوک زبان کا اشارہ بھی متحسن ہو۔

اشارہ تاج ایسا لطیف ہو جیسا کہ تاریخ تیشیل (۱) میں یعنی اگر اس تاریخ میں تاج پر نور سے پ کے عدد بغرض تدخلہ لین تو ایسا تدخلہ لطیف ہو گا۔ اگرچہ مویخ نے اس تاریخ میں تاج پر نور کے سالم اعداد کو کاہل ہم نے اشاروں کی صراحت مزید بغرض تفہیم کی ہے اور روشن خیال مورخین کے لئے اسی قدر اشارہ کافی ہے۔

لائق مصنف کی آخری رائے سے ہم متفق نہیں ہیں یعنی الفاظ پنج حرفی میں حرف اول و چہارم کے لئے جو اشارے بیان ہوئے ہیں اون کی مثال ہماری نظر سے نہیں گزری اور نہ فن معائنہ حرف دوم کو روشنی گلو کتف۔ کہا گیا ہے اور نہ حرف چہارم سے۔ آن۔ زانو۔ ساق۔ مراد لی گئی ہے۔ اور سچ یہ ہے کہ ایسا تعبیر دل چسپ بھی نہ ہو گا۔

تاریخ گوئی میں عمل تدخلہ متحسن نہیں ہو۔ اور مجبوری کی حالت میں کیا جاتا ہے۔ اگرچہ بعض استادان فن نے اس کو نہایت لطافت کے ساتھ استعمال کیا ہے تاہم تاریخ مستقل کو اسپر ترجیح ہے۔ اس لئے کہ مادہ غیر مستقل غیر کا محتاج ہو جاتا ہے۔ ہم ذیل میں ایک لطیف تعبیر کی مثال پیش کرتے ہیں جس کو خود ہم نے ملک معظم قیصر ہند کے جشن تابوشی میں لکھا ہے۔ اور یہ ایک مکمل قصیدہ کا انتخاب ہے۔

(نمبر ۱)

جب تلک نخل میں ہو بیوں کی خلقت قائم	نخل اقبال شہنشاہ رہے سرسبز مدام
صنعت تعبیه جب تک فن تاریخ میں ہے	تاج پر نور کو بیو + فرق شہنشاہ پہ قیام

(فرق شہنشاہ کے اعداد ۱۰۴۰ پر (تاج پر نور) کے اعداد ۸۶۲ بڑھانے سے ناچوشی کا سنہ حاصل ہوتا ہے جو ۱۹۰۲ عیسوی ہے۔
اسی طرح ایک موت کی تاریخ میں ہم نے تعبیه داخل کیا ہے۔ اور مرثیہ ناچشی کا انتخاب حسب ذیل ہے۔

(نمبر ۲)

تاریخ اوہ تعبیه گوید سرورش غیب	خیر النساء حیاتو شہ انبیا رسید
روح الامین بگفت کہ بنگر مریش	خیر النساء بدرگہ جل علا رسید

(نوٹ) خیر النساء۔ نواب غلام غوث خان بہادر والی کرناٹک کی بی بی تہین جن کی وفات ۱۳۱۱ھ ہجری میں واقع ہوئی تھی۔ جس کی یہ تاریخ ہے۔
بعض مورخین نے مصع سالم میں تاریخ لکھی ہے اور صرف ایک حرف یا لفظ سے تعبیه کیا ہے۔ ملاحظہ ہوں تو تاریخ ذیل۔
(نمبر ۳ تاریخ کتاب اشارات بعیش)

خوش آمد بے خوشامد چون اشارات	مذاع برادیش صد دل و جان
خرد با چشم بعیش گفت سالش	پسند خاطر معنی پسند ان

اس تاریخ میں مولو خ نے چشم بعیش یعنی ب کے دو عدد دس و تھم

کیا ہے جس کو تاریخ مصرع کے ۱۲۶۳ کے ساتھ ملائیے ۱۲۶۵ عدد حاصل ہوتے ہیں
اور یہی سنہ تالیف کتاب ہے۔
کسی شاعر نے تاریخ کہی ہے

(نمبر ۴)

بصدق دل	نوشتم مصرع سال	مبارک باد این جشن عروسی
۲۲۸		$۱۰۳۰ + ۲۲۸ = ۱۲۵۸$

الفاظ صدق دل کے ۲۲۸ عدد مصرع تاریخ میں شریک کرنے سے سنہ مطلوب
۱۲۵۸ حاصل ہوتا ہے۔

مندرجہ ذیل تاریخ عربی کا ذکر آزاد بلگرامی نے سجدہ المرجان میں بضمین ترجمہ
مولانا احمد التانیسری فرمایا ہے جس میں ایک نئی قسم کا تذخلہ ہے۔

(نمبر ۵)

صارفکری مستعیناً واحداً	واقعتی تاریخ	فتح قریب
-------------------------	--------------	----------

یہ مادہ تاریخ امیر تیمور کی فتح الہند کا ہے جو سنہ ہجری میں واقع ہوئی
شاعر نے فتح قریب میں ۸۰۰ عدد پائے اور ایک کی کمی کو واحد سے پورا
کیا۔ اور یہاں لفظ واحد سے شاعر کا مقصد صرف ایک عدد ہے اور اس قسم کا
تذخلہ حسن میں داخل ہے بادی النظر میں ایسا تذخلہ لفظ واحد کے کامل اعداد سے
سمجھا جاوے گا۔ جب کہ مورخ نے صرف معنی سے تذخلہ کیا ہے تو اس کا اشارہ
مصرع اول میں ضرور تھا۔

مندرجہ ذیل تاریخ میں تذخلہ ایک نئے ڈھنگ پر ہوا ہے۔

(نمبر ۶)

<p>سنینش از لب افضل شنیدم</p> <p>۱۲۸۱ = ۱ + ۱۲۸۰</p>	<p>عطاے باغ از محبوب سبحان</p>
<p>لب افضل سے الف مراد ہے۔ سوئخ نے ایک کی کمی کو بذریعہ تذخلہ پورا کیا</p> <p>تایخ ذیل میں تذخلہ کی ایک جدا نشان ہے</p> <p>(نمبر ۷)</p>	
<p>با جان ادب سروش سال تایخ</p> <p>۱۲۶۰ = ۴ + ۱۲۶۴</p>	<p>گفتا شب گشت بندگان عالی</p>
<p>یہ نواب کرناٹک کی تقریب شب گشت کی تایخ ہے جو افضل الشعرا</p> <p>شیرین سخن خان راقم مغفور نے لکھی تھی۔ جان ادب یعنی (د) کے عدد سے</p> <p>ماڈہ کی بہرتی ہوتی ہے۔</p> <p>ہم نے تذخلہ کی متحدہ و متشلیں محض اس غرض سے پیش کیں کہ ہر ایک میں تذخلہ</p> <p>کارنگ جدا ہے۔ شائقین فن اون کے ملاحظہ سے واقف ہو جاویں گے کہ تذخلہ</p> <p>کس کس ٹوہنگ سے کیا جاتا ہے۔</p> <p>اب ہم ذیل میں تخریج کی چند مثالیں پیش کرتے ہیں۔ استادان فن کا قول ہے</p> <p>کہ تفاریب تہنیت کی تواریخ میں تخریج سے ہرگز کام نہ لینا چاہیے۔ اس لئے کہ</p> <p>تخریج غیر محمود مانا گیا ہے۔ خوشی کے مواقع غیر محمود طریقہ کا استعمال نامناسب ہے</p> <p>کسی استاد نے تایخ ذیل میں کیا اچھا تخریج کیا ہے۔</p> <p>(نمبر ۸)</p>	
<p>تخریج آگاہ من التخریج</p>	<p>قد خرج الروح عن المرضی</p> <p>۱۲۶۴</p>

یہ تاریخ ایک بزرگ کی رحلت پر لکھی گئی ہے جن کا نام (مرضی) تھا۔ مرضی کے عہد ۱۲۵۰ ہین۔ اور رحلت ۱۳۵۰ میں واقع ہوئی تھی لہذا مورخ نے روح کے اعداد ۲۱۴ سے تخرج کیا اور بے شک ایسا تخرجہ لطیف ہے۔
اسی طریقہ پر ہم نے فارسی میں ایک تاریخ لکھی ہے
(نمبر ۹)

گفتم تاریخ اور وان شد	جان از بدن غلام حیدر
-----------------------	----------------------

بدن غلام حیدر کے اعداد و جبل ۱۳۴۹ ہین اور انکی موت ۱۲۹۵ ہجری میں واقع ہوئی تھی لہذا ہم نے لفظ جان کے ۵۴ عدد کا تخرج کیا
تاریخ مندرجہ ذیل میں تخرجہ کی ایک دوسری شکل ہے
(نمبر ۱۰)

کنند گر یہ خلافت بنا نہ افغان	ملائک آہ کشید از دہات احمد خان
-------------------------------	--------------------------------

یہ تاریخ احمد خان بنکاش کی وفات کی ہے جو ۱۱۹۱ ہجری میں واقع ہوئی وفات احمد خان کے عدد ۱۱۹۱ تھے۔ لائق مورخ نے لفظ آہ کے ۶ عدد کا تخرجہ خوبصورتی کے ساتھ کیا ہے۔
اسی طرح تذکرہ مرآۃ النہال مؤلفہ شیرخان لودی کی تاریخ کلہ پستانے تخرجہ کے ساتھ لکھی ہے۔
(نمبر ۱۱)

این چمن زار یکہ مرآۃ النہال شگفتہ اند	دار و احسن معانی یک جہان رنگ کمال
---------------------------------------	-----------------------------------

صورت تاریخ انجاش تو ان بے پردہ ہیں
اگر تامل پرودہ پر دار و مرآۃ النہال
۱۳۱۳

مرآۃ الخیال کے اعداد ۱۳۱۳ھ میں جن میں سے لطافت پسند مویخ نو پر وہ کے ۲۱۱ عدد کا تخریج کیا ہے جس کے بعد ۱۱۰۲ عدد بیچ رہتے ہیں جو مساوی ہیں سنہ تالیف کتاب کے۔

حضرت راقم مغفور استاد مؤلف نے ایک حوض کی تاریخ لکھی ہے جس میں تخریج کی نئی صورت ہے۔ (وہ ہذا)
(نمبر ۱۲)

چوتیار گردید در حسانہ باغ	پئی بخم دین خوشما حوض آب
سفنش چشم بدو راقم بگفت	زہ چشمہ چون چشمہ آفتاب

مصرع تاریخی کے اعداد ۱۲۶۱ھ میں جن میں سے مویخ نے چشمہ بد یعنی ب کے دو عدد کا تخریج کیا ہے جس سے ۱۲۵۹ عدد باقی رہ جاتے ہیں جو سنہ تعمیر کے مساوی ہیں۔

مندرجہ ذیل تاریخ میں تخریج کی ایک نئی شکل ہے۔ یہ بھی حضرت اقم کی تاریخ ہے۔
(نمبر ۱۳)

زمین شہر فنا میں ممتاز	چون راہی جادہ فنا شد
بے پایے شکیب ساش از دل	ممتاز بہشتیان نہا شد

ممتاز بہشتیان کے عدد ۱۲۵۶ھ میں اور موت ۱۲۵۷ھ ہجری میں واقع ہوئی تھی لہذا شاعر نے پائے شکیب یعنی ب کے دو عدد سے تخریج کیا۔

صاحب ہفت قلزم نے ایک تاریخ کا ذکر کیا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت مبارک پر کسی عجمی نے لکھی ہے۔ اس کا تخریج بھی پسندیدہ

ہے۔ وہ ہونا		(نمبر ۱۴)
سال نقاش خرد و تعمیہ گفت	از محمد زمانہ خالی شد	
<p>زمانہ کے عدد ۱۰۳ ہیں اور محمد کے عدد ۹۲۔ پس ۱۰۳ سے ۹۲ کا تخریج کر لیں ۱۱ باقی رہ جاتے ہیں اور یہی سال ہجری ہے رحلت مبارک کا۔ شائقین فن جبل کو اپنی بصیرت بڑھانے کے لئے تخریج کی اس قدر مثالیں بہت کافی ہیں جو کہ ہم نے پیش کیں اور وہ تخریج اور تدخلہ محض پیرے جوئے چڑانے کا حکم رکھتا ہے جیسے سرآہ یا سردرد سے کیا جاوے یا سرخم خاج کیا جا تخریج ہو یا تعمیہ ایسی لطافت کے ساتھ ہونا چاہیے جس سے ہمیشہ دوسنی پیدا ہوں۔ ایک عام معنی بلا لحاظ تخریج یا تدخلہ اور دوسرے خاص معنی بلحاظ تدخلہ یا تخریج۔ اسی کی مثال اشلہ متذکرہ صدر کی بعض تاریخین ہیں۔</p>		
<p>اب ہم ذیل میں تیسری قسم کی بھی چند مثالیں پیش کرتے ہیں جن میں تدخلہ اور تخریج دونوں کا عمل ہوا ہے تلخیص ذیل کے مصنف لغت خان عالی ہیں</p>		
(نمبر ۱۵)		
زہق الباطل ست و جارا الحق	معنی منتع شاہ عالم گید	
سال تار بخش از خرد جستم	این چندین گفت عقل خوش تقریر	
بوا الحسن داشت جا بجا رحل	بدش کردان میان تفتیر	
چون برون رفت او بجا شل شست	شاہ اورنگ زیب عالم گیر	
<p>چار رحل کے عدد ۲۸۲ ہیں جن میں سے بوا الحسن کے عدد ۱۵ کا تخریج کرنا چاہیے۔ اور باقی ماندہ ۱۲۵ عدد کو مصرع تاریخ کے ۹۷۳ عدد میں داخل</p>		

کرنا چاہیے مجموعہ ۱۰۹۸ ہوا اور یہی سنہ مطلوب ہے۔

والہو داغستانی نے اپنی تالیف تذکرۃ الشعرا کی تاریخ اسی طریقہ پر لکھی ہے جو کہ ۶۱۱ھ ہجری میں لکھا گیا وہ ہوا ہذا

(نمبر ۱۶)

این تذکرہ چون طرف ذرا سے دل شد	ناریخش راز دل خرد و سائل شد
گفتار ریاض الشعرا رفت خزان	در وی چو بہار سرزده داخل شد

ریاض الشعرا کے اعداد ۱۶۱۳ سے خزان کے اعداد ۶۵۸ کا استخراج کیا جائے تو ۹۵۵ بیچ رہتے ہیں پہرا عدد لفظ بہار ۲۰۸ میں سے بلحاظ الفاظ سرزده (ب) کے ۲ عدد کم کر کے باقی ماندہ ۲۰۶ کو ۹۵۵ میں داخل کریں تو ۱۱۶۱ عدد حاصل ہو تو زمین ہم کہتے ہیں کہ یہ عمل لطیف ہے۔ محاورہ دانان زبان فارسی اس تاریخ کی داد دیگر اسی قسم کی ایک تاریخ فوت رہنے ہی لکھی ہے جس کو ذیل میں عرض کرتے ہیں

(نمبر ۱۷)

بندہ سال حلت خیر النساء بیگم نوشت	شد بگلزار جہان روزیکہ دنیا را گزشت
-----------------------------------	------------------------------------

خیر النساء بیگم کے عدد ۱۰۲۴ میں جنکو گلزار جہان کے ۳۶۲ میں بقاعدۃ دخل شامل کرنے سے مجموعاً ۱۳۸۶ ہوتے ہیں جس میں سے دنیا کے عدد ۶۵ کو خارج کرنے سے ۱۳۲۱ باقی رہتے ہیں اور یہی سنہ وفات ہے۔

اسی قسم کی ایک تاریخ بتقریب مسند نشینی والی سلطنت آصفیہ مولوی عبدالقادر ناظمی طابہر تخلص نے لکھی ہے جو ذیل میں عرض کی جاتی ہے۔

(نمبر ۱۸)

۹۸۷	افضل الدولہ چو از تختہ دکن	۵۶۷	راہی ملک عدم گردید ۵
۱۳۸۲	کردار اقبال بر جایش جلوس	۱۳۸۲	میر محبوب علیخان بادشاہ

تخت دکن کے عدد ۱۳۸۲ میں جن میں سے افضل الدولہ کے عدد ۹۸۷ خارج کئے جاوے تو ۲۸۷ باقی رہتے ہیں پہر ان اعداد باقیہ کو مصرع چارم کے اعداد ۱۳۸۲ میں ترکیب کریں تو مجموعہ ۱۸۶۹ ہوتا ہے اور یہی سال عیسوی طلوع ہے واضح ہو کہ اگر کسی مادہ تاریخ میں تسمیہ کی جبکہ الفاظ سے نظر آئے اور فی الاصل وہ تسمیہ نہ ہو بلکہ کل اعداد مادہ سے تاریخ حاصل ہوتی ہو تو اس تاریخ کو غلط نہیں کہہ سکتے جیسا کہ مرزا دبیر مغفور کی رحلت کی تاریخ میر اسماعیل حسین میر نے لکھی ہے۔

۱۰۶۹	گفت تاریخ وفاتش را غیر اشکبار	۱۰۶۹	عقل بے دل سدرہ بے جبریل منبر بے دیر
------	-------------------------------	------	-------------------------------------

اس تاریخ کو ہم اس کے اشعار بالائی کرساتہ خاتمہ کے دوسرے حصہ میں نقل کیا ہو صاحب شخص تسلیم نے چارے موع پر سخت حملہ کر کے فرمایا ہے کہ یہ تاریخ غلط ہے اس لئے کہ مضمون خود کہہ رہا ہے کہ عقل سے دل کو خارج کرو اور سدرہ جبریل کو اور منبر سے دبیر کو اور اگر ایسا کیا جاوے اور سالم مصرعہ کے اعداد مجموعہ نہ ہوں تو صرف ۱۰۶۹ عدد حاصل ہوتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ مضمون تخریج کا متقاضی ہے۔ ہماری رائے میں حملہ اعتراضی قابل افسوس ہے لائق موع نے بہت اچھی تاریخ لکھی ہے۔

بات یہ ہے کہ ہر ایک ترکیب کو اگر تداخل اور تخریج کے خیال سے دیکھا جائے تو کچھ نہ کچھ اشارہ اس میں پایا جاوے گا۔ مثلاً اگر کسی شاعر نے یہ مصرع لکھا

کہ (ع) مسرت سے کہی تاریخ میں نے پڑ تو اس کو ہم اسپر مجبور نہیں کر سکتے کہ لفظ مسرت کے سالم عدد کو مادہ تاریخ میں خواہ خواہ داخل کر ولیکن اگر فی نفسہ مادہ تاریخ میں اس قدر عدد کم ہیں اور مورخ نے لفظ مسرت سے تذخلہ کیا ہے تو کہا جاوے گا کہ تذخلہ لطیف ہے تاریخ متذکرہ بالا کی بالکل یہی شکل ہے اور حضرت تسلیم کا اعتراض درحقیقت ہٹ دہری سے کم نہیں ہے اس لئے کہ مورخ نے مصرع اول میں کوئی اشارہ تخریج کا نہیں کیا ہے جس کے لحاظ سے مادہ کے مصرع میں خواہ خواہ بال کی کہاں نکالنے کی ضرورت ہو۔ فافہم۔

(۷) باعتبار تصنیف | باعتبار تصنیف یہی تاریخ کی دو قسم ہیں (۱) تاریخ مصنفہ مورخ۔ (۲) وہ تاریخ جو مورخ کی مصنفہ نہ ہو۔ اور تاریخ کا سپرہ مورخ کے قائم کرے۔ ہم کو پہلی قسم کی تعریف بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ صرف دوسری قسم کو ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔

یہہ۔ وہ تاریخ ہے جو کسی استاد کے مشہور مصرع یا ضرب المثل یا حدیث شریف یا آپہ کلام اللہ پاک سے حاصل ہو۔ اگرچہ اس قسم کی تاریخ میں مورخ کو کلام پر ملکیت کا حق حاصل نہیں ہے۔ لیکن اہل جمل نے اس قسم کی تاریخوں کو نہایت وقعت کی نگاہ سے دیکھا ہے اور عموماً اعلیٰ یہ رہا ہے کہ جس مصرع کی شہرت عام اُس کے مصنف کے نام سے نہ ہو اُس کے متعلق ذکر کر دینا چاہیے کہ فلان استاد کے کلام سے ہم نے تاریخ پیدا کی ہے۔ ضرب المثل یا حدیث پاک یا آیہ قرآنی کی نسبت اس صراحت کی ضرورت نہیں ہے۔ استادان فن کا قول ہے کہ ایسے مادوں میں خفیف سالفی تصرّف اصل کلام کے مقابلہ میں باغراض تکمیل عدد

جائز ہے بشرطیکہ اس تغیر کے بعد بھی سامع کا خیال سنتے ہی اصل کلام کی جانب رجوع ہو جائے۔

اب ہم ذیل میں ایسی چند تاریخیں بطور تمثیل مدیہ ناظرین کرتے ہیں۔
آزاد بلگرامی نے تذکرہ یدِ بصری میں لکھا ہے کہ نور جہان بیگم نے دم واپسین میں اپنی موت کی تاریخ ایک مشہور مثل سے پیدا کی۔ وہ یہ تھا۔

تم عاجز و درتہ خاک شد	فلک گفت خنکیم جهان پاک شد
-----------------------	---------------------------

ہم نے ایک خاص واقعہ پر اس کی تاریخ اے باد صبا این جمہ آورده است۔ سے لکھی تھی۔

کسی بزرگ نے تاریخ وفات غازی الدین حیدر بادشاہ لکھنؤ صاحب ذیل لکھی ہے۔

گشت تاریخ مصرع استاد	امی با آرزو کہ خاک شد
----------------------	-----------------------

کسی استاد نے (آیہ کریمہ) اولک مع الدین الغم اللہ سے ۹۵۰ھ پیدا کر کے تاریخ لکھی ہے۔

اور ایک بزرگ کے مزار شریف پر ہم نے اُن کی رحلت کی تاریخ (آیہ کریمہ) جنات عدن یدخلونہا (۱۲۸۴ھ) میں کندہ دیکھی ہے۔

اسی طرح ایک مسجد کی تاریخ (آیہ کریمہ) یا ایہا الذین آمنوا رکعوا وسجدوا (۱۲۹۶ھ) ہجری ہمارے مشاہدہ سے گزری ہے۔

علی ہذا حیدر آباد کی مسجد افضل گنج کی تاریخ ۱۸۶۶ھ ہجری (آیہ کریمہ) و امرا ملک بالصلوة واصطبر علیہا میں ہے۔

میر عبد الرشید تھوی صاحب فرہنگ رشیدی نے جلوس اور گاہک کی تاریخ جو ۶۸ ہجری میں واقع ہوا ایک آیت قرآنی سے حاصل کی ہے۔ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم۔

ایک بزرگ کی تاریخ موت (۱۱۹۵) حدیث نبوی حاش حیدر مات شہیداً سے پیدا کی گئی ہے۔ جیسا کہ صاحب شخص تسلیم نے ذکر کیا ہے۔

(۱) باعتبار بیان ۱ باعتبار طرز بیان تاریخ کی ۳ قسم ہیں (۱) بیان واقعی (۲) بیان بذر یحہ کنایہ یا استعارہ وغیرہ (۳) دعائیہ۔ قسم اول وہ تاریخ ہے جس میں کسی تقریب یا واقعہ کا بیان بغیر کسی بہالغہ یا بہرتی کے صاف الفاظ میں کیا جائے جیسے مندرجہ ذیل تاریخیں ہیں جنکو ہم نے لکھا ہے۔ یہ تاریخ ایک مرثیہ کا انتخاب ہے

وہ محسن وہ مہدیٰ یلخانیان بہادر	ہوئے آج افسوس دنیا سے خصیت
کہی انس کی تاریخ منکر و لائے	قیامت ہوئی پاپے مہدی کی رحلت

یہ تاریخ فارسی بھی ایک تاریخی مرثیہ کا اقتباس ہے۔ ولہ

ثبت کن سال و فاقش بر سر لوح فرار	فائز دارا بقایم گردید سر سالار جنگ
تاریخ ذیل ایک ہمارے دوست کی تقریب شادی پر لکھی گئی ہے۔	

لومیان آج چڑھی بیل منڈھے	آرزو پوری ہوئی کیجیو حسین
عقد ہوتے ہی کہا ہا لطف نے	کتھا ہو گئے الطاف حسین

تاریخ ذیل ایک تعمیر سے متعلق ہے۔ ولہ

ہمایون راجہ بہگوان سنگھ ذمی مراتب	بنا کی اک عمارت دل کشا دربار ناہیان
دلالتے عرض کی تاریخ نعمت بر محل سکون	بنا الکن محل پر فیضاً سرکار ناہیان

تاریخ ذیل خود ہمارے فرزند کی ولادت کی تاریخ ہے۔		
خداوند البشکر نعمت تو ان سخن گفتن		بکام خود در سدا لطف عامت آرزو مند
بجوش اعتراف محبت گوید و آسائش		خداے بے نیازم را و چاہی نعمت فرزندے
ہم نے ایک قسم کی متعدد مثالیں صرف نوعیت مختلفہ کی وجہ سے پیش کیں تاکہ طالبان فن محل کو بیان واقعی کا مطلب اچھی طرح سمجھ میں آئے۔		
دوسری قسم بذریعہ کنایہ یا استعارہ وغیرہ ہو اگرچہ اس قسم کی بعض تاریخوں میں کنایہ یا استعارہ کی وجہ سے لطف سخن دو بالا ہو جائے لیکن اس کا درجہ بیان واقعی سے کبھی بڑھ نہیں سکتا۔ ہم اس کی کامل صراحت محاسن تاریخ کے بیان میں کریں گے انشا اللہ۔		
تواریخ ذیل اس قسم کی مثال ہیں۔		
سال ولادتش ز عطار و شنیدہ ام	و لا	گوئی کہ آفتاب تہا برآمدہ
کلفت زودہ خاطر مہش گفت	ز کا	ہے ہے ہر شام شمع مردہ
تاریخ بخت نون معما گفتسم (شمس یغیر) نور شہید قرآن یافتہ با ماہ تمام		
ہم اس تاریخی معنی کو بیان صنائع تاریخ میں حل کریں گے انشا اللہ۔		
قسم سوم (دعائیہ تاریخ) اسے وہ تاریخ مراد ہے جس میں واقعہ تاریخی کا اشاء صرف دعائیں ہو۔ جس کی مثال ماڈہ ہائے ذیل سے واضح ہے۔		
کیا خوب کہیں میں نے رعا عقد کی تاریخ		زہرہ کا قرآن مہر فلک کے ہو مبارک
جستہ سال ولادت رقم زند متقی		طلوع نیز برج شریف ہمایون باد
و لا سال وفات اور رقم زد		خدا یا عاقبت محمود باد

(۳۱) محاسن تاریخ کا بیان

محققین فن جمل نے تاریخ کے محاسن کا ذکر کیا ہے اور شائقین فن جمل کو نصیحت کی ہے کہ ان کی توجہ اس پر مائل رہے کہ جس قدر ہو سکے محاسن تاریخ کا لحاظ رکھیں ہم ذیل میں محاسن تاریخ کی تفصیل کرتے ہیں۔ ہماری اس کتاب کا یہ بیان درحقیقت ایک معیار ہے جس سے مؤرخ کے نتیجہ فکر کی خوبی اور منزلت دریافت ہو سکتی ہے یعنی ایک تاریخ جو ہمارے روبرو رکھی ہے اس کی نسبت ہم اس بیان کی مدد سے یہ بات معلوم کر سکتے ہیں کہ وہ کس پایہ کی تاریخ ہے کتنے محاسن میں جمع ہیں۔

محاسن تاریخ کے قرار داد کا سپرہ درحقیقت متاخرین ہند کے سر ہے۔ تصانیف و رسائل میں بہت کم اس کا ذکر ہوا ہے۔ ہمارے مرحوم استادوں کا صدقہ ہے کہ ہم ان سے واقف ہو کر آج اس کتاب میں اس کا ایک مستقل بیان قائم کر سکے۔ ممکن ہے کہ بعض محاسن مقررہ انہیں بزرگوں کی ایجاد ہو جیسا کہ بعض محاسن کو متاخرین محقق نے قائم کیا ہے۔

شائقین فن جمل اس کو بے بنیاد سمجھ کر بے توجہی نہ فرمادیں اور مقال سے بحث نہ کریں بلکہ اپنی نازک خیالی کو مقال پر محمول کریں (ع) متاع نیک ہر دکان کہ باشد ڈ جب فہم سلیم ہر امر کے ماننے کے قبل اس کے ہر ایک پہلو پر نظر ڈالنے اور نتیجہ اخذ کرنے کے لئے موجود ہے تو پھر محاسن سے قطع نظر کرنا گویا سہل انگاری کا عادی بننا ہے۔

(الف) میرے استاد مولوی غلام حسین مغفور بگڑامی المتخلص قدر فرماتے تھے کہ

ماڈہ تاریخ مشور پر منظوم کو ترجیح ہے۔ اگر کسی مخصوص عبارت یا آیہ قرآنی یا حدیث نبوی یا کسی مشہور مثل سے ماڈہ حاصل ہو تو حتی الوسع کوشش کرنا چاہیے کہ اسکو کسی نہ کسی بحر مطبوع کے قالب میں داخل کریں اور تبدیل ترکیب وغیرہ کے ساتھ اس خاص مقصد میں کامیابی حاصل کی جائے اور بہ درجہ لاچار می غیر مطبوع بحر بھی۔ نشر فضیلت کہتی ہے لیکن تبدیل ترکیب میں اس بات کا لحاظ رہے کہ محاورہ اور زبان کے لطف میں فرق آنے نہ پائے۔

اس خاص مقصد کے لحاظ سے موتی کو فن عروض میں بھی کچھ نہ چھوڑا پیدا کرنا چاہیئے اور ہماری رائے میں اس خاص ضرورت کے لئے زبان اردو میں اُستاد موصوف کی تالیف قواعد العروض بہت مفید اور جامع کتاب ہے جس کی سلاست بیان نہایت میرے الفہم ہے۔ یا اُستادی مولانا موسوی محمد حسین خان شیرین سخن۔ راقم۔ کی تالیف میزان الاشعار۔ سے کام لینا چاہیئے یہ کتاب آخر الذکر اگرچہ زبان فارسی میں لکھی گئی ہے لیکن سلیس عبارت میں مختصر مفید کا حکم رکھتی ہے۔

(ب) میرے اُستاد شفیق! افضل الشعر شیرین سخن خان مولانا موسوی محمد حسین راقم تخلص میر مجلس مجلس مشاعرہ نواب کرناٹ کی تاکید تھی کہ ماڈہ تاریخ منظوم حتی الوسع مصرع سالم میں لکھا جائے۔ جس قدر اُستادان فن سے ہکولات کا اتفاق ہوا ہم نے اون سب کو اس کلیتہ سے اتفاق کرنے جوے پایا۔ غور کرتے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ وہ ماڈہ جو مصرع سالم میں ہوا ان الفاظ خارج از ماڈہ سے مقرر ہوتا ہے جو تکمیل مصرع کے لئے ناگزیر لانے پڑتے ہیں۔ نیز اگر کوئی شخص

صرف مادہ کو لوح مزار پر کندہ کرنا چاہیے تو ایسا مصرع جو تمام تر مادہ تاریخ کا حامل ہو کسی دوسرے مصرع کا محتاج نہیں ہوتا۔ جو مادہ مصرع سالم میں نہیں ہوتا اس کا شمار منظوم مادوں میں نہیں ہوتا جو محاسن تاریخ کی پہلی قسم ہے۔

(ج) ہمارے استاد افضل العلماء مولانا مولوی سید علی مغفور لکھنوی کا کل شخص کل ارشاد ہر وقت ان کی مبارک تصویر کو ہماری آنکھوں کے روبرو رکھتا ہے کہ محاسن تاریخ میں زیادہ خیال رکھا جاوے کہ مادہ تاریخ سے واقعہ زیر تاریخ اور اس شخص کا نام ظاہر ہو جس کے متعلق تاریخ لکھی گئی ہے اور بیان واقعہ اس جلی کے ساتھ ہو کہ مادہ تاریخ کسی صراحت مزید کا محتاج نہ ہو۔ اس کی مثال خود دیکھا مصرع ہے۔ (ع) فائز دار البقا گردید مصر سالار جنگ (۱۳۰۰ ہجری)

آپ ہی کا قول ہے کہ مجبوری کی حالت میں جزو نام ہی کافی ہے جیسی خود ہماری تاریخ ہے (ع) جہان بگداشت بیچارہ جہانگیر (۱۶۹۹) بعض مواقع میں خصوصیات کے لحاظ سے جزو نام سالم نام پر فضیلت رکھتا ہے جیسے ہماری تاریخ (ع) قیامت ہوئی بے ہمدی کی رحلت (۱۳۲۵) اگر اس موقع پر سالم نام یعنی (ہمدی علی) شریک مادہ ہوتا تو معنوی لطافت کم ہو جاتی۔

ہمارے استاد مغفور کا قول تھا کہ اسی کا نام اصطلاح جل میں بیان واقعی اور بیان واقعی کو کل اقسام تاریخ پر ترجیح ہے اس لئے کہ بیان واقعی کا مادہ تاریخ جس میں واقعہ کی صراحت باظہار نام صاحب واقعہ ہوتی ہے۔ اُسی واقعہ کی مخصوص تاریخ ہوتی ہے برخلاف اون تاریخوں کے جن میں یہ پابندی نہ ہو۔ جن کو اُس کے مماثل اور واقعات سے بھی متعلق کر سکتے ہیں۔

مثلاً اگر کسی موقع میلاد پر سو رخ نے یہ مادہ لکھا کہ گوی کہ آفتاب تیسرا بار آمدہ
یا کسی سانحہ موت پر لفظ (مغفور) سے سنہ برآمد کیا تو ایسا مادہ بوجہ تعمیم
مضمون تقریب و سانحہ مخصوصہ سے خاص نہیں سمجھا جاسکتا اس لئے کہ ایک
سنہ کے متعدد تقاریب و ولادت یا سوانح موت میں انہیں مادوں کا استعمال
ہو سکتا ہے اس لئے کہ ان میں نام صاحب تقریب و واقعہ نہیں ہے اور نیز یہ
مادے اور مصرعون کے محتاج ہیں جن میں صاحب تقریب کا نام یا واقعہ کا
بیان کیا گیا ہو۔

بعض محققین فن کا قول ہے اور ممکنہ اس سے اتفاق ہے کہ بادشاہوں
کے تقاریب غل صحت میں بیان واقعی سے کام لینا ترک ادب ہے ایسے مواقع پر
مادہ تاریخ میں بصراحت نام صرف و عادی بنا چاہیے جس میں ترقی عمر و اقبال یا
رؤ بلا کا مضمون ہو۔ یا غل صحت پر مبارکباد۔

ایک محقق نے سچ کہا ہے کہ بیان واقعی میں صاحب واقعہ یا صاحب تقریب
کی منزلت کا لحاظ ضرور رکھا جائے۔ مثلاً ایک وکیل صاحب کی وفات کی تاریخ
(ع) مقصود علیٰ نویدہ رحلت افسوس بہت صاف اور عمدہ تاریخ ہے جس میں
نام مرحوم اور واقعہ رحلت نہایت صاف نقطوں میں بیان ہوا ہے۔

لیکن ایک بادشاہ امیر کی وفات کی تاریخ ایسے الفاظ میں زیادہ قابل تعریف نہ سمجھی جاسکتی
بلکہ ایسے مواقع کے لئے ایسا مادہ زیادہ قابل تعریف ہو گا جس میں جنت یا اس کے
مائل الفاظ ہوں۔ جیسا کہ ہم نے ذاب مختار الملک مغفور وزیر اعظم حیدر آباد کے
لئے لکھا تھا یعنی (ع) سیر گلزار جنان بگزیدہ سر سالار جنگ۔ اس تاریخ کی نسبت

کہنے والے کہہ سکتے ہیں کہ اس میں بیان واقعی نہیں ہے اور ایک حد تک ان کا کہنا صحیح
لیکن صاحب واقعہ کی منزلت کے لحاظ سے اہل جمل نے اس کو بھی بیان واقعی ہی
قرار دیا ہے۔

قدر بلگرامی کی رائے تھی کہ بیان واقعی میں الفاظ زائد سے بالکل پرہیز
کرنا چاہیئے لیکن مولوی سید علی کامل اس کے مخالف تھے آپ فرماتے تھے کہ میں
صرف بہرتی کے الفاظ کا مخالف ہوں صفات میں مناسب اور موزون الفاظ
کا بڑا نا خصوصاً علمائے ارامہ کی تاریخوں میں کہیں قابل اعتراض نہ ہوگا بلکہ بغیر
اون الفاظ کے وہ تاریخ پہیلی کہلائے گی۔ حضرت مدوح نے ہمارے اس ماڈ کو
چل دیئے دنیا سے باعزاز رفت یا رنگ بہت پسند فرمایا اور تحریر اہم کو
مطلع کیا کہ اس دوسرے مادہ تاریخ ماے دنیا سے گئے خورشید جاہ کے
تقابلہ میں پہلا ماڈ بہتر ہے اور ساتھ ہی فرمایا کہ دوسرے ماڈ کی خوبی میں کچھ
کلام نہیں ہے۔ لیکن اگر کچھ اعزاز سی الفاظ اس میں ہوتے تو زیادہ پر لطف ہوتا
حضرت کامل کا قول ہے کہ اگر صاحب واقعہ یا تقریب کا نام یا جزو نام
کثیر الاعداد ہو اور سنہ ہجری کی ایسی تاریخ نہ لکھی جاسکتی ہو جس میں نام یا جزو
نام کا لانا ممکن ہو تو ایسی سخت مجبوری میں ترک نام یا جزو نام سے مناسب یہ ہے
کہ سنہ ہجری کو ترک کر دو اور عیسوی یا شمست یا اور کسی سنہ میں تاریخ لکھ جو جس کے
اعداد میں صاحب واقعہ کا نام یا جزو نام داخل ہو سکتا ہو۔

آپ ہی نے فرمایا ہے کہ اگر مادہ تاریخ میں سالم نام نہ آسکے اور جزو نام
خوبصورتی سے متعل نہ ہو سکے تو کم سے کم اس قدر کوشش کی جائے کہ الفاظ نام

کوئی خاص اشارہ اسکی جانب ہو جس سے معاصرین فوراً پہچان جاویں کہ یہ تالیف
فلان شخص سے متعلق ہے۔ یا واقف لوگ عنوان تالیف کی مدد سے مادہ کی خوبی و رشتہ
کر سکیں۔ جیسا کہ مولف کتاب نے اپنے چچا محمد نواز خان کی رحلت پر دعائیہ تالیف
کہی ہے۔ خدا یا عاقبت محمود بادا۔ یا استاد داغ کی رحلت کی تالیف ہے۔
ہے وہ داغ دیے گئے دل پر۔

(۵) ہمارے استاد مسطور لڑا ب فیض الملک داغ دہلوی اگرچہ فن جمل میں بڑے
پایہ کے شخص نہ تھے اور وہ خود ہماری ہر ایک تالیف کی اصلاح کے وقت اس کا ذکر
فرمایا کرتے تھے لیکن سبحان اللہ زبان کے متعلق آپ کی اصلاح کا کیا کہنا۔ آپ نے
ہمارے بعض اون مادہ ہائے تالیف کو کاٹ کر پھینک دیا جن کی ترکیب میں مبتدا
خبر و رپڑی ہوئی تھی اور ہمیشہ فرمایا کرتے تھے کہ حسن کلام یہ ہے کہ مبتدا خبر
بہت قریب ہو۔ ہمارے بعض تاریخی مادوں کی ترکیب آپ نے پلٹ دی اور انکی
رواق دو بالا فرمادی اور تعقید الفاظ کے آپ ہمیشہ مخالف رہا کرتے تھے۔
آپ کی تاکید تھی کہ با محاورہ الفاظ کا لحاظ رکھا جائے اس لئے کہ خوبی یا
درجہ سب پر مقدم ہے۔ آپ فرماتے تھے کہ عمدہ مضامین نقصان زبان کی وجہ
خاک میں مل جاتے ہیں اور کم درجہ کا مضمون بھی خوبی زبان کے ساتھ چمکا پڑتا ہے
آپ ہی کا قول تھا کہ اگر کسی مادہ میں زبان کی خوبی ہو اور صاحب واقعہ کا
نام نہ آسکے تو ایسا مادہ اس مادہ پر فائق ہوگا جس میں صاحب واقعہ کا نام ہو
مگر زبان کا لحاظ نہ کیا گیا ہو۔

(۶) استادان فن جمل نے بالاتفاق کہا ہے کہ محاسن تالیف میں سب سے بڑی چیز

یہ ہے کہ مادہ تایخ بدون تذخلہ و تخرجہ ہو۔ تاکہ معبر تایخی کسی دوسرے کا محتاج نہ رہے۔ بعض نے کہا ہے کہ صرف تایخ موت میں اعداد لفظ جان یا روح یا روح یا روح کا تخرجہ اعداد نام متوفی سے متعین مانا گیا ہے اور ایسی تایخ بے تخرجہ تایخ سمر بہتر مانی گئی۔ جیسے (ع) قد خرج الروح عن المرئی ۱۴۵-۱۴۶-۱۴۷-۱۴۸-۱۴۹-۱۵۰ حضرت کامل مغفور کا قول تھا کہ اگر متوفی کے نام کے اعداد سال مطلوب سے بڑھے ہوئے ہوں تو خود بخود اس کا فیصلہ ہو جاتا ہے کہ مادہ تایخ میں مرحوم کا نام داخل نہ ہو سکے گا اور اس مجبوری کی حالت میں مادہ تایخ کی بڑی خوبی فوت ہو جائے گی۔ پس اس قسم کے تخرجہ کے بغیر چارہ نہ ہو گا اور ایسا لطیف تخرجہ جیسا کہ مثال بالا میں گزرا تایخ کو محاسن تایخ کی تعریف سے خارج نہ ہونے دے گا۔

(و) استادان فن جمل کا قول ہے کہ مادہ تایخ میں حتی الوسع بہرہ کی الفاظ آنے نہ پائیں۔ مادہ کی تکمیل کے لئے مربوط الفاظ سے کام لینا چاہیے جو فشا تایخ کے خلاف نہ ہوں اور مضمون سے مناسبت رکھتے ہوں۔ مثلاً موت کی تایخ میں افسوس یا آہ یا ہتہات اور اسی قسم کے الفاظ یا صاحب تقریب یا صاحب واقعہ کے صفات۔ مثلاً اس مادہ میں لا مردنیہ ہے گئے خورشید جاہ دے کا لفظ بے محل نہیں ہے اور مناسب وقت بھی ہے اور عمر کی حالت میں بولا جاتا ہے۔ اسی طرح اس مادہ فارسی میں لفظ آئے۔ سالار جنگ وائے جہان فنا گزاشت۔ لیکن جو مادہ بہرہ کی الفاظ سے پاک و صاف ہو اور اسکو ہر حالت میں اور مادہ و نیر ترجیح ہے۔ جیسے کتھا ہو گئے الطاف حسین

اس خاص باب میں حضرت کامل کی زائے ہم حرف ج پر عرض کر چکے ہیں حاصل یہ ہے کہ صفات مدوح و صاحب تاریخ میں مناسب الفاظ کا لانا سچ بہتر نہ معلوم ہو تحنات سے ہر ایک کسی واقعہ کے متعلق الفاظ مناسب و متعلقہ واقعہ کا استعمال مستحسن مانا گیا ہے۔

(ن) متقدمین کے پاس محاسن تاریخ میں یہ بات داخل تھی کہ تاریخ ہجری سے مخصوص رہے لیکن متاخرین نے اس سے اختلاف کیا ہے وہ فرمایا کرتے ہیں کہ سنہ کی خصوصیت محض فضول ہے بلکہ بعض مواقع میں ناخوشگوار اور نامناسب ہو جاتی ہے۔ واقعہ یا تقریب کی مناسبت کے ساتھ سنہ کا تعلق ہونا چاہیے مثلاً اگر ایک اسلامی سلطنت میں جہاں سنہ ہجری مرتب ہے کسی مسلمان کے لئے تاریخ لکھی جائے تو اس میں سنہ ہجری ہی کا لحاظ رہے یا اگر کسی ہندو کے لئے تاریخ مفصود ہے تو اس کا فہرہ بھی سنہ اولیٰ ہے۔ اسی طرح عیسائیوں کے لئے عیسوی سنہ اور پارسیوں کے لئے سنہ نوروز۔ یا اگر کسی خاص مقام پر کل اقوام میں ایک ہی سنہ رائج ہے تو اسی سنہ میں تاریخ کہنا زیادہ مناسب ہے ہم اس کتاب کے خاتمہ میں حقیقت سنہ کو ہی مختصر طور پر لکھیں گے جو کہ شائقین فن جمل کے لئے دل چسپی سے خالی نہ ہوگا۔

(۴) صنائع و بدائع تاریخ کا بیان

بیان عام | صنائع و بدائع بلاغت سے اگرچہ اکثر صنائع و بدائع کا استعمال تاریخ میں ہو سکتا ہے لیکن تاریخ کے صنائع و بدائع ہی مخصوص ہیں جن کو ہم ذیل میں عرض کرتے ہیں۔ اور ہمارا یہ بیان اقسام مبنیہ ذیل پر صنائع کا اخصار نہیں کرتا

بلکہ صرف اسبق در صنائع اس میں بیان ہوئے ہیں جن کا تذکرہ یا تو محققین جمل ذکر کیا یا عملاً رائج ہیں۔ اور ہم کو اس بات کا افسوس ہے کہ صنائع کی تاریخ کہ کون سی صنعت کس کی ایجاد ہے متحقق نہ ہو سکی۔

(۱) صنعت عامۃ الورود | صنائع تاریخ سے یہ صنعت نہایت لطیف ہے۔ اس کو عامۃ الورود اس لئے کہا گیا ہے کہ ہر ایک حرف یا ہر ایک لفظ یا ہر ایک جمل یا ہر ایک مصرع یا ہر ایک شعر مطلوب سے اس صنعت کی بدولت تاریخ مطلوب حاصل ہو سکتی ہے۔

بعض محققین جمل کی رائے میں یہ شعبہ تاریخ ہے بعض نے اس کو حسن الصنائع کہا ہے اور بعض نے اس کو سہل الممتنع سے موسوم کیا ہے۔ بڑی حیرت اسکی ہے کہ جن کتابوں سے ہم نے اس کتاب کی تالیف میں مدد لی ہے ان میں سے کسی کتاب میں اس صنعت کا ذکر نہیں ہے نام خود بتلا رہا ہے کہ اس کے مجدد عربین یا ہمسو یہ نعمت غیر مترقبہ ہمارے قوم کے ایک قابل فخر محقق جمل مولانا مولوی ابو جعفر محمد عبدالقادر طائر تخلص سے ملے جن کا پایہ فن جمل میں بلند ہے اور جو دکن کے اہل جمل میں ایک سربراہ و رہنما شخص ہیں جن کے خاندان میں جمل کا علم اباً عن جد چلا آتا ہے۔ یہ عربی الاصل ہیں انکو اس صنعت کا سبق ان کے والد ماجد سے ملا اور ان کو ان کے بزرگوں سے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ صنعت عربی رسائل قدیمہ سے حاصل کی گئی ہوگی۔ لیکن اس فن کی قدیمت سے آج رسائل قدیمہ عرب پر وہ خفایا ہیں اور زبان فارسی کا لٹریچر اس سے خالی اور اردو زبان میں براے نام اس کی جو باس رہ گئی ہے لہذا اس فن کی ایسی لطیف چیزیں صرف عالم

فن کے سینوں میں رگنوں میں اور جو کچھ باقی ہیں وہ علم سینہ بن چکی ہیں اور سینہ بسینہ چل آتی ہیں۔ ہمارے مہربان مولوی عبدالقادر ظاہر اگر کریم النفس نہ ہوتے تو آج یہ نعمت اس کتاب کے ذریعہ سے پہلک کی نذر نہ ہو سکتی۔

اس صنعت کا استعمال جس سنہ میں مقصود ہو یعنی جس سنہ کی تاریخ اس صنعت میں درکار ہو اول اسکو ایک کاغذ پر لکھنا چاہیئے اور پہر ایک ایسے عدد پر اس کو تقسیم کرنا چاہیئے جس پر اعداد سنہ بلا کسر تقسیم ہو جائیں۔ اور پہر مقسوم علیہ اور حاصل تقسیم دونوں کو محفوظ کر لینا چاہیئے۔ یہی دونوں اس صنعت کی بنیاد ہیں۔

مثلاً ہم چاہتے ہیں کہ سنہ ۱۳۲۵ ہجری میں ایک تاریخ اس صنعت میں لکھیں تو ہم نے ۱۳۲۵ کو ۵ پر تقسیم کیا تو ۲۶۵ حاصل ہوئے اور کوئی کسر نہ بچی پس ہم نے ۲۶۵ کو محفوظ کیا اور اس کا نام الف رکھا۔ اسی طرح مقسوم علیہ یعنی (۵) کو بھی محفوظ کیا اور اس کا نام ب رکھا۔ اور ان دونوں اعداد الف و ب کا نام جمل میں عدد بنیاد دی ہے۔ اگر سنہ مطلوب کے اعداد کسی ایسے عدد پر تقسیم نہ پاسکتے ہوں جس میں کسر نہ پکے یا ہم کو یہ مقصود نہ ہو تو کسرات حاصل شدہ کو بھی محفوظ کر لینا چاہیئے اور اسکو (ج) سے موسوم کرنا چاہیئے۔ اس حالت میں (ج) بھی الف اور ب کے ساتھ عدد بنیاد میں داخل ہوگا۔ مثلاً اگر ہم ۱۳۲۶ کو ۱۰ پر تقسیم کریں تو حاصل تقسیم ۱۳۲ ہوگا اور ۶ کی کسرات بچ رہے گی تو ۱۳۲ کا نام (الف) ہوگا اور ۶ کا نام (ب) اور ۶ کا نام (ج) اور یہ تینوں اعداد بنیاد دی ہیں۔

فرض کرو کہ ہم ایک ولادت کی تاریخ کسی مولود کے نام سے مثلاً ۱۳۲۵ میں حاصل کرنا چاہتے ہیں اور نام (حامد) ہے تو سب سے پہلے حامد کے اعداد ۵۳ پر ۱۳۲۵ کا اضافہ کیا

تو سب کا مجموعہ ۱۳۷۸ ہوا پہر اس مجموعہ کو ایک ایسے عدد پر تقسیم کیا جس کی کسرات
 احادیث پنج رہی۔ یہ امر بالکل ہمارا اختیاری ہے کہ جس عدد پر چاہیں ۱۳۷۸ کو
 تقسیم کریں۔ مثلاً ہم نے ۵ پر تقسیم کیا تو ۳ کی کسرات بھی اب اس ۳ پر ہم نے ۱۲
 بڑھائے اور پہر مجموعہ سے ۱۰ اکٹھا کئے۔ ہمارے اس عمل جمع و تفریق کا مطلب یہ تھا
 کہ ان عملوں کے بعد جو کچھ پنج رہے وہ (ب) عدد بنیادی کے مساوی ہوا اور پہر
 فی ذہن الموضح رہنا چاہیئے۔ پہر اس کو ۲۶۵ سے ضرب دیا تو سنہ مطلوب حاصل
 ہوا۔ یہاں تک جس قدر ہم نے عملاً سمجھایا ہے وہ بہت کچھ ہے شائق صنعت کو بیشتر
 سے کام لینا چاہیئے اور اعداد بنیادی کو ہمیشہ مخفی رکھنا چاہیئے۔
 اصل مقصد کو مخفی رکھ کر اعمال تقیم و جمع و تفریق سے کام لینا یا اور کچھ
 اعمال حسابی کا اس میں شریک کرنا موضح کی فراست پر موقوف ہے۔ مثلاً ہم آج
 مقصد کو دوسری شکل میں بیان کرتے ہیں یعنی لفظ حامد کے اعداد ۵۳ پر ہم نے
 ۲۶۵ کو بڑھایا (سمجھ رکھو کہ یہ عدد بنیادی الف ہے) پہر مجموعہ ۳۱۸ کو ۶ پر ضرب
 دیا تو حاصل ضرب ۱۹۰۸ ہوا جو سنہ عیسوی ہے۔ پہر اس میں سے ۱۶۴۳ کو
 گھٹا دیا اور حاصل تفریق کو پانچ پر ضرب دیا تو سنہ مطلوب یعنی ۱۹۲۰
 حاصل ہوا۔

پہر ہم اصل مقصد کو ایک تیسری شکل میں بیان کرتے ہیں کہ لفظ حامد کے
 اعداد ۵۳ کو ۱۹۰۸ عیسوی کے ساتھ جمع کیا مجموعہ (۱۹۶۱) کو دس سے ضرب دیا تو
 ۱۹۶۱۰ ہوئے اور مجموعہ کو ۵ پر تقسیم کیا تو ۳۹۲۲ حاصل ہوئے اور اس میں سے
 ۳۷۹۰ کو خارج کر دیا تو ۱۳۲ باقی رہے اور حاصل تفریق کو ۱۰ سے ضرب دیا پہر حاصل

ضرب پر ۵ کو بڑایا تو سنہ مطلوب ۱۳۲۵ حاصل ہوا۔

اگر آسان طریقہ سے اس صنعت کو کام میں لانا چاہو تو لفظ یا حرف مطلوب کا عدد حاصل کرو پھر اس کو ۳۲ پر ضرب دو حاصل ضرب پر ۲۰ کا اضافہ کرو پھر جو عدد ۱۵ پر تقسیم کرو اور جو کسرات بعد تقسیم بچ رہیں ان کو ۲۶ پر ضرب دو تو سنہ مطلوب ۱۳۲۵ حاصل ہوگا۔ اور یہ عمل جمع و ضرب و تقسیم کی ہدایت صرف موضح کی ہدایت پر مبنی ہے جس نے سنہ ۱۳۲۵ ہجری کے لحاظ سے اس کا قاعدہ قائم کر رکھا ہے۔ اگر کسی دوسرے سنہ میں تاریخ مقصود ہوگی تو وہ قواعد صنعت کے لحاظ سے ان اعمال میں بھی ترسیم کر سکتا ہے۔

اس کا اصلی گڑ اعداد بنیادی کا ضرب ہے اور اس کو ہیشیاری اور حاضر مزاجی اور روشن خیالی سے کام میں لانا استاد فن کا کام ہے۔ جس موضح کو علم حساب میں ید طولی ہوگا وہ اس صنعت میں صرف اسی بیان کے پڑھ لینے سے کامیاب ہوگا جس کو حساب میں دخل نہیں ہے اوس کو استاد فن کے سمجھانے کی ضرورت ہوگی (۲) صنعت خاصۃ الوجہ

یہ صنعت درحقیقت حق سبحانہ تعالیٰ کی قدرت کا نمونہ ہے کہ اس نے اپنے بندوں کو کیسے کیسے علوم سکھلائے ہیں اور ان کے ذریعہ سے کس قدر دسترس اور قدرت ان کو حاصل ہوئی ہے۔

اس صنعت کی تخصیص صاحب واقعہ کے نام سے ہر معنی ہر صاحب واقعہ کا وجود واقعہ تاریخی کا منظر ہے خواہ وہ نام کسی زبان کا ہو یعنی صاحب واقعہ مسلمان ہو یا عیسائی یا ہندو یا پارسی اوس کے نام کے کسی ایک حرف یا مجموعہ حروف کے اعداد سے تاریخ واقعہ حاصل ہو سکتی ہے بشرطیکہ اس کے ساتھ اظہار

واقعہ کا بھی اشارہ ہو۔ مثلاً میلاد ہے تو میلاد زید یا موت ہے تو موت زید یا شادی ہو تو نکاح زید یا اور کوئی واقعہ ہو تو اسی قسم کا ایک مختصر سا اشارہ اس کے ساتھ کر کے بقاعدہ صنعت خاققہ الوجود اس نام اور اشارہ کے سالم اعداد سے تاریخ حاصل کریں جس کو مورخ پر ظاہر کرنے کی ضرورت نہیں ہے عجیب بات یہ ہے کہ کسی اشارہ کی تخصیص بھی نہیں ہے یعنی نکاح زید ہی کہنے کی ضرورت نہیں بلکہ اختیار ہے کہ نکاح زید کہیں یا زید کی شادی یا زید کا عقد یا زید کی کہ خدائی یا اور کوئی اشارہ جس سے زید کی تقریب کا اظہار ہوتا ہو۔

قادران فن و حاکمان جمل نے کہا ہے کہ سائل جس کو تاریخ کی طلب ہو خود اپنے ذہن میں الفاظ بالا فرض کر لے اور ان کے مجموعی اعداد صحیحہ سے مورخ کو آگاہ نہ کرے پہر ان اعداد کو اپنے ہی ذہن میں مضاعف کرے پہر مورخ سے سوال کرے مورخ بلحاظ سنہ مطلوب صرف ایک عدد بتلا دیگا جس کو اس مجموعہ ذہنی پر بڑھا دیوے۔ پہر اس مجموعہ کی تنصیف اپنے ذہن میں کرے اور حاصل تنصیف سے وہ عدد گھٹا دیوے جو اسے پہلی مرتبہ اپنے ذہن میں بڑھا یا تہا اور جو کچھ اس کے ذہن میں باقی رہ جائے اس کو ایک ایسے عدد سے ضرب دیوے جس کی ہدایت منجانب مورخ ہنوتجہ یہ حاصل ہوگا کہ حاصل ضرب سال مطلوب کا مساوی ہوگا۔

مثلاً خالد کی شادی کی تقریب ہے۔ اور ۱۲۵۰ ہجری سنہ مطلوب ہے تو سائل نے اپنے ذہن میں الفاظ خالد کی شادی کو تجویز کر لیا پہر ان کے مجموعی اعداد صحیحہ کو پڑی ذہن میں رکھا پہر بقاعدہ شد کردہ بالا خود ہی اپنی

میں اون اعداد کی تضعیف کی اور پہر موئخ کے حکم سے اون اعداد پر (۱) کو بڑایا اور
اوس کے مجموعہ کو بھی اپنے ذہن میں رکھا پہر سائل نے حسب قاعدہ بالا اس مجموعہ کی
تضعیف خود اپنے ذہن میں بلا اطلاع موئخ کی۔ پہر اضافہ اولین کو حسب قاعدہ بالا
منہا کیا اور اس کے بعد اعداد فی الذہن کو موئخ کی ہدایت سے ۲۶۵ پر ضرب دیا
تو سنہ مطلوب حاصل ہو گا۔

غور کرنے کی بات ہے کہ موئخ عدد حرف مفروضہ سے محض بے خبر ہے اور جو کچھ
عمل تضعیف و تنصیف ذہن سائل میں ہوا ہے اوس سے بھی بے خبر ہے۔ عدد بقیمانہ
سے موئخ کو اطلاع نہیں ہے پہر کیونکر موئخ کو یہ قدرت حاصل ہوئی کہ اسکو ایک
ایسے عدد پر ضرب دینے کی ہدایت کرے جس سے سنہ مطلوب حاصل ہو۔ یہ کوئی
قدرت یا سمجھ یا نجوم یا جادو نہیں ہے صرف عبور فن و قواعد معینہ کی واقفیت کا
نتیجہ ہے جس سے موئخ کو مافی الضمیر پر واقف ہونے کی دستگاہ حاصل ہوتی ہے۔
اگر فن حساب میں موئخ کامل نہ ہوا اور اس کی طبیعت روشن نہ ہو اور قواعد پر اسکو
عبور نہ ہو تو اس سے اس صنعت پر ہرگز عمل نہ ہو سکے گا۔

افسوس ہے کہ ہم اس صنعت کے ایسے قواعد مدون نہیں کر سکتے اور اس
کتاب کے ذریعہ سے اون کو عام اذہان کے نذر نہیں کر سکتے جن کو پڑھ کر وہ
سمجھ سکیں اور صورت ہائے مختلفہ کا حصہ بھی نامکمل ہے جن کی تدوین میں قواعد
منضبط ہو سکیں لہذا ایک مہشت سالہ جتہری ذیل میں یہ ناظرین ہوتی ہے جس کی
مدد سے من ابتدائے لائے لائے لائے لائے لائے اس صنعت میں موئخ عمل کر سکتا ہے
ہم نے جن قواعد پر اس جتہری کی ترتیب کو مبنی کیا ہے اونکا اس کتاب میں بیان

کر دینا کچھ آسان نہیں ہے اور ہر درجہ کے موترج کو سمجھانے میں کامیاب ہونا بہت مشکل ہے۔ قواعد اس قدر وسیع ہیں اور اعمال حسابی اس قدر کثیر ہیں کہ انکو عبارت میں بیان کرنا ممکن تو ہے لیکن نہایت دقت طلب ہے اور ایک خاص حصہ اس کتاب کا اون کے بیان کرنے میں صرف ہو گا لہذا ہم نے اس جہت میں کوئی چیز سے سلسلہ تک موترجین کے لئے ایک ذریعہ اور وسیلہ اس صنعت پر کام کرنے کا پیش کر دیا ہے۔ سنین آہی و عیسوی و سمت کی مطابقت بھی اسی کے ساتھ عرض کر دی ہے اور یہ بھی ۳۲ سنہ زیادہ مروج ہیں۔ سلسلہ ہجری کے لئے چہتری بے کار ہوگی۔ اگر اس سنہ میں کسی موترج نے محنت شاقہ کو برداشت کر کر اور کوئی جہتری آیندہ سنین کے لئے شائع کر دی تو عام موترجین کو اس سے فائدہ پہونچے گا ہم امید کرتے ہیں کہ سلسلہ کے بعد کوئی نہ کوئی استاد جمل اس کام کو پورا کر دیگا بشرطیکہ وہ بالطبع تنگ چشم نہ ہو۔

واضح ہو کہ جہتری موجودہ میں بمقابلہ سنین صرف دو عدد بیان کئے گئے ہیں (۱) وہ جو موترج کے حکم سے بڑا یا جاویگا۔ (۲) وہ جو میں موترج کے حکم سے ضربی جاگی باقی گلبائے حسابی کے متعلق وہی اہدال عام کافی ہیں جن کی صراحت اوپر ہو چکی ہے جس سنہ کے مقابلہ میں صفر ہے وہ اس بات کی علامت ہے کہ اس سنہ کے متعلق اس صنعت کا استعمال متعذر ہے۔ لیکن جن استادان فن کو اس فن میں عبور کامل اور ید طولی حاصل ہے وہ اون سنین میں بھی اس صنعت کو کام میں لا سکتے ہیں اور یہ بات استادان فن کی قوت تمیزی پر منحصر ہے جس کو ہم لکھ کر نخصین سمجھا سکتے۔

سنت			سنت عجمی			سنت فضلی			سنت یجری		
ضرب	اضافہ	سنت	ضرب	اضافہ	سنت	ضرب	اضافہ	سنت	ضرب	اضافہ	سنت
۳	۲	۱	۳	۲	۱	۳	۲	۱	۳	۲	۱
۴۹۱	۸	۱۹۷۴	۷۷۷	۸	۱۹۰۵	۴۴۹	۶	۷۱۳۱	۲۲۱	۱۳	۷۲۲۱
۳۹۳	۱۰	۱۹۶۵	.	.	۱۹۰۹	۶۵۹	۴	۷۱۳۱	.	.	۷۲۲۱
۹۸۳	۴	۱۹۶۶	۹۵۵	۴	۱۹۱۱	.	.	۷۱۳۱	۱۶۶	۱۶	۷۱۳۱
.	.	۱۹۶۷	۶۴۷	۶	۱۹۱۱	۱۶۵	۱۶	۷۱۳۱	۲۴۳	۶	۷۱۳۱
۱۲۳	۴۲	۱۹۶۵	۲۳۹	۱۶	۱۹۱۱	.	.	۷۱۳۱	۱۳۳	۲۰	۷۱۳۱
.	.	۱۹۶۹	.	.	۱۹۱۱	۶۶۱	۴	۷۱۳۱	.	.	۷۱۳۱
۹۸۵	۴	۱۹۷۱	۹۵۷	۴	۱۹۱۱	.	.	۷۱۳۱	۳۳۳	۸	۷۱۳۱
۶۵۷	۶	۱۹۷۱	۳۸۳	۱۰	۱۹۱۱	۶۶۲	۴	۷۱۳۱	.	.	۷۱۳۱

اس جنتری کے 'خائے' ۲ کا عدد صنعت عاتقہ الورد کے عدد بنیادی ب کا مضاعف ہے۔ ہمارے اس اشارہ سے شائقین جمل کو اس جنتری کی تیاری میں بہت کچھ مدد مل سکتی ہے۔

جن سنہین کے مقابلہ میں صفر ہے اور ان میں صنعت خاتقہ الورد ہی ستر بیچ لکھنا مقصود ہو تو۔ طالب فن اوس وقت کامیاب ہو سکتا ہے جب وہ جنتری کے حقائق سے آگاہ ہو کر جنتری تیار کرنے کی صلاحیت حاصل کرے۔ اور یہ صفت مشق پر موقوف ہے۔

نیز یہ بھی ممکن ہے کہ اوس سنہ کے مطابق دوسرے سنہ سے کام لیا جائے مثلاً ۱۳۲۳ ہجری میں تاریخ نہ لکھ سکے تو ۱۳۲۴ فصل میں لکھی جائے یا ۱۹۶۵ شمست سے کام لیا جائے۔

(۳) صنعت مقطوعہ ترتیبی | صنعت مقطوعہ ترتیبی وہ صنعت ہے جس میں حروف تاریخی کے اعداد جدا جدا ایک سطر میں ترتیب کے ساتھ لکھے جا دیں اور بغیر میزان دینر کے سنہ مطلوب حاصل ہو۔ جیسا کہ نواب عبدالباری خان توحید مدراسی نے ہمارے آقائے ولی نعمت دام ظلہم کی سالگرہ چہل سالہ کی تاریخ لفظ (جسلی) سے پیدا کی ہے جسلی زبان انگریزی کا لفظ ہے اور ایسے ہی تعاریب کے لئے متعمل ہر اور اردو میں بھی یہی لفظ بولا جاتا ہے۔ پس لائق مویخ نے چاروں حروف لفظ جسلی کے اعداد

بصنعت مقطوعہ ترتیبی و بسط تنزل عددی تاریخ چاہل فوائی ہر ج پ ل ی پ ل ی بسط تنزل عددی کی وجہ سے عشرات کا صفر جاتا رہا۔ اور مقطوعہ ترتیبی کی وجہ سے ۱۳۲۳ حاصل ہوا۔ واقعی یہ بڑی عمدہ اور لطیف تاریخ ہے۔

اس کو بلحاظ اجتماع صنعتیں۔ مجمع الصنائع بھی کہہ سکتے ہیں جو صنائع تالیخ کی ایک خاص قسم ہے۔

شیخ عبد الجلیل بلگرامی نے فتح ستارہ گڈہ کی تالیخ بھی اسی صنعت میں لکھی ہے جس کا ذکر پیغام علی آزاد نے فرمایا ہے۔ و ہو ہذا۔

چو شاہ ابہام زیر خنصر آورد	بور داسم اعظم در شمارہ
زائنگستان شہ برتد ابہام	برابر چار الف کرم نظارہ

چار الف کو یا اس کے اعداد کو جو مثلاً بک حرف الف ہیں مقطعتہ ترتیبی کے قاعدہ سے لکھتے تو سنہ مطلوب ۱۱۱۱ ہجری حاصل ہوتا ہے۔

رسائل سبوق الذکر میں اس صنعت کا کوئی تذکرہ نہیں ہے۔ ہم فراموش استادمہ جل قدر بلگرامی نور اللہ مرقدہ سے اس صنعت کا یہ نام سنا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ اس کے موجد عجم ہیں۔

(۴) صنعت تجميع | یہ وہ صنعت ہے جس میں صرف چند الفاظ مناسب واقعہ جمع کر دینے سے سال مطلوب حاصل ہوتا ہے۔ استاد ی مولوی سید علی کامل تخلص فرماتے تھے کہ اس کے موجد صرف اہل ہند ہیں۔ اس صنعت میں بعض تاریخین تو ہماری نظر سے گزری ہیں لیکن اس نام کو پہنے کسی رسالہ میں نہیں پڑا۔ کسی استاد نے اسی صنعت میں ایک موت کی تالیخ لکھی ہے۔ و ہو ہذا۔

بسال موت ستارون زمانہ	آٹاٹ و مال و زر آمد فراہم
-----------------------	---------------------------

لفظ آٹاٹ کے عدد ۱۰۰۲ ہیں اور لفظ مال کے عدد ۱ اور لفظ زر کے عدد ۲۰ ان سب کا مجموعہ ۱۲۸۰ ہے اور یہی سال وفات ہے۔

صاحب مخض تسلیم نے بذیل (مخترعات بندہ) اسی قسم کی ایک تاریخ لکھی ہے جس کو صرف صنعت سے موسوم کیا ہے۔ و ہونڈا۔

طبع و حرمان گرفت و حال شد مقبول ہیم | دل پسند در گشت و سینہ را بگزیدم

اعداد لفظ طبع (۸۱) و حرمان (۲۹۹) و حال (۳۹) و ہیم (۵۲) و دل (۳۳) و درد (۲۰۸) و سینہ (۱۲۵) و غم (۱۰۴۰) کو جمع کرنے سے ۱۸۷۸ ہوتے ہیں اور یہی عیسوی سنہ مطلوب ہے۔

مؤرخین ہند سے اکثر بزرگوں نے اس صنعت میں تاریخیں لکھی ہیں اور متعدد کتابوں میں چپی ہیں۔ صاحب مخض تسلیم کا عنوان غالباً اس ایجاد اور اختراع کی بنیاد ہو گا کہ آپ نے طبع کے لئے حرمان کو پسند کیا۔ اور حال کو ہیم کا مقبول قرار دیا۔ اور دل کو درد کی پسندیدگی عطا کی۔ اور سینہ کو غم کی نذر کیا۔ بے شک اسی سبب نے اس صنعت کو آپ کے مخترعات میں داخل کیا ہے۔ واہ واہ کیا کہنا یہہ آپ ہی کا حصہ تھا۔

(۵) صنعت تضاعف | اس صنعت میں بہت کم تاریخیں ہمارے نظر سے گزری ہیں مگر تاریخ کے اعداد کو دو چند کرنے سے سنہ مطلوب حاصل ہوتا ہے۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ یہ صنعت بھی روشن خیالان اور طباعان ہند کی ایجاد ہے۔

ہماری رائے میں یہ صنعت۔ صنعت تضارب میں من وجہ داخل ہے۔ یعنی اعداد مادہ کو ۲ سے ضرب دینے کا نام صنعت تضاعف ہے۔

حتیٰ چید آباوی کی ایک تاریخ اسی صنعت میں ہمارے نظر سے گزری ہے جس کو ہم ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔

جیب اللہ مسرت سے ہین مخمور مضاعف ہو گیا نور علی نور	مبارک ہو دولہن کی رونمائی ضیائے عرض کی جلوہ کی تاریخ
نور علی نور کے اعداد ۶۲۲ ہین جنگو مضاعف کرنے سے ۱۲۴۴ حاصل ہوتے ہیں اور یہی سنہ مطلوب ہے۔ رفعت حیدر آبادی کی ایک تاریخ بھی چھنے اسی صنعت میں دیکھی ہو وہی	
در بارشہ میں آپ کا رتبہ ہوا بلند ہاتھ نے دی ند کہ مراتب ہو لڑ چہ	سرکار کو ملی ہے و کالت حضور کی جب نذر دی تو شاہ نے تلوار کی عطا
لفظ مراتب کے عدد ۶۴۳ کو دو چند کرنے سے سنہ مطلوب ۱۲۸۶ حاصل ہوتا ہے۔	
(۶) صنعت تناصف مادہ تاریخ کے اعداد کو ۲ پر تقسیم کرنے یا اونکی تنصیف سے سنہ مطلوب حاصل ہونے کا نام صنعت تناصف ہے۔ بعض استادوں نے تنصیف کا عمل کسی مابرج تک کیا ہے جیسا کہ حضرت ناسخ کی ایک تاریخ ذیل میں بیان ہوئی ہے۔	
الغرض اصول صنعت کو سمجھ لینے کے بعد اس میں مزید ندرت کا پیدا کرنا یا ایک تاریخ میں متعدد صنائع سے کام لینا طبع و توجہ کا اختیاری عمل ہے۔ صنعت تناصف کی ایک مثال ہم ذیل میں عرض کرتے ہیں یہ تاریخ ہم نے حیدر آباد میں سنی ہے۔ یہ بات محقق نہ ہو سکی کہ اس کے مؤرخ کون بزرگ ہیں	
خو بعد الکور کے معنی ہوئے سب پر عیان گہٹ کر آد جو رہ گئے بخشی دکار اشدان	جب کمان اتر سی تو سرداری ز فوج ہوئی کی جو فکر جانگزا تاریخ کا بیو گل بجا

بخشی ذکار احمد خان کے اعداد ۲۳۵۰ میں جنکی تنصیف سے ۵۷۱۱ جبراً حاصل ہوئے اور یہی سہ مطلوب ہے۔

طبعزاد ناسخ مغفور	
افاد حکیم از مراتب	تاریخ بطرز نورستہ کن
از حائے حکیم ہشت بگیر	سہ مرتبہ نصف نصف کم کن

ظاہر ہے کہ (ح) کے عدد (۸) میں جب اس کی تنصیف ۳ بار کی گئی تو ۱۲۴۸ ہوئے اور یہی سہ مطلوب ہے۔ اس تاریخ میں صنعت تناصف اور بسط تکسر و وزن سے کام لیا گیا ہے اور بلحاظ صنائع متعدد وہ اسکو محسوس الصنائع کہہ سکتے ہیں۔

چوتھے مصرع میں مرتبہ کا لفظ معنی خیر ہے یعنی ترتیب کے لغوی معنی کے بعد دیگرے لکھتے ہیں اور اصطلاحِ جل میں مرتبہ اوس مقام کا نام ہے جو ایک سطر پر ایک عدد کے بعد دوسرے عدد کو حاصل ہو پس تناصف سہ گانہ کے حاصل کو ایک ہی سطر میں لکھنے کے لئے یہ لفظ اشارہ کرتا ہے۔ اور مرتبہ کے دوسرے معنی بھی اس مصرع میں بیکار نہیں ہیں۔ ہماری رائے میں اس صنعت کو صنعت تناصف مرتب کہنا چاہیے جس میں یہ تخصیص ہے کہ نصف حاصلہ کو ترتیب کے ساتھ ایک سطر میں لکھتے ہیں۔ اور صنعت تناصف کی عام تعریف کے مقابلہ میں اسکو خصوصیت ہے۔

(۷) صنعت تضارب | صنعت تضارب وہ صنعت ہے کہ ایک حرف یا لفظ یا الفاظ کے اعداد کو دوسرے حرف یا لفظ یا الفاظ کے اعداد میں ضرب دینے سے

سنہ مطلوب حاصل ہو۔ کہا گیا ہے کہ یہ صنعت بھجیوں کی ایجاد ہے۔
تاریخ ذیل اقبال استر آبادی سے منسوب ہے جو اسی صنعت میں لکھی گئی ہے

نیا ض زمانہ از من شد	تارست جهان با تم او
اقبال بصنعت تضارب	چار آہ کشید در غم او

لفظ چار کے عدد ۲۰۴ ہیں جن کو عدد آہ ۶ میں ضرب دیتے ہیں ۱۲۲۴ حاصل ہوتے ہیں اور یہی سنہ مطلوب ہے۔

بعض استادان ہند نے لفظ مطلوب کے اعداد کو ایک خاص ہندسہ میں ضرب دینے کا حکم دیا ہے اور ایسی تاریخ بھی من وجہ اسی صنعت میں داخل ہو سکتی ہے جیسا کہ داغ دہلوی نے طوبی آشیان مرزا محمد سلطان فتح الملک شاہ فخر الدین علیہ بہادر گورگان کی تاریخ لکھی ہے۔ و ہو ہذا۔

غیر فتح ملک سلطان چہ بلا ی جان دل شد	دہش مقام جنت ذکر م کریم غف
چو ز داغ سال رحلت دل در مند پسید	بکشید آہ حسرت و دود و از دہ با

اس تاریخ میں استاد نے صرف لفظ آہ کے اعداد (۶) کو ۲۱۲ میں ضرب دیا ہے جس کا حاصل مساوی ہے سال مطلوب ۱۲۷۲ کا۔

ہماری رائے میں الفاظ صحیح چارم اس کے متقاض ہیں کہ (آہ حسرت) کے اعداد تاریخ میں محسوب ہوں۔ لیکن شمار تاریخ میں صرف (آہ) کے عدد محسوب ہوئے ہیں اور یہ نادرک بات شائقین فن جمل کو ملحوظ خاطر رہنا چاہیے۔

(۸) صنعت اعجاز | اعجاز زبان عربی کا لفظ ہے جس کے مراد میں معنی نقطہ و آخرت سے کام لینے کے ہیں۔ صنعت اعجاز فن جمل میں اوس مادہ تاریخ کا نام ہے

جس میں یا تو صرف حروف معجمہ میں لکھا جائے یا پہلے کو چھوڑ کر صرف معجمہ سے تالیف حاصل کی جائے قطعاً تو ایسے ذیل صورت آخرہ کی مثال ہیں۔

تالیف فوت شاعر فوقیہ نام از جناب باقر گیلانی و صنعت اعجام

سال تالیف گفت گیلانی

بود در خلق فوقیہ فائق

ب۔ خ۔ ق۔ ی۔ ن۔ ی۔ و۔ ی۔ ق۔ کے اعداد سے ۱۷۸۳ حاصل ہوتا ہے

تالیف تعمیر بیت الغرامی اہل بیت اہل طبع از جناب مرزا محمد جعفر۔ آج۔ لکھنوی

این معنی بارگاہ یاد شاہ کر بلا

ساخت چون ناموس آغا حیدر جنت مکان

شد بنایت الغراب اہل بیت مصطفیٰ

حرف منقوطلی شمرده آج تالیف خوش نوشت

حروف معجمہ۔ ش۔ ب۔ ن۔ ب۔ ی۔ ت۔ ز۔ ی۔ ب۔ ی۔ ت۔ ف۔

ی۔ ی۔ سال مطلوب ۱۲۸۳ حاصل ہوتا ہے۔

(۹۱) صنعت اہمال | حروف پہلے سے تالیف حاصل کرنے کو صنعت اہمال کہتے ہیں

اس صنعت کو مورخین نے دو طرح پر استعمال کیا ہے۔ بعض نے مادہ تالیف کو متاثر

حروف پہلے سے لکھا ہے۔ اور بعض نے مادہ سے صرف حروف پہلے کو محسوب

کر کے تالیف حاصل کی ہے۔

تالیف ذیل جناب عنایت حسین بگڑامی کی طبع از دہے جو حبل صغیر و وسیع

میں لکھی گئی ہے۔ اور مادہ تالیف کا سالم مصرع صنعت اہمال کی پہلی قسم میں ہے

چرا فضل الہی یافت اکنون صحت کامل

خدیو دادگر سلطان عالم ظل سبحانی

بخوان در بینات و در زبر بے پیش و کم ایل

سنش در قطعہ بے لفظ اندر مصرع آخر

بطرز سہل آورد دم نظم این صنعت مشکل

یکے در بینات آمد و گرسنہ در زبر پیدا

کسے گزین نمط شعری تواند گفت بسم الله	بشاگردی و خط میدهم اسی خسرو عادل
سحر گاهم دعا الحمد لله کارگر آمد	که آمد سرویہ اسلام با آرام دل حاصل
معا در مصراع مع ملک اعداد سال آمد	سرو سروید و ہر اہل کمال و مالک عادل

(۱) مصرع آخرین کے زیر میں بھی ۱۲۶۹ موجود ہے اور بیانات سے بھی ۱۲۶۹ حاصل ہوتا ہے۔ جس کی صراحت ہم نے نقشہ ذیل میں کی ہے۔

زبر	س	ر	و	س	ر	د	ا	ر	د
اعداد	۴۰	۲۰۰	۶	۶۰	۲۰۰	۴	۱	۲۰۰	۴
بیانات	ین	ا	او	ین	ا	ال	لف	ا	ال
اعداد	۶۰	۱	۷	۶۰	۱	۳۱	۱۱۰	۱	۳۱

زبر	ہ	ر	ا	ہ	ل	ک	م	ا	ل
اعداد	۵	۲۰۰	۱	۵	۳۰	۲۰	۴۰	۱	۳۰
بیانات	ا	ا	لف	ا	ام	اف	یم	لف	ام
اعداد	۱	۱۱۰	۱	۱۱۰	۴۱	۸۱	۵۰	۱۱۰	۴۱

زبر	و	م	ا	ل	ک	ع	ا	د	ل
اعداد	۶	۴۰	۱	۳۰	۲۰	۷۰	۱	۴	۳۰
بیانات	او	یم	لف	ام	اف	ین	لف	ال	ام
اعداد	۷	۵۰	۱۱۰	۴۱	۸۱	۶۰	۱۱۰	۳۱	۴۱

میزان حروف زبر ۱۲۶۹ میزان حروف بیانات ۱۲۶۹

تایخ ذیل جناب مرزا محمد جعفر آج کلہنوی کی طبع زاد ہے جو کسی بزرگ کی حلیت
بصنعت اہمال قسم دوم میں لکھی گئی۔

گفتم بحروف مہملہ سال	در قصر ارم نمود آرام ✓
----------------------	------------------------

(۱۰) صنعت سروری و ملفوظی و مکتوبی | صنعت سروری وہ صنعت ہے جو
صرف حروف سروری کے شمار کرنے سے مادہ تایخ پیدا کرے۔
حروف سروری بقول صاحب ہفت قلزم - ب - ت - ث - ج - خ - ر -
ط - ظ - ف - ہ - ی - ہن - جن کے تلفظ میں صرف حرف الف اور ک
ساتھ زیادہ کیا جاتا ہے۔ اسی طرح - ا - ج - د - ذ - س - ش - ص - ض
ع - غ - ق - ک - ل - کا نام حروف ملفوظی ہے۔ اور م - ن - و - کو
صاحب ہفت قلزم نے مکتوبی نام رکھا ہے۔ پس اگر مادہ تایخ صرف
حروف ملفوظی یا مکتوبی میں لکھا جائے تو اس کو صنعت ملفوظی یا مکتوبی کہتے ہیں
ایک شادی کی تفسیر پر ہم نے تایخ ذیل صنعت سروری میں لکھی ہے جو بدیہ
ناظرین کی جاتی ہے۔

در صنعت سروری گفتم سنہ شادی	خورشید فلک راشد مسعود قرآن ماہ ۱۲۹۵ھ
-----------------------------	--------------------------------------

مصرع آخر سے ہم نے صرف - خ - ی - ف - ر - ہ - کو محسوب
کیا ہے۔ اور اس مصرع میں حروف سروری یہی ہیں۔

(۱۱) صنعت تحریک | صنعت تحریک وہ صنعت ہے کہ مادہ تایخ کو صرف حروف متحرک
کے عدد شمار کئے جاویں اور ساکن حروف کو چھوڑ دیں۔ جیسا کہ ہندوستان کے
جناب تمیز شاگرد مرزا جلال نے ایک تصنیف کی تایخ لکھی ہے۔

میرے استاد نے حقیقت میں	یہ رسالہ لکھا عجیب و غریب
فکر تاریخ اسے تمیز جو کی	ماڈہ مل گیا عجیب و غریب
متحرک حروف کو جو لیا	ہوئی تاریخ کیا عجیب و غریب ۱۲۹۳ھ
<p>مورخ نے اس ماڈہ تاریخ سے صرف - ک - ع - ج - خ - ر - کو محسوب کیا ہے۔ ہماری رائے میں واو بھی محسوب ہونا تھا اس لئے کہ اس کا شمار اس مصرع میں حروف متحرک میں ہو گا نہ ساکنہ میں۔ صاحب افادہ تاریخ نے پہلی اس صنعت کا ذکر فرمایا ہے۔ اس کے موجد اور مخترع غالباً اہل ہند ہیں۔</p> <p>(۱۲) صنعت تسکین صنعت تسکین - صنعت ماضیہ کا عکس ہے یعنی صرف حروف ساکنہ سے تاریخ حاصل کرنے کو صنعت تسکین کہتے ہیں۔ ہماری رائے میں غالباً یہ صنعت بھی طباع مورخین ہند کی ایجاد ہے۔ کلام عرب و عجم میں اس کی کوئی مثال نہیں ملی۔ ایک مورخ دکن نے اس صنعت میں کیا خوب تاریخ لکھی ہے۔</p>	
ہجان سے چلا - بندہ نیک ذات	کرم اس پر کر اے غفور الرحیم
ملی حرف ساکن سے تاریخ فوت	خدا بخش کو بخش دے اے کریم
<p>اس ماڈہ تاریخ میں جو سنہ عیسوی میں لکھا گیا جو صرف حروف ساکنہ یعنی ا - خ - ش - و - خ - ش - ی - ی - ی - م - کے عدد محسوب ہوئے ہیں جو مساوی ہیں ۶۰ عیسوی کے۔ (افادہ) ہماری رائے میں اس بات کا اظہار مصرع سوم میں ضروری تھا کہ یہ تاریخ سنہ عیسوی میں لکھی گئی ہے۔</p> <p>ماڈہ تاریخ حروف ساکن سے حاصل ہوتا ہے مورخ نے حرف ساکن کا ایش کیا ہے۔ ہم کہیں کہیں اس قسم کے نوٹس بطور (افادہ) صرف اس لئے کر رہے ہیں</p>	

کہ طالبین و شائقین فن کو پیراہی نہ ہونے پائے اور امثلہ پیش شدہ کی سند پر
اپنے کلام میں غلطی کرنے نہ پادین۔ ہر کو ہر گز حرف گیری مقصود نہیں ہے۔

(۱۳) صنعت مفردہ و مرکبہ | صنعت مفردہ وہ صنعت ہے جو صرف مفرد حروف سے

تایخ حاصل کرتی ہے۔ اسی کو صنعت مفصل بھی کہتے ہیں۔ اور صنعت مرکبہ وہ
جو حروف مرکبہ سے تایخ پیدا کرے جس کو اہل جمل نے صنعت مفصل بھی کہا ہے
اس کے موجد مورخین عجم ہیں۔ مولانا وحشی یزدی نے مثنوی ناظر و منظور کی تایخ
ایک مصرع میں چار صنائع سے حاصل کی ہے۔ وہ ہو ہذا۔

ز آسمان کمال ست آیتے نثر	کتاب ناظر و منظور ہیں کہ ہر بیتش
ازین کتاب کہ در بے مثالیت مثل	چو دریں ولت و اقبال میر سب نظام
دہی نظام در درج درج درج دول	سزد کہ انہی تایخ نظم سے گویم
چہار عقدہ تایخ نے کند مخلص	گرہ کشاے خیالم ز مصرعے کہ گزشت
دوم از انچہ در نیست نقطہ را مدخل	یکے ز جملہ حروف نے کہ داخل نقطہ است
چہارم آنکہ در آئند عکس آن بجل	سوم از ان کلمات کہ واصل اند بہم

منقوط حروف مادہ تایخ میں می ن ظ ج ج ہیں ان کے اعداد
۱۰ + ۵۰ + ۹۰۰ + ۳ + ۳ مساوی ہیں ۹۶۶ کے اور یہی سند مطلوب ہے
غیر منقوط حروف د ۱۵ م د ر د ر د ر س د ر د ول
ہیں ان کے اعداد کا مجموعہ ۴ + ۵ + ۱ + ۴۰ + ۴ + ۲۰۰ + ۴
۲۰۰ + ۴ + ۲۰۰ + ۶۰ + ۴ + ۲۰۰ + ۴ + ۳۰ مساوی ہے ۹۶۶ کا
اور یہی سند مطلوب ہے۔

حروف متصلہ یعنی مرکبہ کے الفاظ (ہے - نظا) سے - ہ - سی - ن
 ظ - ۱ - حاصل ہوتے ہیں جن کے اعداد - ۵ + ۱۰ + ۵۰ + ۹۰۰ + ۱
 مساوی ہیں ۹۶۶ کے اور یہی سہ مطلوب ہے -
 حروف منفصلہ یعنی مفردہ - م - و - ر - ج - س - د -
 ر - ج - و - ل - کے اعداد ۳ + ۳۰ + ۲ + ۲۰۰ + ۲ + ۲۰۰ + ۲۰۰
 ۳۱ + ۲ + ۲۰۰ + ۶۰ + ۳ + ۲۰۰ + ۳ + ۶ + ۳۰ مساوی ہیں
 ۹۶۶ کے اور یہی سہ مطلوب ہے -

یہ بے بہا تاریخ نہ صرف اس خاص صنعت کی مثال ہے بلکہ صنائع کثرت
 سے صنعت نمبر ۸ - اعجام اور صنعت نمبر ۹ - اہمال کی بھی مثال ہے اور
 نیز اس کو مجمع الصنائع کی بھی مثیل خیال کرنا چاہیے جس کا بیان آگے آویگا
 (۱۳۷) صنعت تعریب | صاحب ملخص تسلیم نے اسکا ذکر کیا ہے یہ وہ صنعت ہے
 کہ ماؤذ تاریخ کے کل الفاظ میں اتحاد اعراب کی پابندی کی جاوے یعنی اقو
 ماؤذہ کل الفاظ مفتوح ہوں یا مکسور یا مضموم - ہمارے مین یہ بھی ممکن
 ہے کہ شعر یا اشعار سے صرف مفتوح الفاظ لین جن سے تاریخ نکلے یا صرف
 مکسور و مضموم الفاظ ہی سے تاریخ حاصل کی جاوے -
 ایک بزرگ نے اس صنعت میں خود اپنے دیوان کی تاریخیں لکھی ہیں جن کو
 ہٹم نے ملخص تسلیم سے نقل کیا ہے -

یہ دیوان سارا ہمارا چھپ آیا
 جگر کا ہو دل کا پیارا چھپ آیا

جو سلطان مطایع کا ہر جب و آن
 بُرا یا بھلا الغرض ہے یہ جیسا

گوارا و یا ناگوارا چہپ آیا لبون کا محب دل کا پیارا چہپ آیا خطا کار کا قول پیرا چہپ آیا	خطا اپنی اور سہو کا تب کا جوتہ مناسب یہ جاننا کہ تاریخ لکھوں قبول اس کی تاریخ پر فتح کر کے
	ولہ تاریخ دیگر بقید کسرہ
تعبیل ہوئی لگی نہ کچھ اسپین پر ہر مصرع ہو گیا عد و کو شمشیر صنعت کی طرف تو سن خانہ کو بہر چاہا حرکت نہ آئے کوئی جزیر دل کی تعلیم کس نے کی شعر سے زیر	صد شکر کہ دیوان یہ مطبوع ہوا ہر بیت محب کی خانہ دل میں بسی ماقن نے ندایہ دی کہ تاریخ تو لکھ جب غیب سے یہ حکم ہوا مجھ کو قبول ناگاہ میرے سینے آئی آواز
	ولہ تاریخ دیگر بقید ضمتہ
روشن نگاہ دوستان چشم حسودان بد کو در قید ضمتہ سالین احسن لطیف زور و شور	امین نظم شیرین آفتہ رشد روبرویش شہد کو ہر کس چشد شیرینیش مشہور گرد و شہد غور
تاریخ سوم کے عدد ۹۵۶ حاصل ہوتے ہیں۔ ہم خیال کرتے ہیں کہ شاید غلطی کتابت کی وجہ سے کوئی لفظ غلط چھپا ہو۔	
(افادہ) تاریخ دوم وزن رباعی پر ہے جس میں متاخرین اور متقدمین نے چار مصرعون سے زائد لکھنا پسند نہیں فرمایا اور قواعد عروض کی رو سے پہلے مصرع میں قافیہ ہونا شرط ہے۔	
(۱۵) صنعت ازواج صنعت ازواج وہ صنعت ہے جس میں ایک شعر کے پہلے مصرع سے حروف منقوطہ لین اور اسی شعر یا دوسرے شعر کے پہلے یا دوسرے	

مصرع سے حروف مہملہ لین اور دونوں کے اعداد مجموعی سے سنہ مطلوب حاصل کریں۔ یا

انہیں دونوں مصرعے متذکرہ بالا سے حروف مفردہ و مرکبہ لیکر ان کے اعداد سے تاریخ نکالیں۔ یا

انہیں دونوں مصرعے متذکرہ صدم سے حروف ساکنہ و متحرکہ یا حرف مسروری و ملفوظی یا حرف ملفوظی و مکتوبی یا حرف مسروری و مکتوبی لے کر ان کے اعداد سے تاریخ نکالیں۔

اس صنعت کے موجد مؤرخین عجم ہیں۔ بابر بادشاہ کی وفات کی تاریخ سنجر اصفہانی نے لکھی ہے جس میں صنعت ترصیع کے سوا (جس کا بیان آگے آوے گا) صنعت ازدواج اور اعجام اور اہمال بھی ہے اور اسی تاریخ کو جمع الصناع بھی کہہ سکتے ہیں۔ و ہونہا

واقف احسان عالم مصد لطف الہ	بادشاہ دہر بابر کمال عدل بڑ
۹۳۷ھ	۹۳۷ھ
جاسر فردوس بد بگزید بابر بادشاہ	سال جان اوگزیدن جابغ ووش بگو
۹۳۷ھ	۹۳۷ھ

اس قطعہ تاریخ میں (۱) تو صنعت ترصیع ہے یعنی ہر مصرع کے اعداد مجموعی سے سنہ مطلوب حاصل ہوتا ہے۔

(۲) دوسرا لطف یہ ہے کہ شعر اول کے مصرع اول سے حروف مہملہ لئے جاویں اور اسی شعر کے مصرع ثانی سے حروف معجمہ تو دونوں کے مجموعہ اعداد و صنعت

از رواج سنہ مطلوب حاصل ہوتا ہے۔											
۹۳۷ تیزان اعداد	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱
	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱
	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱
	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱
(۳) تیسرا لطف یہ ہے کہ شعر اول کے پہلے مصرع سے حروف منقوطہ لین اور اسی شعر کے مصرع ثانی سے حروف پہلے۔ تو دونوں کے مجموعہ اعداد سے سنہ مطلوب حاصل ہوتا ہے۔											
۹۳۷ تیزان اعداد	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱
	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱
	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱
	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱
(۴) چوتھا لطف یہ ہے کہ شعر دوم کے دونوں مصرعون سے صرف حروف معجمہ لیں تو ان کے مجموعہ اعداد سے بصنعت اعجام سنہ مطلوب حاصل ہوتا ہے۔											
۹۳۷ تیزان اعداد	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱
	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱
	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱
	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱

(۵) پانچواں لطف یہ ہے کہ شعردوم کے دونوں مصرعون سے صرف حروف مہملین تو اون کے مجموعی اعداد سے بصنعت اہمال سال مطلوب حاصل ہوتا ہے۔

۹۳۷ شیران اعداد	حروف مہملین											
	۰	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱
	۰	۶	۲	۶	۴	۱۰	۱	۴	۲	۶	۱	۱۰
	۵	۱	۲	۱	۲	۱	۵	۴	۲	۱	۴	۱

(۱۶) صنعت معکوس | صنعت معکوس وہ صنعت ہے کہ جب ماڈہ کے حروف کو

اولٹ دین تو صورتی سنہ ظاہر ہو۔ جب نواب سہراب مغزول ہوئے تو کسی استاد نے اس واقعہ کی تاریخ لکھی (ع) کیا چننے نے نوابی سہراب کو اولٹا کر اگر نوابی سہراب کے حروف کو اولٹ دین تو بارہ سی باون کے الفاظ حاصل ہوتے ہیں اور یہ نہایت لطیف اور دقیق صنعت ہے۔ لیکن اس کو فن جمل کہہ بھرتی نہیں ہے بدین لحاظ کہ تاریخ کے اقسام میں صورتی تاریخ کا ذکر ہوتا ہے ہم نے اس صنعت کو بھی بدیہ ناظرین کرنا مناسب خیال کیا۔

(۱۷) صنعت مستحجج | مغز ناظرین کتاب غالباً صنعت سجع سے واقف ہیں جو بلاغت کی ایک قسم ہے۔ یعنی کسی شخص کے نام کو کسی فقرہ یا مصرع میں اس طرح

لانا کہ اس فقرہ یا مصرع کے معنوں کے لحاظ سے وہ نام علم کے طور پر متعلق ہو۔ اہل جمل نے اس صنعت سے صنائع تاریخ میں بھی کام لیا ہے جیسا کہ کسی استاد نے

میرا لکھی بخشش کی رحلت کی تاریخ مصرع ذیل (ع) لکھی بخشش دے اپنے

کو م سے (۱۳۲۲) سے حاصل کی ہے۔ اور اسی تاریخ میں صنعت بسط غریزی بھی ہے

جس کا بیان بعضین بیان (بسط) آوے گا۔		
اس تاریخی مصرع میں (الکھن بخش) کا نام علم کی حیثیت سے نہیں متعل ہوئے		
بلکہ اجزاء علم اپنے خاص معنوں میں متعل ہیں۔		
ہم نے بھی اس صنعت میں اپنے دوست میر قمران حسین مغفور کی حلت پر		
ایک تاریخ لکھی ہے جو ذیل میں مدیہ ناظرین کرتے ہیں۔		
یوم عاشورہ زدنیا شد روان	مؤمن زاکر ثنا خوان حسین	
گفت تاریخ بخش و آسے درمند	نعمت جان کرد قمران حسین	
اسی صنعت کی ایک تاریخ (محمد کالے) نام ایک شخص کی شہادت سے متعلق		
بمگلور میں لکھی گئی ہے جس کو ہم ذیل میں عرض کرتے ہیں۔		
فانی سے ہوا بانی کو روان موت ایسی پہلا ملتی ہے کہاں		
اسنے تو حیات ابد پائی ہے راہ خدا میں جان بے ک		
تاریخ شہادت۔ جیسا ئی۔ جیسی سے سنار و خ اندر نے		
بستان بہشت میں جا پہنچا وہ نام محمد کالے کر		
(۱۸) صنعت ترصیع ترصیع زبان عربی کا لفظ ہے بقول صاحب منہی الارب		
بمعنی درنشا ندن جو ہر در چیز سے و اندازہ کردن و یافتن و تہرئب نیک و سبت		
درنشا ندن چنیرے و شادمانی و خوشدلی کردن و سخن ران بخش بخش کردن و ہر کلمہ		
بہ مقابلہ خود در وزن و روی یکسان۔ اصطلاح اہل جمل میں صنعت ترصیع اس		
صنعت کا نام ہے جو ایک قطعہ یا قصیدے یا مرثیے یا عبارت وغیرہ کے ہر رکن یا ہر		
مصرع یا جملہ سے ایک ہی سنہ یا مختلف سنین کے ماوے پیدا کرے۔		

اکثر محققین و استادان جمل نے اس صنعت میں تاریخین لکھی ہیں۔
 یہ صنعت متاخرین عجم کے اختراعات سے ہے۔ باقر گیلانی۔ سنجر طبرانی۔
 ذکی مراد آبادی۔ قدربلگرامی۔ معنی حیدر آبادی۔ وغیرہ نے اکثر تاریخین اس
 میں لکھی ہیں اور ہم نے بھی اول کی زلہ ربانی کی ہے۔ خاتمہ کتاب کے دوسرے
 حصہ میں اس صنعت کی متعدد مثالیں موجود ہیں۔ بناء علیہ ہم نے اس موقع پر عرض کرنا
 کی ضرورت نہیں سمجھی۔

(۱۹) صنعت ذوات تاریخین | یہ وہ صنعت ہے جو ایک مادہ سے دو تاریخین پیدا کرے

بعض نکتہ پر درون نے دو تاریخی ایک مصرع کو صنعت ذوات تاریخین کہا ہے جیسے
 دو بہائیوں کی موت کی تاریخ (جنہوں نے دوسنوں میں رحلت کی) کسی استاد نے
 لکھی ہے۔ (ع) داغ چکر آن دین بود داغ دگر جو
 ۱۲۲۹ ۱۲۲۹

لیکن ہم کو اس سے اتفاق نہیں ہے۔ اس مصرع کو مصرع ذوات تاریخین
 کہنا تو غلط نہیں ہے۔ لیکن صنعت ذوات تاریخین میں یہ داخل نہیں ہے جس میں ایک ہی
 مادہ سے دو مختلف تاریخوں کا نکلنا شرط ہے۔ جیسا کہ پنڈت بچنا تہ مالک مطبع شر
 ہند نے کلیات منیر کے طبع کا ایک تاریخی دُہرہ لکھا ہے جس میں دہری تاریخ بھی
 ہے۔ و جو نہا

دول کلیات منیر شر۔ بہت شتر من ہار ۱۲۸۵ھ ۱۸۰۱ء ساکی	بت سرس کن گرہ شش من رشت ہار ۱۹۳۶ء سمت ۱۲۹۶ ہجری
سن فصلی ساکی بہت سر دواہن جگت	ہوت علیوی ت میں ہجری پانچواں گت

(ترجمہ)

اطراف دنیا میں منیر کا کلام مثل تیر کے پہنچ گیا۔ اور اس سے کل شہمنوں کا دل چھوٹ گیا
یعنی وہ من بار گئے۔ یہ بات سمت ۱۹۳۶-۱۲۹۶ ہجری میں واقع ہوئی۔
سنہ فصل اور سا کی نکلنا ہے اور دواہن کے ۱۲ عدد ملنے سے عیسوی
سنہ اور پانچواں سنہ ہجری حاصل ہوتا ہے۔
(شرح تایخ)

دک کلیات منیر بشر کے اعداد جمل سے ۱۲۸۷ فصل حاصل ہوتا ہے ربیت شتر
من بار کے اعداد جمل سے سا کی ۱۰۱۸۷ نکلنا ہے۔ بت سررس گن گرہ ششن
میں بت سر ششت کے معنوں میں ہے اور بوجب قاعدہ جمل سنسکرت یعنی
جمل لفظی رس کے عدد (۶) ہیں اور گن کے عدد (۳) اور گرہ کے عدد (۹)
اور ششن یعنی چاند کا (۱) جس کا مجموعہ بقاعدہ صنعت مقطعات تیری
۱۹۳۶ ہے یعنی سنہ ششت اور پہر اسی عبارت بت سررس گن گرہ ششن
کے اعداد حروف بحساب جمل حرفی جمع کریں تو اس سے ۱۸۶۷ حاصل ہوتے ہیں
اور مصرع سوم کی ہدایت کے لحاظ سے دواہن کے ۱۲ عدد کا تذکرہ اس میں کریں
تو ۱۸۶۹ عیسوی سنہ حاصل ہوتا ہے۔ یعنی یہ فصرہ صنعت ذوات پانچین میں لکھا گیا ہے
رس نورب ششت دہار میں بوجب قاعدہ جمل لفظی مروجہ سنسکرت رس کے عدد
۶ ہیں اور تو سے نون گرہ۔ رب بمعنی سورج جس کے بارہ اس ہیں اور
ششت بمعنی ستوا۔ پس رب ششت کے معنی ۱۲ اسپہین صنعت مقطعات ترتیبی سے
۱۲۹۶ ہجری حاصل ہوتا ہے۔ لفظ دہار بارے بیت ہے۔

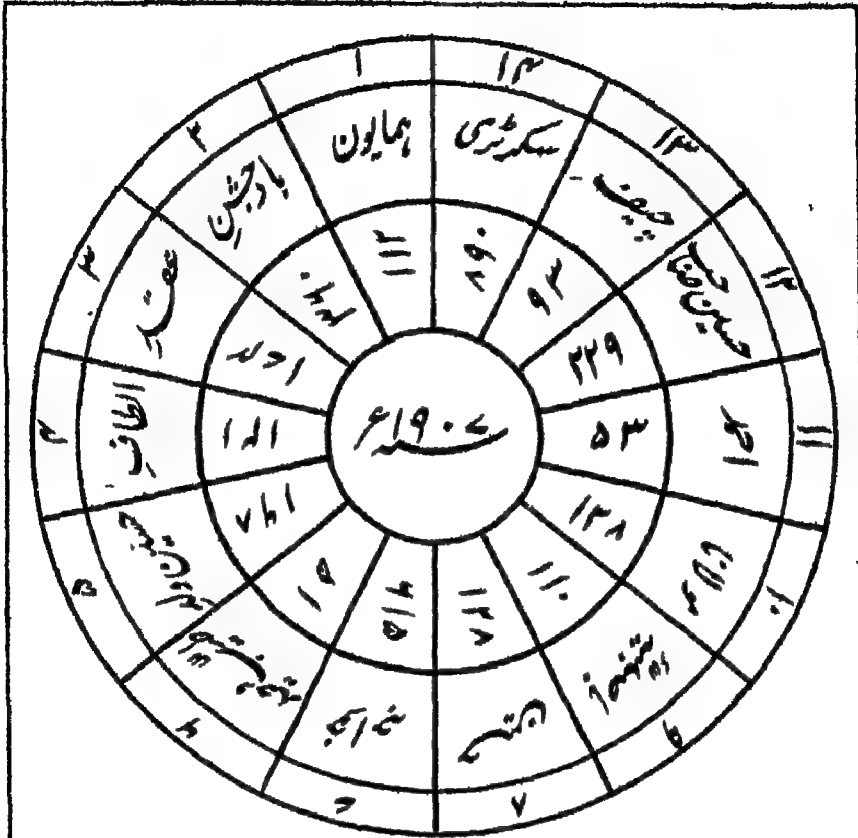
ہم نے اس کتاب کی تایخ بھی اسی صنعت ذوات پانچین میں لکھی ہے جو جہاں

موقع پر یہ ناظرین کی جاتی ہے۔		
شد پایہ این کتاب در خلق بلند	قدرش ز اندازہ خیال مودہ چند	
یک مصرع سال او دو تاریخ آورد	شد طبع غرائب الجبل ملک پسند	
سالم مصرع میں سنہ عیسوی ۱۹۰۸ ہے۔ اور صرف غرائب الجبل میں سنہ فصلی ۱۳۱۷۔		
(۲۰) صنعت مراتب مراتب اعداد سے تاریخ کو مخصوص کرنے کا نام صنعت مراتب ہے یعنی صرف احاد یا صرف عشرات یا صرف مات یا صرف الوف سے تاریخ حاصل کریں مثلاً ہجری کے سال لکھو مبارک میں کسی حیدر آبادی مورخ نے ایک تاریخ قطعه لکھا تھا جس میں اسی صنعت کا استعمال ہوا ہے یعنی صرف مات سے تاریخ حاصل کی گئی ہے و ہونڈا۔		
پہر آج جشن سالگرہ ہے حضور کا	کل جس طرح تہی دہوم زمانے میں با سال	
سننے ہیں سیکڑوں کی زبان سی ہی عا	قائم ہمارے میر یہ پر ہوتم ہزار سال	
(افادہ) مورخ نے سیکڑوں سے مات کا اشارہ کو کر دیا ہے لیکن تاریخ کی اشارہ صراحت کے ساتھ نہیں ہے۔ محتاط مورخین کو ہمیشہ اس بات کا لحاظ رہنا چاہیے کہ مصرع ثالث میں بالضرور کوئی ایسا اشارہ کیا کریں جس سے معلوم ہو سکے کہ یہ تاریخ ہے۔ بادی النظر میں یہ قطعہ صرف دعائیہ معلوم ہوتا ہے۔		
(۲۱) صنعت دائرہ صنعت دائرہ ایک عجیب صنعت ہے جس سے بیشتر تاریخین کلثی ہیں دائرہ میں چودہ خانے ہوتے ہیں اور ہر ایک خانہ میں ایک لفظ اور ہر لفظ کے پہلی خانہ میں اوس کا عدد لکھا جاتا ہے۔ ان خانوں سے کسی ایک خانہ کو مبدأ قرار دیا		

اور کوئی ایک ایسا عدد دل میں فرض کیا جائے جو ۱-۱۳-۱۴ اور ۱۴ کے اضعا (پہاڑوں) اور نیز ۱۵ کے سوا ہو۔ بعد ازاں عدد مفروض کو دیکھا جائے اگر وہ طاق ہے تو اسی خانہ مبداء سے جس کو آپ نے تجویز کیا ہے عدد مفروض کے موافق شمار کیا جائے اور جس خانے پر شمار ختم ہوا اس کے مندرجہ اعداد کو ایک کاغذ پر لکھ لیا جائے اور پہراسی خانہ کو ملا کر عدد مفروضہ کے مطابق شمار کیا جائے پہر جس خانہ پر شمار ختم ہوا اس کے اعداد کو اسی جداگانہ کاغذ پر لکھ لیا جائے اسی طرح شمار وقت تک جاری رکھا جائے جب تک شمار کا اختتام خانہ مبداء پر نہ ہو۔ پہراون اعداد کو جو جداگانہ کاغذ پر لکھے گئے ہیں جمع کر لیا جائے تو ان کا مجموعہ سنہ مطلوب ہوگا اگر عدد مفروضہ جفت ہو تو خانہ مبداء سے شمار کا آغاز کرنا چاہیئے اور جس خانہ پر شمار ختم ہوا اس کے عدد کو ایک جدا کاغذ پر لکھ لینا چاہیئے اور پہراوسکر مابعد کے خانہ سے شمار کرنا چاہیئے اور عدد حاصلہ کو اسی کاغذ جداگانہ پر لکھنا چاہیئے اور پہر شمار کا آغاز اس کے مابعد کے خانہ سے ہونا چاہیئے یہی سلسلہ اس وقت تک جاری رہے گا جب تک کہ سلسلہ شمار کا اختتام خانہ مبداء کے ماقبل پر ہو پس میزان اعداد مذکور سے سنہ مطلوب حاصل ہوگا۔

ہمارے مہربان جناب نشی فاضل۔ و مولوی فاضل۔ محمد سعیدی قاصد تخلص نے بتقریب عقد نکاح صاحبزادی جناب مولوی احمد حسین۔ ایم اے۔ بی ایل (مقدمہ) سرکار نظام دام اقبالہم و چیف سکریٹری سرکار عالی) ایک تاریخ اسی صنعت میں لکھی ہے جس کو ہم ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔

و ہو ہذا



اس دائرہ سے تاریخ حاصل کرنے کے لئے ہم نے ایک عدد فرض کر لیا اور وہ (۵) ہے (ظاہر ہے کہ یہ عدد اون مستثنیات سے سوا ہے جن کا ذکر اوپر ہوا ہے)

پھر اس دائرہ کے خانوں سے ہم نے کسی ایک خانہ کو مبدأ قرار دیا اور وہ خانہ ۱۴ ہے۔

بدین وجہ کہ ہمارا مفروضہ عدد (۵) طاق ہے ہم نے اسی خانہ ۱۴ سے شمار کا آغاز کیا اور پانچ کا شمار خانہ ۱۴ پر ختم ہوا جس کے عدد ۱۴۱ ہیں۔ ان اعداد

ہم نے ایک جداگانہ کاغذ پر لکھ لیا۔

پہر شمار کا آغاز اسی خانہ ۴ سے کیا تو ۵ کا شمار خانہ ۸ پر ختم ہوا اور اس خانہ کے اعداد ۱۲۸ ہیں جن کو جدا کاغذ پر لکھ لیا۔

پہر شمار کا آغاز اسی خانہ ۸ سے کیا تو ۵ کا شمار خانہ ۱۲ پر ختم ہوا جس کے اعداد ۲۲۹ ہیں جن کو ہم نے جدا کاغذ پر لکھ لیا۔

پہر شمار کا آغاز اسی خانہ ۱۲ سے کیا تو ۵ کا شمار خانہ ۲ پر ختم ہوا اور اس خانہ کے اعداد ۳۶۰ کو ہم نے اسی جداگانہ کاغذ پر لکھ لیا۔

پہر شمار کا آغاز اسی خانہ ۲ سے کیا تو ۵ کا شمار خانہ ۶ پر ختم ہوا جس کو اعداد ۵۱ ہیں اور ان اعداد کو اسی جداگانہ کاغذ پر لکھ لیا۔

پہر شمار کا آغاز خانہ ۶ سے کیا تو ۵ کا شمار خانہ ۱۰ پر ختم ہوا جس کے اعداد ۱۲۸ ہیں ان اعداد کو اسی کاغذ جداگانہ پر لکھ لیا۔

پہر شمار کا آغاز اسی خانہ ۱۰ سے کیا تو ۵ کا شمار خانہ ۴ پر ختم ہوا جس کے اعداد ۸۹۰ ہیں پس ان اعداد کو کاغذ جداگانہ پر لکھ لیا۔

اب آئندہ شمار کی ضرورت نہیں ہے اس لئے کہ شمار کا اختتام اسی خانہ ۴ پر ہوا ہے جس سے ہم نے آغاز شمار کیا تھا اور یہی ہمارا مبدأ ہے اب ہم نے ان اعداد کی میزان ہی جو جدا کاغذ پر لکھے گئے ہیں وہی ہند

$$۱۲۱ + ۱۲۸ + ۲۲۹ + ۳۶۰ + ۵۱ + ۱۲۸ + ۸۹۰ = ۱۹۰۷$$

اور یہی سنہ مطلوب ہے۔

حقی نہیں ہے کہ عدد مفروضہ کے طاق اور جفت میں یہ فرق ہے کہ طاق کی

گنتی کے آغاز میں خانہ منہی کو ہی محسوب کیا جاتا ہے۔ اور جنت کی گنتی میں خانہ منہی کے مابعد سے شمار ہوتا ہے۔

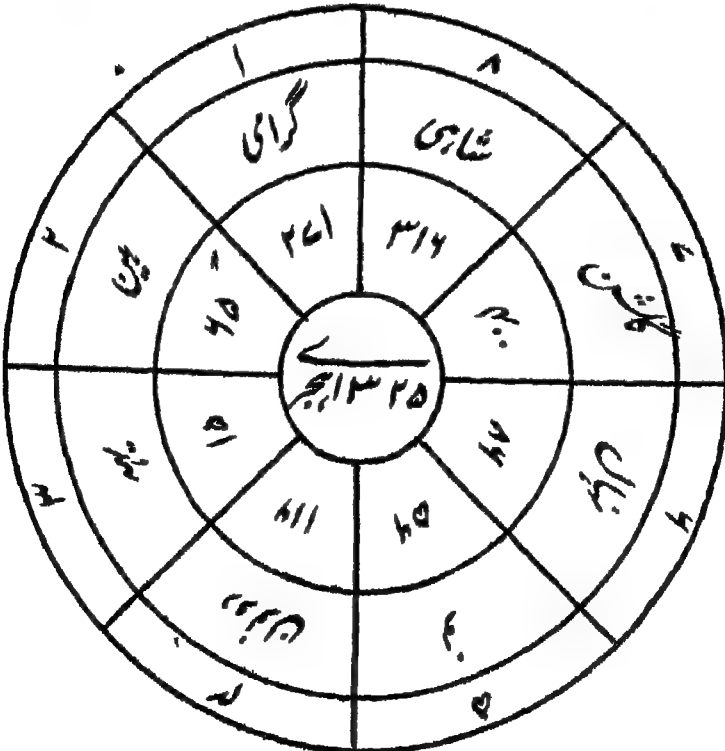
شائقین فنِ جل کو معلوم کرنا چاہیے کہ صنعت دائرہ دو ایسے مادہ بڑے تیار ہوتے ہیں جو ترقی ہے جن میں سے ہر ایک مادہ کے ۷ جزو ہوں پہر دونوں مادوں کے ۱۲ اجزاء سے دائرہ کی خانہ پری اس طرح کر نی چاہیے کہ مادہ اول کا پہلا جزو ایک خانہ میں لکھنے کے بعد مادہ دوم کا پہلا جزو دوسرے خانہ میں لکھیں پہر مادہ اول کا دوسرا جزو تیسرے خانہ میں اور مادہ دوم کا دوسرا جزو چوتھے خانہ میں پہر مادہ اول کا تیسرا جزو پانچویں خانہ میں اور مادہ دوم کا تیسرا جزو چھٹے خانہ میں یہی دور تسلسل آخر تک قائم رکھا جائے۔

ملاحظہ ہو کہ دائرہ تمثیل کے خانہ ۱-۳-۵-۷-۹-۱۱-۱۳ کی میزان ۱۲۲۵ ہجری ہے اور اسی طرح خانہ ۲-۴-۶-۸-۱۰-۱۲-۱۴ کی میزان ۱۹۰۸ پس معلوم ہوا کہ اس دائرہ کے مجموعی ۱۴ خانے دو مادہ تیار ہوتے ہیں جن میں سے بعض مادے عیسوی سنہ کے متعلق حاصل ہونگے اور بعض ہجری کے متعلق روشن خیال مورخ ایک دائرہ سے دو مختلف اقسام کر سکتے ہیں پیدا کر سکتا ہے عیسوی اور ہجری ہی پر کچھ موقوف نہیں ہے اور ایک دائرہ میں متعدد صنائع سے کام لے سکتا ہے جو کہ اہل بصیرت اور روشن خیالوں کا حصہ ہے۔

اور یہ بھی ممکن ہے کہ صرف ۸ خانوں کا ایک ایسا دائرہ بنایا جاوے جس کے آٹھون خانوں میں (۸) اعداد ہوں جس کسی خانہ سے آپ چاہیں شمار اور سنہ

مطلوب حاصل کریں۔ اس دائرہ مابعد الذکر کا نام استادان فن نے دائرہ مثنیٰ رکھا ہے اور اہل فن نے اس کو دائرہ اول الذکر پر ترجیح دی ہے اس لئے کہ اسکے عمل میں عدد مفروضہ کے لئے کسی استثناء کی ضرورت نہیں ہے جیسا کہ دائرہ اول الذکر میں ۱۴ و غیرہ کا استثناء شرط ہے۔

ہم نے اس دائرہ مثنیٰ میں شاہزادگان بلند اقبال حضرت آقا محی الدین سرکار نظام خداداد ملکہ و دولتہ کی تاریخ ولادت لکھی ہے جس کے مادہ تاریخ کا مصرع گرامی چین یہ دونوں فونہاں گلشن شاہی ہے اسی دائرہ میں تقسیم پاتا ہے اور قاعدہ مقررہ سے بے شمار تاریخیں اس سے حاصل ہوتی ہیں۔



اس دائرہ سے کثیر تاریخوں کے حاصل کرنے کا قاعدہ یہ ہے کہ ایک عدد فرضی تسلیم کر دو و صورتوں سے خالی نہ ہو گا یا تو طاق ہو گا یا جفت۔
پہر اسی دائرہ سے کسی ایک خانہ کو جس کو آپ کا جی چاہے مبداء قرار دو
یعنی شمار اس خانہ مبداء سے شروع کرو۔
اگر عدد مفروضہ طاق ہے تو برعکس طریقہ دائرہ اول الذکر شمار کا آغاز
خانہ مابعد (مبداء) سے ہو گا۔

پس جس خانہ پر عدد مفروضہ کا شمار ختم ہوا اس خانہ کا عدد ایک کا عدد پر لکھ لو پہر
اس کے مابعد کے خانہ سے شمار کا سلسلہ جاری کرو جس خانہ پر شمار ختم ہوا اس کا
عدد اسی کا عدد پر لکھتے جاؤ پہر اس کے مابعد کے خانہ سے شمار کا سلسلہ جاری
رکھو۔ یہ دو تسلسل اول وقت تک جاری رہیں گے جب تک کہ شمار کی انتہا خانہ
ما قبل مبداء پر نہ ہو۔ پہر اس کے بعد اذن اعداد کو جو آپ الگ کا عدد پر لکھتے ہو
ہین جمع کرو تو سال مطلوب حاصل ہو گا۔

اگر عدد مفروضہ جفت ہے تو شمار کا آغاز ہمیشہ اسی خانہ سے ہو گا
جس خانہ پر شمار ختم ہوا ہے۔ اور یہ دو شمار اس وقت تک جاری رہیں گے
جب تک شمار کا اختتام خانہ مبداء پر نہ ہو۔

مثلاً ہم نے ایک فرضی عدد ۵ قرار دیا اور نقشہ بالا سے خانہ ۳ کو مبداء تجویز کیا
اور بدین وجہ کہ عدد مفروضہ طاق ہے شمار کا آغاز خانہ مابعد مبداء یعنی خانہ ۴
سے کیا تو ۵ کا شمار خانہ ۸ پر ختم ہوا اور اس کے عدد (۳۱۶) محفوظ کئے گئے
پہر اس کے مابعد کے خانہ سے آغاز شمار ہوا اور شمار کا اختتام خانہ ۵ پر قرار

پایا جس کے اعداد (۵۶) محفوظ کئے۔
 پہر اس کے بعد کے خانہ سے آغاز شمار ہوا اور شمار کا اختتام خانہ ۲ پر
 جس کے اعداد (۶۵) محفوظ کئے گئے۔
 پہر اس کے خانہ مابعد سے شمار کا آغاز ہوا اور اختتام خانہ ۷ پر جس کے
 اعداد (۴۰۰) محفوظ کئے گئے۔
 پہر اس کے خانہ مابعد سے شمار کا آغاز ہوا اور اختتام خانہ ۴ پر جس کے
 اعداد (۱۱۶) محفوظ کئے گئے۔
 پہر اس کے خانہ مابعد سے شمار کا آغاز ہوا اور اختتام خانہ (۱) پر جس کے
 اعداد (۲۷۱) محفوظ کئے گئے۔
 پہر اس کے خانہ مابعد سے شمار کا آغاز ہوا اور اختتام خانہ ۶ پر جس کے
 اعداد (۸۶) محفوظ کئے گئے۔
 پہر اس کے خانہ مابعد سے شمار کا آغاز ہوا اور اختتام خانہ ۳ پر جو مبداء
 ہے اور اس کے اعداد (۱۵) محفوظ کئے گئے۔
 اب شمار کی ضرورت نہیں ہے اس لئے کہ مبداء پر اختتام ہوا پس ہم نے اعداد
 محفوظہ کو جمع کیا تو $۳۱۶ + ۵۶ + ۶۵ + ۴۰۰ + ۱۱۶ + ۲۷۱ + ۸۶ + ۱۵$
 مساوی ہیں ۱۳۲۵ کے اور یہی سہ مطلوب ہے۔
 اب ہم نے دوسرا عدد فرض کیا جو چاہے اور ظاہر ہے کہ یہ عدد حقیقت
 اور مبداء خانہ ۵ کو قرار دیا اور حسب قاعدہ متذکرہ بالا اسی خانہ سے شمار کا
 آغاز کیا تو ۶ کا شمار خانہ ۲ پر ختم ہوا جس کے اعداد (۶۵) کو ہم نے محفوظ کیا۔

اور پہر اسی خانہ سے شمار کا آغاز کیا تو خانہ ۷ پر شمار ختم ہوا جس کے اعداد (۲۰۰) محفوظ کئے گئے۔

اور پہر اسی خانہ سے شمار کا آغاز کیا تو خانہ ۴ پر شمار ختم ہوا جس کے اعداد (۱۱۶) محفوظ کئے گئے۔

اور پہر اسی خانہ سے شمار کا آغاز کیا تو خانہ (۱) پر شمار ختم ہوا جس کے اعداد (۲۷۱) محفوظ کئے گئے۔

اور پہر اسی خانہ سے شمار کا آغاز کیا تو خانہ ۶ پر شمار ختم ہوا جس کے اعداد (۸۶) محفوظ کئے گئے۔

اور پہر اسی خانہ سے شمار کا آغاز کیا تو خانہ ۳ پر شمار ختم ہوا جس کے اعداد (۱۵) محفوظ کئے گئے۔

اور پہر اسی خانہ سے شمار کا آغاز کیا تو خانہ ۸ پر شمار ختم ہوا اور اس کے اعداد (۳۱۶) محفوظ کئے گئے۔

اور پہر اسی خانہ سے شمار کا آغاز ہوا تو خانہ ۵ پر شمار ختم ہوا جس کے اعداد (۵۶) ہیں چونکہ شمار خانہ مبداء پر ختم ہوا لہذا اب شمار زائدہ کی ضرورت نہیں ہے

پس ہم نے اعداد محفوظہ کو جمع کیا تو $۲۰۰ + ۱۱۶ + ۲۷۱ + ۸۶ + ۱۵ + ۳۱۶ = ۱۳۲۵$ کے اور یہی سہ مطلوب ہے۔

اس دائرہ کی ترتیب جیسے ایک مصرع کے الفاظ کو تقسیم کیا گیا ہو محض مؤرخ کی روشنی طبیعت پر منحصر ہے کوئی خاص امر قابل بیان نہیں ہے۔ ایک تجربہ کار اور مشاق مؤرخ اور ان اٹھ الفاظ سے مادہ تاریخ تجویز کر سکتا ہے جن سے یہ

مقصد حاصل ہو۔

فرد جمل استاد سے متغنی نہیں ہے۔ ہماری قطعی رائے یہ ہے کہ اگر فرد جمل صرف زور طبیعت سے بذریعہ کتاب سمجھنا چاہو تو کامل مقصد حاصل نہ ہوگا اس لئے کہ استادان فرد نے بعض صنائع کے بیان کرنے میں طرز بیان کو نہایت آسان اور سیریل الفہم الفاظ میں نہیں رکھا۔ اگرچہ ہم نے اپنی اس کتاب کی ہر ایک بحث میں حتی الامکان مربوط اور معمولی بول چال میں سمجھانے کی کوشش کی ہے تاہم بعض صنائع کی تعریف تفہیم استاد کی محتاج ہے۔ اگر ہمارے اس خیال کے برخلاف کوئی طبائع اور روشن خیال شخص اس کے سمجھنے میں بدون امداد استاد کامیاب ہو جائے تو وہ الا ماشاء اللہ کامصدق ہوگا۔ صنعتِ دائرہ موجود طبائع اعانہ عجم ہیں۔

(۲۲) صنعتِ مُعَمَّا مُعَمَّا زبانِ عربی کا لفظ ہے۔ صاحب غیاث اللغات فرماتے ہیں

کہ معما بمعنی پوشیدہ شدہ و کور و نابینا و بقول صاحب لطائف مکان پوشیدہ اصطلاح میں وہ رمز و ایما جو کہ طبع سلیم کو پسند ہو بعض صاحبان مصطلحات لکھتے ہیں کہ معما اس کلام کو کہتے ہیں جو بطرز رمز و ایما ایک ایسے کلام پر دلالت کرے جو بطریق تشبیہ یا قلب ہو یا بحسب جمل۔ معما جمل سے وہ صنعت مراد ہے جس میں محکم کے ساتھ تاریخی مادہ بھی ہو۔ جیسا کہ میسر الدین فقیر نے ایک شادی کی تاریخ لکھی ہے

تاریخ بخت انون معما گفتم	خورشید قران یافتہ با ماہ تمام
--------------------------	-------------------------------

ماہ سے بقاعدہ ترادف شہر مراد ہے اور ماہ تمام ۳۰ دن کے مہینے کو کہتے ہیں اور بیس کا ترجمہ فارسی (سی) اور لفظ کا اعداد و جمل ۷۰ ہیں پس ۷۰ کو اعداد

خورشید ۱۱۲۰ پر پڑ جانے سے ۱۱۹۰ ہوتے ہیں اور یہی سُنہ مطلوب ہے۔

بعض محققین نے لکھا ہے کہ موج کو صنعت معما سے احتراز کرنا اولیٰ ہے

اس لئے کہ تایخ کا اصلی مقصد معنی کی بدولت فوت ہو جانے کا اندیشہ ہے۔

اہل تحقیق نے فرمایا ہے کہ جمل میں اس صنعت کے موجب یہی بزرگ ہیں جن کی تایخ اوپر لکھی گئی۔

(۲۳۱) صنعت تکثیر | یہ وہ صنعت ہے کہ جس کے ذریعہ سے مادہ تایخ کے ارکان

بدلتے ہیں اور ۳۲۰ مادے ایک ہی مصرع تاریخی سے حاصل ہوتے ہیں۔

مولانا عبد الجلیل بگرامی نے بتقریب جلوس محمد شاہ غازی اسی صنعت میں تایخ لکھی اور قاعدہ کو بھی منظوم فرمایا ہے وہو ہذا۔

بخت سلطنت بنشست شاہنشاہین پر

بجا ہی چو چشید و بشارتے ہجو اسکندر

بنامش زینت سکہ بد کرش رفعت نہر

بدیوان عدالت تشنگان را موجد کوثر

نوشتم مطلع پر نور ہچون مطلع خاور

بہر سوبل موزون ترنم تہنیت گستر

بر آن مجبور بست اقرون کن و دیاباں مضمر

بجملہ بہار آمد جهان سر سبز شد یکسر

محمد شاہ غازی بادشاہ کشور احسن

وجودش آید رحمت نگاہش آید عزت

بمیدان شجاعت دشمنان را تیغ سر فلک

من از بہر جلوس آن شہ او رنگ رسندی

خل نشان شد بہار خرمی زین شردہ گلین

بر آید چل ہزار و سہ صد ابیات لطیف از وی

بدل دانا بد و اما بجا داولیٰ بجا داولیٰ

برون ناورد و غواصیٰ بحرے اینچنین گویم

بدعویٰ گر عزیز پیش آید واکند دفتر

۱۱۴۰

شہ عادل مہ کامل ہم سائل جسم وللا

ازین پیشین از برای بیچ شاہ ہر اندرین صنعت

کتب موجود یا ران موٹاخ ہر جہہ حاضر

<p>بطول عمر شاہ دین پناہ وسعت کشور ہمیشہ باد روشن اختر شاہ جهان پرو بہر بان سے کتم خاطر نشین طبع دانشور کہ درار کان و ممکن بود تقدیم یکدیگر کہ از ضرب سہ در دو بے تکلف شش بود بر آید بست ابیات و چہار افرون بر و بگر بضرب آری بان اعداد پیشک میشود منجر ازین رو کردہ ام محل مطلب منہون پی بر دیر چند چا بکدست آرو کاغد و مسطر نشانے تا بود باقی بعالم تا دم محشر تحت تاج و عدل داد و وجود بخشش افخر</p>	<p>بود خال مبارک این ہمہ تکثیر اعدادش دعائے شاہ از عبد الجلیل و از ملک آمین اگر خواہی کہ استخراج این اعداد و دیابی بود ترکیب این بیت طریقت فرشتہ ارکان پس از رکن سوم نسبت بہر دوشش صو گرد دیر شش از چون کن چہام را بضرب آری برین منوال گرا رکان باقی را بمابش چو تفصیل صورت در وہ مجلد میتواند شد اگر خواہی نحو ہی ضبط تفصیل صورتی کہ من این نسخہ رنگین مرتب کردہ ام برین الہی تا جہان باشد شہ ما کا مران باشد</p>
---	--

اس صنعت کا بہید صرف ارکان کا وزن مساوی ہے جن کے اولیٰ پیراؤ
 تقدیم و تاخیر سے وزن شعر میں نقصان نہ آئے اعداد ارکان میں کوئی خاص قاعدہ
 مقرر نہیں ہے۔ اون کے اعداد جو کچھ ہی ہوں۔ تقدیم و تاخیر سے اہل مادہ میں کوئی
 نقصان پیدا نہ ہوگا۔ کہا گیا ہے کہ عبد الجلیل بلگرامی پہلے شخص ہیں جنہوں نے اس
 صنعت میں تاریخ لکھی۔

(۲۲) صنعت تنقیط | صنعت تنقیط اس عمل کا نام ہے کہ مندرجہ ذیل حروف کو
 جو مادہ تاریخ میں واقع ہوں نقطہ وار فرض کر کے اون کے عدد محبوب کریں یعنی (ح)
 کو (خ) فرض کیا جائے اور (د) کو (ذ) (ر) کو (ز) (س) کو (ش) (ص) کو (ض)

(ط) کو (ظ) (ع) کو (غ) -

جس مصرع یا فقرہ یا لفظ کو مادہ قرار دیا جاوے گا اس کے مجموعی حروف میں صرف حروف متذکرہ بالا کو صنعت تنقیط کے ساتھ حساب میں شمار کیا جاوے گا اور باقی حروف حساب میں داخل نہ ہوں گے بعضوں نے کہا ہے کہ باقی حروف بحال خود رہ کر داخل حساب ہوں گے۔ اس اختلاف کا تصفیہ جب تک نہ ہو کہ اور جب تک ایک قاعدہ کے ہم پابند نہ ہو جاویں صنعت تنقیط پر عمل نہ ہو سکے گا بدین وجہ کہ کسی کو لازم ہے لہذا ہم صورت اول کے پابند ہیں اگر دو عملی قائم رکھیں جائے تو ہر ذرہ کے ذیل میں اس کی صراحت کرنی ہوگی کہ فلاں طریقہ پر عمل ہوا ہے اور صرف صنعت تنقیط کا اشارہ کافی نہ سمجھا جائے گا اور صراحت کی احتیاج صنعت کو ناقص قرار دے گی بنا علیہ ہماری رائے یہ ہے کہ شائقین حمل اس صنعت کی تعریف میں صورت اول الذکر کے پابند رہیں۔

مندرجہ ذیل تالیف اسی صنعت میں لکھی گئی ہے جو کسی دکنی کی طبعاً و تمثیلاً ہدیہ ناظرین کی جاتی ہے۔

دشمنوں نے آپ کو چوس کیا	تو کرمی کہو کر بنے محتاط آپ
ان حریفوں نے تمہیں بے بس کیا	کر دکھایا ایک تنکے کو پہاڑ
دیکھ جھل بیرنگ اُسے واپس کیا	جو ہوا قاصد تیری امداد کا
گہر گیا حلوں میں اور بس بس کیا	پہنیں گیا آفت میں بے چارہ عزیز
ایک کو نقطہ لگا کر دس کیا	صنعت تنقیط میں ہے اس کا سال
مصرع تاریخی میں صرف (ط) کے عوض (ظ) محسوب ہوئی ہے اور (ر)،	

کے عوض (ز) اور (د) کے عوض (ذ) اور (س) کے عوض (ش) حروف معینہ سے صرف اسی قدر حروف اس مادہ میں قابل تنقیط تھے ۔
تمثیلی تاریخوں میں اگر محاورہ کی کوئی غلطی ہو تو ہم معذور ہیں مگر خود اس کے ذمہ دار ہیں ہم کو صرف مادہ تاریخ کے تمثیل سے کام ہے ۔
یہ صنعت صرف ہندیوں کی ایجاد ہے ۔ فارسی کوئی تاریخ اس صنعت میں ہماری نظر سے نہیں گزری ۔

(۲۵) صنعت سلب نقط | صنعت سلب نقط حروف ذیل سے متعلق ہے یعنی اگر مادہ تاریخ میں (ح) یا (خ) واقع ہو تو اس کا نقطہ سلب کر کے دونوں کے لئے (ح) کے عدد محسوب ہوں گے اسی طرح (ذ) کو (د) فرض کرنا یا (ز) کو (ر) یا (ش) کو (س) اور (ض) کو (ص) یا (ظ) کو (ط) یا (غ) کو (ع) فرض کرنا صنعت سلب نقط میں داخل ہے ۔ اس صنعت کے موجد اہل ہند ہیں ۔ سلب نقط کی کوئی تاریخ ہماری نظر سے نہیں گزری ۔

بعض اہل فن نے ایک ہی مادہ میں دونوں صنائع کو جمع کیا ہے ایک ایک عجیب شاعر نے اس صنعت میں کیا خوب تاریخ لکھی ہے ۔ دیکھو

نور النساء بہر علی از دل و ج یافت	نوشاہ راعوس بود حسن انتخاب
سلب نقط بصنعت تنقیط گشتہ سال	بامشتری تجستہ بود وصل آفتاب

(تشریح)

حروف اصلی	ش	ر	خ	ج	س	د	ص	میزان
صنعت تنقیط و سلب نقط	س	ز	ح	ح	ش	ذ	ض	
اعداد	۶۰	۷	۸	۱	۲۰۰	۷۰۰	۸۰۰	۱۸۸۳

(۲۶) صنعت طلسمی | صنعت طلسمی ایک عجیب صنعت ہے جس کو کام میں لانے سے لوح طلسمی متعدد ناریخون کو پیش کرتی ہے۔

۲۱ دباچ اور امراٹ کے ایک نقشہ کا نام لوح طلسمی ہے جس کے ہر ایک خانہ میں مفردات و مرکبات سے خانہ پُری کی جاتی ہے اور وہ تمام مفردات اور مرکبات در حقیقت حامل تاریخ ہوتے ہیں۔ سائل کو اختیار ہے کہ اوں کل خانوں سے جس خانے کو وہ چاہے مبداء قرار دے اور اسی مبداء سے اکیس خانے شمار کر کے اکیسویں خانہ کی تحریر کو ایک کاغذ پر لکھ ليوے پھر اُس کے بعد کے خانہ سے شمار کا آغاز کرے اور ہر اکیسویں خانہ کا نوٹہ اسی کاغذ پر ترتیب کے ساتھ یکے بعد دیگرے سطروں میں لکھتا ہوا چلا جائے تا آنکہ اس شمار کا سلسلہ خانہ ماقبل مبداء پر ختم ہو۔

لیکن اس بات کا لحاظ رکھا جائے کہ حروف حاصلہ خانہ ہائے سطور فوقانی مبداء کو اس سلسلہ ترتیبی سے جو ایک جدا کاغذ پر جاری ہے مقدم رکھنا چاہیئے جب شمار ختم ہو جاوے گا تو حروف محفوظہ سے ایک ایسا فقرہ یا مصرع حاصل ہوگا جس کے اعداد مجموعی سہ مطلوب کے مساوی ہوں گے۔

نقشہ مندرجہ ذیل اس صنعت کی مثال ہے جس کو استاد ی مولوی وجہ الدین خان معنی تخلص نے نواب میر تراب علی خان بہادر سر سالار جنگ منیر الدولہ مختار الملک محفوظ وزیر اعظم ریاست حیدرآباد دکن صانہ المدینہ الشوریہ والفتن کی تقریب وزارت پر مرتب فرمایا تھا۔

لوح طلسمی الموسوم بیا دگار معنی

بج	ب	خ	با	ز	بجو	ز	بگر	ما	ب	فد	لا	سر	بر	ز	ع	ج
ال	ب	س	بیا	م	ش	چ	ه	گو	ش	بر	و	را	شد	ا	لی	ا
ا	ا	ج	با	هی	کر	کو	دا	د	سا	س	ا	هر	دل	ق	د	کر
دا	س	را	عد	یو	بل	نب	ن	تا	د	ن	د	ا	ل	ا	ت	با
ش	و	و	د	را	و	ح	ا	ح	و	ا	بو	او	ا	و	سد	
ار	لا	بے	ر	و	ا	ر	ه	ب	ج	ص	بیا	ن	ک	و	د	د
بو	ین	لت	از	و	ر	ک	می	گر	نش	حجا	با	ان	ا	ن	س	ب
مت	ا	ه	سا	و	ر	و	اف	ا	کر	عا	و	یا	عا	پ	حجا	د
و	اب	و	ل	ال	گر	بر	کن	ما	یا	جا	ضا	لا	من	لم	ست	ن
لم	ا	ب	ر	جا	و	س	ند	حق	مع	خو	چو	ن	ست	ه	ل	شا
سو	کن	عطا	بس	فر	بر	عا	گا	نم	جا	بهر	و	نا	فی	ا	مر	ند
از	ا	ع	ن	ب	دسا	س	از	و	بهر	لی	ه	که	ن	س	س	م
هم	ن	ک	ز	پر	و	بد	ز	با	می	لا	با	بے	ز	نوم	اق	د
ی	می	که	س	از	جو	ا	کا	جو	در	یز	قبا	اس	ر	م	ما	لم
ر	نز	هی	ر	ا	فت	بعد	لم	دو	دو	ین	را	و	گر	و	ل	م
ی	ر	می	عه	د	لت	جا	عز	ف	و	لا	سل	لت	س	ز	لف	او
د	ا	عج	جز	د	ا	گی	ز	ه	ا	ه	نشا	ت	چو	ت	می	بر
کنو	م	کک	هم	د	ب	ب	می	و	د	ن	ب	پ	ل	او	ر	مر
ن	نا	بر	د	ن	ین	کر	یشه	قر	سجا	یو	لو	را	و	س	ا	نها
ح	در	ا	جا	گو	هی	ما	ز	مها	یک	دا	با	با	ان	ان	می	ن
س	ان	و	ن	ق	بان	و	ن	س	شد	ن	گه	ن	ده	ن	و	ن

اس لوح طلسمی کے تیار کرنے کے لئے ۲۱ مادہ تاریخ کا لکھنا ضرور ہے خواہ وہ
نقرے ہوں یا ۲۱ مصرعے پہر اکیسوں ماڈوں کو ۱۱ اجزا پر تقسیم کریں اور ۳۷ اجزا
اس لوح کی خانہ پر ہی اس ترتیب کے ساتھ کی جائے کہ کل کا جز و اول لکھا جاوے اور
اس کے بعد اسی قاعدہ سے کل کا جز و دوم پہر جز و سوم اسی طرح ۲۱ کے ۱۱ اجزا
کی ترتیب سے اس لوح کے خانے بند دیں۔

اس عمل میں حواس بر جا رہنے چاہئیں۔ اگر کسی ایک حرف کی بھی غلطی ہوگی تو سارے
لوح بے کار ہو جائے گی۔

(۲۷، صنعت مجمع الاقسام) مجمع الاقسام اس صنعت کا نام ہے جس کے مادہ تاریخ کو
الفاظ سے بعض لفظ کے اعداد بحساب جمل صغیر لیں۔ اور بعض لفظ کے اعداد بحساب
جمل وسیط اور بعض میں جمل کبیر یعنی ایک ہی مادہ میں بربائیات یا زبر و بیئیات کا استعمال
صاحب میزان الاشعار کے حوالہ سے فاضل مولف ارمغان نے لکھا ہے کہ ہجوز فی المعنی

والتاریخ ان یؤخذ اعداد الحروف بحساب الجمل وان یؤخذ بطریق الزبر والبیئیات
وان یؤخذ اعداد بعض الکلمات بحساب الجمل وبعضها بالزبر والبیئیات وح بحبان
یشار الیہا بوجہ ما سلا یلزم خلاف المقصود یعنی جائز ہے معنی اور تاریخ میں
یہ کہ لئے جائیں اعداد حروف کے بحساب جمل صغیر یا یہ کہ لئے جائیں اعداد بطریق
زبر و بیئیات یا یہ کہ لئے جائیں اعداد بعض اور نہیں کلمات کے بحساب جمل صغیر اور اعداد
بعض کے بطریق زبر و بیئیات (یعنی جمل کبیر) اور اس وقت میں واجب ہے یہ کہ
اشارہ کیا جائے ان دونوں کی طرف کسی اشارہ کے ساتھ تاکہ نہ لازم آئے خلاف
مقصود اور التباس نہ ہو۔

اس صفت کی مثال جناب مرزا دبیر مغفور کی تاریخ ہے جسپر صاحب شخص تسلیم	
ناحق و ناروا حملہ فرمایا ہے اور ہماری رائے میں یہ تاریخ نہایت قابل تعریف ہے	
سال تاریخش بہ زبر و بیثینہ شد زبیر نظم	طور سینا بے کلیم امیر منبر بے انیس
فاضل مؤلف نے اس تاریخ میں بعض الفاظ کا زبر لیا ہے اور بعض کا بیثینہ	
بعض تین و وزن اور مختلف طریقوں سے تاریخ نکالی ہے۔	
(الف) طور سینا کا زبر (۳۳۶) بے کا زبر و بیثینہ (۱۴۱) کلیم آمد کا زبر (۱۶۶) منبر بے انیس کا زبر	
و بیثینات (۵۷۵) اور ان سب اعداد کا مجموعہ ۱۲۹۱ اور یہی سال فوت ہے۔	
(ب) طور سینا بے کا زبر و بیثینات (۵۸۶) کلیم آمد کا زبر (۱۷۲) منبر کا زبر	
و بیثینات (۲۰۰) بے انیس کا زبر (۱۳۳) اور کل اعداد کا مجموعہ (۱۲۹۱) سنہ مطلوبہ	
(ج) طور سینا کا زبر و بیثینات (۵۷۲) بے کلیم آمد کا زبر (۱۸۴) منبر بے کا زبر	
و بیثینات (۲۱۲) انیس کا زبر (۱۲۱) کل اعداد کا مجموعہ (۱۲۹۱) سنہ مطلوبہ	
(د) طور سینا کا زبر (۳۳۶) بے کا بیثینات (۲) پھر کلیم آمد کا زبر و بیثینات	
(۵۳۲) پھر منبر کا زبر (۲۹۸) لیا اور پھر بے کا بیثینہ (۲) لیا اور انیس کا زبر	
(۱۲۱) شریک کیا تو مجموعہ (۱۲۹۱) ہوا اور یہی سنہ مطلوبہ ہے۔	
(۵) طور سینا کا زبر (۳۳۶) بے کا بیثینہ (۲) کلیم آمد کا زبر (۱۶۶)	
منبر بے کا زبر (۳۰۴) انیس کا بیثینہ (۲۲۷) ان سب اعداد کا مجموعہ (۱۰۳۵)	
جو ۱۲۹۱ کا مساوی سال یزدجردی ہے۔	
(و) طور سینا کا زبر (۳۳۶) بے کا زبر و بیثینات (۱۴) کلیم آمد کا زبر (۱۶۶)	
و کا بیثینہ (۷) منبر کا زبر و بیثینہ (۲۰۰) بے کا بیثینہ (۲) انیس کا زبر (۱۲۱)	

ان کل اعداد کا مجموعہ (۱۰۴۶) ہے جو ۱۲۹۱ ہجری کا مساوی سال ہندسی ہے،
اب محققین فن انصاف فرمادیں کہ کیا یہ تاریخ معمولی چیز ہے ہرگز نہیں۔
سچ یہ ہے کہ اس میں طباعی کو بھی کامل دخل نہیں ہے بلکہ تائید انہری اس میں شریک اور
وہ میر انیس مغفور (صاحب واقعہ) اور مرزا دبیر مرحوم (مورخ لاثانی) کی نیک نیتی
کا سبب ہے کہ ان کے لئے اکتی استاد ہی سے ایسی تاریخ لکھی گئی۔ سبحان اللہ شاعر
ایسی تاریخیں کہاں ہوتی ہیں۔ ہم ۳۰ برس سے اس فن کے ساتھ خاص دلچسپی کہتے
ہیں تقریباً ایک ہزار سے زیادہ تاریخیں خود ہم نے لکھیں اور کئی ہزار تاریخیں متفقین
اور متأخرین کی ہماری نظر سے گزریں ہم کہہ سکتے ہیں کہ ان سب میں یہ تاریخ
اپنی ہی آپ مثال ہے۔ جزاء اللہ فی الآخرة

جن حضرات نے اپنی تالیف میں اس کو بگاڑ کر دکھلایا ہے انہوں کو اپنی
تالیف کی عزت گہٹائی ہے خدا ان کو بخشے۔

(۲۸) مجمع الصنائع جس مادہ تاریخ میں متعدد صنائع جمع ہوں اس کا نام مجمع
الصنائع ہے۔ متأخرین سے باقرگیلانی نے اس فن میں اپنے معاصرین پر تفوق
حاصل کیا ہے اور متأخرین نے ان کو امام الجمل کہا ہے آپ نے لغت رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم میں ۷۸ تاریخی مسجع فقرے کہے ہیں جن میں سے ہر ایک حامل
تاریخ جلوس بادشاہ عالمگیر ہے اور ۲۴ شعر کا ایک قصیدہ کہا ہے جس سے چاہر
پاں سو بارہ تاریخیں حاصل ہوتی ہیں۔

فقرہ ہائے تاریخی میں گیارہ فقرے ایسے ہیں جن میں پہلے فقرہ کے حرف
مساوی ہیں دوسرے فقرہ کے۔

ہم نے قصیدہ متذکرہ کو کتاب ہذا کے حصہ دوم کا عنوان قرار دیا ہے جس کے
 نو اشعار میں صنعت ہر کہ ہر ایک مصرع میں سُنہ مطلوب ہر اور ہر ایک مصرع کے حرفت مجملہ اور ہملہ
 تعداد مساوی ہیں اور عدد گزشتہ بھی مساوی۔ ہر مصرع کے حروف ہملہ و معجمہ کو کسی
 اور مصرع کے حروف ہملہ و معجمہ کے ساتھ جمع کرنے سے بھی سُنہ مطلوب حاصل ہوتا ہے
 صنائع تاریخ کے گزشتہ حصہ میں بعض بعض تاریخین گزری ہیں جن پر جمع
 الصنائع کی تعریف صادق آتی ہے ہم نے اسی مقام پر اس کا اشارہ بھی کر دیا ہے
 بناءً علیہ اس موقع پر ہم کسی خاص نمونہ کے پیش کرنے کی ضرورت نہیں خیال کرتے
 (۲۹) صنعت بسط | صاحبان لغت نے بسط کے معنی فراخی اور کشادگی کے لکھے ہیں
 لیکن اصطلاح اہل حبل و جہر و تکسیر و غیر ہم میں بسط اس عمل کا نام ہے جو ایک
 حرف سے دوسرا حرف پیدا کرے۔ صاحب مطلع العلوم و مجمع الفنون نے لکھا ہے
 اور صاحبان معدن الجواہر اور شخص تسلیم نے بھی اس کا ذکر کیا ہے کہ قواعد بسط
 (۳۶۰) ہیں یعنی صنعت بسط کا استعمال (۳۶۰) طریقہ نہ ہو سکتا ہے لیکن ان اقسام
 کا مکمل بیان نہ مصنفین قدیم نے کیا ہے اور نہ متأخرین سے کسی نے اس کی جانب توجہ
 کی یہی وجہ ہے کہ بعض اہل تحقیق نے اس تعداد کو مبالغہ پر محمول کیا ہے۔ بہر حال
 ہم اس کتاب میں انہیں (۲۸) اقسام کا ذکر کریں گے جو ہم کو تصانیف متعددہ سے
 حاصل ہوئے اور گنتی میں (۲۸) حروف ابجد کے مساوی ہیں۔
 مقدمہ تاریخ ابن خلدون اور تفسیر المعارف کبریٰ اور جواہر خمسہ و کتاب نقش خاطر
 و معدن الجواہر و کتاب المداخل و شخص تسلیم و غیرہ سے جس قدر اقسام معلوم ہوتے
 ہیں وہ حسب ذیل ہیں۔

صاحبان تحقیق نے بسط کو صنائع تاریخ سے موسوم نہیں کیا ہے بلکہ جہاں کہیں
 انہوں نے جمل کا ذکر کیا ہے اسی کے ساتھ بسط کا احوال یا تفصیلی تذکرہ ہی فرمادیا ہے
 صاحب معدن الجواہر نے بسط کے لئے ایک متعلق باب قائم فرمایا ہے ہم نے اپنی طرز تہذیب
 اور سلسلہ بیان اور نیز حقیقت بسط کے لحاظ سے یہی مناسب خیال کیا کہ اس کو
 صنائع و بدائع تاریخ میں جگہ دیں۔

(الف) بسط کی پہلی قسم بقول صاحب معدن الجواہر بسط عددی ہے۔

اور یہ دو اقسام میں منقسم ہے (۱) بسط عددی حرفی (۲) بسط عددی ترکیبی۔

(۱) بسط عددی حرفی۔ وہ ہے کہ جس کلمہ یا کلمات کو بسط کرنا چاہیں ان کو
 حروف کو ایک دوسرے سے جدا کریں۔ اور پہر اوں حروف کے اعداد جمل کو لکھیں
 اور جمع کر لیں اور مجموعہ اعداد سے پہر حروف بناویں۔ اس عمل آخرین کو اہل
 جمل نے استنطاق کہا ہے۔

پس عمل استنطاق سے جو لفظ حاصل ہوگا وہ نتیجہ ہے بسط عددی حرفی کا
 مثلاً ہم چاہتے ہیں کہ لفظ حامد پر یہ عمل جاری کریں تو اس کے حروف کو

جدا جدا لکھا یعنی ح۔ ا۔ م۔ د۔ پہر ان چاروں حروف کے اعداد ۸۔ ۱۔ ۴۔ ۴۔

کو جمع کیا ۳ حاصل ہوئے پہر ۳۵ میں عمل استنطاق کیا تو ۳۵ سے

۳۵ حاصل ہوا۔ اور ۵ سے ۵ پس (ح ۵) بسط عددی حرفی ہے لفظ حامد کی۔

اس قسم کو جمل سے کچھ تعلق نہیں ہے۔ ہم نے تکمیل بیان کے لئے اس کو بدینہ نام دیا

البتہ بسط عددی کی دوسری قسم سے ہمارا مقصد متعلق ہے۔

(استنطاق کی تعریف) استنطاق زبان عربی کا لفظ ہے جس کے معنی بات کرنا کے

ہیں۔ اور اصطلاح اہل جبل میں سطر اعداد سے بقاعدہ خاص حروف پیدا کرنے کو
استنطاق کہتے ہیں۔ مثلاً۔ (۶۵۲)۔ کا استنطاق ب۔ ۵۔ ۵۔ ہے۔ اگر
درمیان سطر اعداد میں ایک یا کئی صفر واقع ہوں تو صرف دو صفر سے کام لیا جائیگا
اور باقی صفر چھوڑ دیئے جائیں گے۔ مثلاً (۲۰۰۶) کا استنطاق۔ ۵۔ ۲۔
ز۔ ہے۔ اور ۳۰۰۰۲۔ کا استنطاق ب۔ ش۔ یعنی عدد ۲ سے ب حاصل ہوئی
اور ۳۰۰۰ سے بقاعدہ بالا ایک صفر ترک کر کے ۳۰۰ کا (ش) محسوب ہوا۔ دو سے
زیادہ صفر اس لئے ترک کر دیتے ہیں کہ اوس سے کوئی حرف مستقل نہیں حاصل ہو سکتا
اگرچہ ایک کے ہندسہ کے ساتھ تین صفر ہونے کی حالت میں اوس سے (غ) حاصل
ہو سکتا ہے لیکن چون کہ الف کے درجہ میں (غ) کے سوا کوئی اور حرف نہیں ہے
لہذا اصول عام کے لحاظ سے ہی قاعدہ قرار پایا کہ تیسرے صفر سے کام نہ لیں۔
صاحب معدن الجواہر نے اگرچہ لفظ استنطاق کی اصطلاحی تعبیر کی ہے
کنارہ فرمایا ہے۔ لیکن آپ نے استنطاق کا جو عمل کیا ہے اوس سے یہ بات تشریح کر
کہ آپ نے اعداد کے مراتب کے لحاظ سے حروف حاصل فرمائے ہیں مثلاً ۶۵۲
ب۔ ن۔ خ (ب) اس لئے کہ ۲ کا ہندسہ درجہ احاد میں ہے اور ن اہل
۵ کا ہندسہ درجہ عشرات میں ہے۔ اور خ اس لئے کہ ۵ کا ہندسہ درجہ
مات میں ہے۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ اگر استنطاق میں مراتب سے کام لیا جاوے
تو پہرا استنطاق کی ضرورت ہی باقی نہیں رہتی اعداد حاصلہ گویا حروف مستنطقہ
کے اعداد ہیں۔ پہرا استنطاق کا طول عمل بے کار اور بے ضرور ٹھہرا۔
اسی طرح آپ نے اعداد ۳۰۰۰ ہزار سے تین غین حاصل فرمائے ہیں

اور مہندسہ ۳۰ مین نہ معلوم آپ کیا عمل فرمائیں گے اس لئے کہ آپ کے اختیار فرمودہ اصول سے تیس غین حاصل ہونگے اور جب تیس غین مستطوقہ کے عدد لئے جائیں گے تو وہی ۳۰ ہوں گے پس استنطاق کا عمل تحصیل حاصل ٹھہرا۔

ہمارا خیال ہے کہ آپ سے تسلیع ہوا ہے اور دیگر محققین نے اس نازک بحث سے مطلق کنارہ کشی کی ہے اور یہ کہی مناسب نہ تھا اس لئے کہ متعدد صنائع میں استنطاق کی ضرورت لاحق ہوتی ہے۔

پس شائقین فن جمل کو چاہیے کہ ہماری عرض کی ہوئی تعریف کو اچھی طرح دیکھیں فرمائیں تاکہ عمل میں کوئی غلطی نہ ہوئے پائے۔ اور استنطاق کا مطلب فوت نہ ہو۔

پس ہم کو بسط عددی حرفی کی تعریف سے تو صاحب معدن الجواہر کے ساتھ اتفاق ہے لیکن تمثیل کے نتیجہ حاصلہ سے اتفاق نہیں ہے یعنی ہماری رائے میں ۵۳ کا استنطاق ج۔ ۵۔ ہے نہ ج۔ ۵۔ جیسا کہ لائق موصوف نے لکھا ہے کیوں کہ آپ کا عمل تعریف استنطاق کے مغاثر ہے۔

اگر یہ سمجھا جائے کہ یہ صنعت صرف ایسے لفظ پر جاری ہو سکتی ہے جس کے اعداد ہزار کے درجہ سے نہ بڑھیں۔ تو ایسی تخصیص اس تعریف عام سے پیدا نہیں ہوتی جس کو صاحبان فن نے بیان کیا ہے اور پھر ایسے استنطاق سے کوئی نتیجہ حاصل نہ ہوگا۔ یعنی اگر ہم نے لفظ حامد پر یہ صنعت جاری کی اور اس کے اعداد مجموعی (۵۳) کے استنطاق سے لفظ جن حاصل کیا اور پھر لفظ جن سے عدد تاریخ مین (۵۳) محسوب کئے تو استنطاقی عمل محض بے کار قرار پایا۔

بنائے علیہ ہماری رائے میں وہ عمل صحیح ہے جس کو اسی تعریف کی بنیاد پر ہم نے کیا ہے پس عمل استنطاق میں ہم کو مراتب اعداد سے کچھ سروکار نہ رکھنا چاہیے۔

(۲) بسط عددی ترکیبی۔ وہ عمل ہے کہ اعداد کلمہ کو بقاعدہ متذکرہ قسم اول جمع کر کے استنطاق کرنے کے بعد جو حروف حاصل ہوں ان کو پابندی سلسلہ مرکب کر کے لفظ بناویں۔

پس واضح ہو کہ بقول صاحب معدن الجواہر لفظ حامد پر یہ صنعت جاری کر کے بعد اس کے استنطاق سے حروف ج۔ ن۔ حاصل ہوئے اور ان دونوں حروف سے لفظ (جن) مرکب ہوا اور ہماری رائے کے مطابق جس کی صراحت بعض متعین لفظ قسم اول ہوئی ہے حروف مستنطقہ سے لفظ (جہ) حاصل ہوا۔

محققین فن نے جا بجا اپنی تصانیف میں اس کا ذکر تو فرمادیا ہے مگر کنسی نے یہ نہ بتایا کہ اس صنعت کا استعمال تاریکی کوئی میں کس طرح ہو سکتا ہے۔

ہم نے بڑی غور کے بعد کئی صورتیں اس کے استعمال کی پیدا کی ہیں جن کو ذیل میں ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔ اس صنعت کی قسم دوم ایک جملع مؤرخ کو کام دے سکتی ہے یعنی جب روشن خیال مؤرخ کسی واقعہ تعریف پر مرثیہ تاریخی لکھنا چاہے تو وہ اسی صنعت کے ذریعہ سے مادہ تاریخ اور نام مرحوم یا مادہ تاریخ اور اشعار مرثیہ میں تعلق پیدا کر سکتا ہے۔

فرض کرو کہ ابوطالب نام ایک بزرگ کی رحلت ۶۰ ہجری میں واقع ہوئی تھی جس کی تاریخ ہم نے لفظ آہ سے لکھی تو یہ تاریخ صنعت (بسط عددی ترکیبی) کہلائیگی اس طرح ہر کہ

ابوطالب کے ۷ حروف ہیں ا۔ ب۔ و۔ ط۔ ا۔ ل۔ ن۔ ب۔ اور ان ساتوں حروف کے عدد ۱۔ ۲۔ ۶۔ ۹۔ ۱۔ ۳۰۔ ۲ ہیں انکا مجموعہ (۵۱) ہے اور (۵۱) کا استنطاق الف اور با۔ اور ان دونوں حرف کا مجموعہ لفظ آہ ہے اور آہ کے عدد جمل ۶ ہیں جو سب وفات کی خبر دیتے ہیں۔ اسی صنعت میں ہم نے ایک منظوم تاریخ یہ ناظرین کی ہے۔

زین جہان واسر سوکر ملک بقاشد رازی	صائم الدہر ابوطالب فرخندہ صفا
نام مغفور بہ (بسط عددی ترکیبی)	صورت آہ بود حامل تاریخ وفات

اس صنعت پر عمل کرنے کے لئے طباع مورخ کو اول مادہ تاریخ لکھ لینا چاہیئے۔ پھر اس کے حروف جدا جدا قائم کر کے ہر ایک کے ذیل میں اس حرف کا عدد لکھ دینا چاہیئے اور ان اعداد کو بقاعدہ مقطوعہ ترتیبی اعداد اشعار مرتبہ یا قصیدہ کا مجموعہ قرار دینا چاہیئے۔

ہم اسی مضمون کو ایک مختصر سنن ثبیل تاریخ کے ذریعہ سے جو سلسلہ ہجری میں لکھی گئی ہے یہ ناظرین کرتے ہیں تاکہ سمجھنے میں آسانی ہو۔

ایزدانہ لطف بسید علی ماہ جمین	داد آرام دل راحت جان۔ نور نگاہ
۴۴۶	۱۲۸۶
سال تاریخ ببسط عددی ترکیبی	شد ز اشعار ہمین قطعہ ہویدا چون ماہ
۲۱۰۵	۱۳۰۳

اس قطعہ کے تمام الفاظ میں یہ صنعت جاری کی گئی ہے یعنی مصرع اول کے اعداد (۴۴۶) ہیں۔ اور مصرع ثانی کے اعداد (۱۲۸۶)۔ اور مصرع ثالث کے اعداد

(۲۱۰۵) اور مصرع رابع کے اعداد (۱۳۰۳) ان سب کو جمع کیا تو میزان (۵۱۴۰) ہوئی اور ان اعداد کا استنطاق (م۔ ا۔ ۵) ہے۔ ان تین حروف سے لفظ ماہ حاصل ہوتا ہے اور ماہ کے اعداد (۴۶) ہیں جو مساوی ہیں سنہ تایخ ولادت کے ہم نے پہلے اس ولادت کا مادہ تایخ لفظ ماہ سے حاصل کیا۔ پہر (ماہ) کے حروف کو جدا جدا لکھا۔ م۔ ا۔ ۵۔ پہر ان حروف کے اعداد کو مقطعہ ترتیبی کے قاعدہ سے۔ ۵۱۴۰۔ اب اس کی فکر کی کہ چار ایسے مصرعے لکھیں جن کے مجموعی اعداد ۵۱۴۰ ہوں۔ پس ہم نے ہر چار مصرعے متذکرہ بالا تصنیف کئے جن کے اعداد مجموعی ۵۱۴۰ ہیں تو کہا جاوے گا کہ الفاظ مجموعی ہر چار مصرعے بالاکا (بسط عدلی ترکیبی) لفظ (ماہ) ہے جس کے عدد ۴۶ سنہ مطلوب کے مساوی ہیں۔ پس مادہ تایخ کو بوجہ صنعت ہذا اشعار بالا کے ساتھ ایک خاص صنعتی تعلق ہے۔

اسی صنعت سے ایک اور کام بھی لیا جاسکتا ہے یعنی ایسے الفاظ سوچیں گے اعداد بہت زیادہ ہیں تایخ مطلوب حاصل کی جاسکتی ہے۔

مثلاً ایک شخص سنہ ہجری مین عازم سفر تھا اور موٹخ نے اس کی تایخ فالشہ خیر حافظا لکھی جس کے مجموعی عدد ۱۹۴۶ ہیں جب ان اعداد سے استنطاق کیا گیا تو حروف۔ و۔ د۔ ب۔ ا۔ حاصل ہوئے جن کے مجموعی عدد ۲۰ ہیں اور یہی سنہ مطلوب ہے۔

(ب) بسط کی دوسری قسم کا نام بسط الحروف ہے اور بقول صاحب معدن الجہر یہ صنعت لفظ اعداد حروف سے متعلق ہے۔ اس کی تین قسم ہیں۔ قسم اول کا نام زبر ہے اور قسم دوم کا نام بیئات اور قسم سوم کا نام زبر و بیئات جس کو بسط لفظی

بسط ظاہری بھی کہتے ہیں (انہی) ہم یہ کہتے ہیں کہ یہ تو بسط نہیں ہے بلکہ یہ تینوں اقسام جمل سے ہیں جن کا بیان جمل منغیر و وسیط و کبیر کے نام سے گزر چکا ہے اور خود صاحب معدن الجواہر ضمن اقسام جمل اس کو لکھ چکے ہیں۔ استادان فن نے اس کو ایک خاص عمل استنطاق کے لئے بسط میں داخل کیا ہے جیسا کہ صاحب لمخص تسلیم نے لکھا ہے اس کا اصل نام بسط عددی ملفوظی ہے یعنی جب حرف کو ملفوظ کر کے اسم حرف کے اعداد سے بقاعدہ استنطاق دوسرا حرف حاصل کریں تو اس کو بسط عددی ملفوظی یا بسط الحروف یا بسط لفظی و ظاہری کہتے ہیں۔ مثلاً لفظ واحد سے (و) لیا جس کا اسم ملفوظ واو ہے اور واو کے اعداد ۱۳ ہیں اور ۱۳ کا استنطاق ج۔ ا۔

پہر (۱) لیا جس کا اسم ملفوظ الف ہے اور الف کے اعداد ۱۱۱ ہیں جس کا استنطاق تین الف ہے یعنی (۱۱۱)

پہر (ح) لیا جس کا اسم ملفوظ حا ہے اور حا کے اعداد ۹ اور ۹ کا استنطاق ط ہوا۔

پہر (د) لیا اور د کا اسم ملفوظ دال ہے جس کے اعداد ۳۵ ہیں اور ۳۵ کا استنطاق ہ۔ ج۔

اب کل حروف مستنطقہ کو جمع کیا تو ج۔ ا۔ ا۔ ا۔ ا۔ ا۔ ط۔ ہ۔ ج۔ حاصل ہوئے جن کے مجموعی اعداد ۴۴ ہیں پس لفظ واحد کو بسط عددی ملفوظی کرنے سے اس کے عدد ۴۴ محسوب ہوئے۔ صاحب معدن الجواہر نے غالباً اسپر غور نہیں فرمایا آپ کا اجمال بیان اس تفصیل سے ساکت ہے جس کی صراحت اہل فن نے کی ہے۔

اس صنعت کی ایک تاریخ ہم ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔

عارف کامل شہد از ملک فاسوے اللہ	گفتش خلد آشیان خلد برین مادام کوست
ہاتھ غیم ببال حلتش ارشاد کرد	در جوار رحمت خلاق اکبر جام کوست

(تشریح)

حرف	ا	ب	ج	د	ه	و	ز	ح	ط	ث	ج	د	ه	و	ز	ح	ط	ث
اسم حرف	واو	بے	جے	دے	ہے	وے	زے	حے	طے	ثے	جے	دے	ہے	وے	زے	حے	طے	ثے
عدد	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	۳۲	۳۳	۳۴	۳۵	۳۶	۳۷
استنطاق	جے	دے	ہے	وے	زے	حے	طے	ثے	جے	دے	ہے	وے	زے	حے	طے	ثے	جے	دے
عدد	۶	۱۱	۱۶	۲۱	۲۶	۳۱	۳۶	۴۱	۴۶	۵۱	۵۶	۶۱	۶۶	۷۱	۷۶	۸۱	۸۶	۹۱

حرف	ا	ب	ج	د	ه	و	ز	ح	ط	ث	ج	د	ه	و	ز	ح	ط	ث
اسم حرف	واو	بے	جے	دے	ہے	وے	زے	حے	طے	ثے	جے	دے	ہے	وے	زے	حے	طے	ثے
عدد	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹
استنطاق	جے	دے	ہے	وے	زے	حے	طے	ثے	جے	دے	ہے	وے	زے	حے	طے	ثے	جے	دے
عدد	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸

یہ صنعت درحقیقت صنعت الف کی دوسری قسم ہے جو کل نہیں

جاری ہوئی ہے بدین وجہ کہ تمام صنائع کو محققین نے حمل صغیر میں بیان کیا ہر بناء علیہ اس کو ایک خاص نام سے موسوم کر کے داخل حمل صغیر کیا گیا ہے۔

(ج) بسط کی تیسری قسم بسط المبرئی ہے جس کو محققین فن حمل نے بسط المقوی ہی کہا ہے پس بعض حروف مطلوب حروف مرتبہ و مقویہ سے کام لینے کو بسط المبرئی یا بسط المقوی کہتے ہیں جس میں پابندی مراتب لازمی نہیں ہے جیسا کہ بسط غریزی میں لازمی ہے۔ اس کتاب کے باب اول میں بذیل بیان الفاظ حمل ہم لکھ آئے ہیں کہ کون کون حروف ناریہ اور مائیہ اور ہوائیہ اور ترابیہ ہیں پس اہل حمل نے حروف ناریہ کو حروف ہوائیہ کا مرتب و مقوی قرار دیا ہے اور حروف ہوائیہ کو مرتب و مقوی ناریہ مانا ہے۔ اسی طرح حروف مائیہ کو مرتب و مقوی حروف ترابیہ مانا ہے اور ترابیہ کو مرتب و مقوی مائیہ۔

صاحب معدن الجواہر نے اس صنعت کا ذکر فرمایا ہے اور تمثیل میں آپ نے تسامع ہوا ہے یعنی تمثیل خلاف تعریف ہے۔

اب ہم چاہتے ہیں کہ لفظ حامد کا (بسط مرتب و مقوی) کریں تو پہلے ہم نے اس کے حروف جدا جدا کیے (ح ا م د) پہر ح کو جو مائی ہے بلا لحاظ مرتبہ ب سے بدلا جو ترابی ہے۔

پہر الف کو جو ناریہ ہے اسی کے ہم مرتبہ حرف ہوائیہ (ج) سے بدلا اور اسی طرح م کو جو کہ ناریہ ہے بلا لحاظ مرتبہ ق سے بدلا جو ہوائیہ ہے اور د کو جو مائیہ ہے ب سے بدلا اس لئے کہ وہ ترابیہ ہے۔

پس لفظ حامد کا بسط مرتب و مقوی ب ج ق ب ہے جس کے اعداد ہیں

جب کبھی اس صنعت میں تالیخ لکھی جائے تو موٹرخ کو ضرور ہر کہہ سکر
ذیل میں ایک نقشہ لکھ دیوے جس میں اس امر کی صراحت رہے کہ کس حرف کے
عوض کو نسا حرف مقوی قرار دیا گیا ہے اور حساب میں محسوب ہوا ہے۔ اس نقشہ
اور صراحت کی ضرورت اس لئے ہے کہ ایک ایک حرف کے عوض سات
حرف ہیں جن میں سے کسی ایک کا تباولہ اس حرف کے ساتھ جائز ہے۔
باب اول کی فصل دوم سے ابجد غنا صر ملاحظہ ہو تو ہمارا یہ بیان آسانی کے ساتھ
سمجھ میں آوے گا۔

اب ہم ذیل میں دو تاریخیں عرض کرتے ہیں (۱) بسط مقوی کی تاریخ ہے
اور (۲) بسط مرئی کی تاریخ۔ (۱) کو ہم نے طبع کتاب کو وقت شریک کر دیا ہے
(۱) تاریخ بسط مقوی جو ہم نے نواب افسر الملک بہادر سی آئی ٹی کے صاحبزادہ
کے غرقابی کے موقع پر لکھی ہے۔

<p>او غرق تی آہ شد و غرق غمش ما ای ما در فرزند کش از دست تو فریاد جان بود مگر زندگی جسم جہان را استاد شننا بود و کندش بدی کرد از سلسلہ جہان قضا دست تو کوتاہ ای کا تب تقدیر چرا فاش نکر دی واد از ستم دور سبک سیری فلک چیف از فلک سفلہ کہ دستش نگر فتی</p>	<p>ای و امی کہ این زندہ و صد حیف کہ آن تو پیر کہن سالہ بمانی و جوان مرد تن زندہ بگورست اگر جان جہان ہیہات چہ افتادند انم کہ چسان مرد زین حادثہ استاد شننامی توان مرد آن راز نہفتہ کہ تہ آب نہان مرد کشتی بستر آمد وزین بار گران مرد غربت بسفر داشت کہ برباب و توان مرد</p>
--	--

حیف است اگر شمع ببرد سر مغرب خاموش و لا زود بفریاد رو نیست شد مصرع سعدی سینه بسط مقوی	ز انسان که چراغ سحری وقت اذان مرد گر حکم قضا چاره ننیداشت ازان مرد این مآتم سخت است که گویند جوان مرد
---	---

نقشه تباه حروف مقوی
(تشریح)

حروف اصلی	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰
نتیجه بسط مقوی	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰
اعداد	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰

حروف اصلی	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰
نتیجه بسط مقوی	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰
اعداد	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰

میزان اعداد حروف (نتیجه بسط مقوی) ۳۲۶ اربعی

تایخ (۲) بصنعت بسط مربی طبعزادیکه از شعراے دکن

برادر زنت حق مارا گرفت به بسط مربی نوشتم سنش	مریخ از من اے دوست الحق مریخ مربی بسیار و مربی بخور
---	--

(تشریح)

حروف اصلی	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹
نتیجہ بسط برقی	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹
اعداد	۱۰۰	۵۰	۱	۱	۱	۱	۱	۲۰	۵۰

حروف اصلی	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹
نتیجہ بسط برقی	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹
اعداد	۱۰۰	۵۰	۱	۱	۱	۱	۱	۲۰	۵۰

(و) بسط غریزی۔ بسط کی چوتھی قسم ہے۔ حروف ناریہ و ہوائیہ کا ایک دوسرے کے ساتھ بدرجہ مساوی بلحاظ مراتب متبادلہ یا حروف مائیہ و تراپیہ کو باہد بیکر بلحاظ مراتب مساوی درجہ میں بدلنے کا نام بسط غریزی ہے صنعت ماضیہ اور اصنعت میں فرق اسی قدر ہے کہ اس میں مدایح و مراتب کی پابندی مشروط ہے اور اس میں من مانے عمل کیا جاتا ہے۔

(مثال بسط غریزی) اگر ہم چاہیں کہ لفظ (حامد) پر بسط غریزی کا عمل کریں اس کے حروف جدا جدا لکھیں ح ا م د پس (ح) کو جو مائی ہے اور دوسرے مرتبہ میں واقع ہے (و) سے بدلیں جو خاکی ہے اور جس کا مرتبہ بھی دوسرا ہے پہرا (ا) کو جو ناری ہے اور مرتبہ اول میں واقع ہے (ج) کے ساتھ بدلیں جو ہوائی اور مرتبہ اول میں ہے۔

اسی طرح (م) کو جو ناری ہے اور مرتبہ چہارم میں واقع ہے (س) بدلیں جو ہوئی ہے اور اسی مرتبہ چہارم کا حرف ہے۔

علیٰ ہذا (د) کو جو مائی ہے اور مرتبہ اول میں ہے (ب) کے ساتھ بدلیں جو ترائی ہے اور اسی مرتبہ اول میں ہے۔

اس عمل کا نتیجہ یہ ہو گا کہ لفظ حامد کا بسط غریزی (وجیب) ہو جائیگا جس کے عدد ۱۱ ہیں۔

جہاں تک ہم نے غور کیا ہے اہل جمل نے اس صنعت کو ایک خاص غرض کے لئے ایجاد کیا ہے وہ یہ ہے کہ مورخ کو اعداد و حروف کے برابر کرنے میں زیادہ گنجائش حاصل ہو۔

اسی صنعت کی مثال میں ہم تاریخ ذیل کو ہدیہ ناظرین کرتے ہیں جو کسٹیاں مورخ کی طرف سے

الہی بخش۔ شیخ وفق و دعوت کسی شیطان کو شیشہ میں اتارا فلیتہ سے کیا مفتون کسی کو گرا فالج تو سمجھے چڑھ گیا بھوت مریدوں نے کئے لاکھوں اتارے شیاطین کو ہوئی بے حد مسرت غرض ناچار دنیا سے سد ہارے کہا بسط غریزی میں رسا نے	جسرا آباد تھا جن کے کرم سے کسی ابلیس کو مارا قلم سے کوئی زندہ ہوا حضرت کے دم سے گرے بیت الخلاء میں آپ وہم سے چڑھائے بھیٹ بار ایک دم سے کمر ٹوٹی پریزادوں کی غم سے ہوئی فرمایش تاریخ ہم سے الہی بخشہ ہے اپنے کرم سے
--	---

(نوٹ) مادہ تاریخ میں علاوہ صنعت بسط غریزی کے صنعت جمع بھی ہے۔

اس مادہ کے عدد معمولی شمار سے ۱۳۵۵ ہیں مگر صنعت بسط غریزی سے ۱۳۲۲ اور یہی سنہ مطلوب ہے۔
(تشریح)

حروف اصلی	ا	ل	ه	می	ب	خ	ش	د	می
نتیجہ بسط غریزی	ج	می	ز	ل	د	ت	ث	ب	ل
اعداد	۳	۱۰	۷	۳۰	۴	۲۰۰	۵۰۰	۲	۳۰

حروف اصلی	ا	پ	ن	می	ک	ر	م	س	می
نتیجہ بسط غریزی	ج	د	ع	ل	ط	ص	س	م	ل
اعداد	۳	۴	۷۰	۳۰	۹	۹۰	۶۰	۴۰	۳۰

میزان اعداد (نتیجہ بسط غریزی) ۱۳۲۲
نقشہ بالا کے ملاحظہ سے روشن ہوگا کہ مادہ تیانج کے حروف میں بلحاظ مراتب۔
ناریہ کا تبادلہ ہوائیہ سے یا ہوائیہ کا ناریہ سے اور مائیہ کا تبادلہ تراپیہ سے یا تراپیہ کا
مائیہ سے ہوا ہے۔ اور دستور العمل میں وہی نقشہ ہے جو باب اول کے بیان الفاظ
جمل میں ابجد عناصر پر گزرا ہے گویا وہ اس عمل کی جنتری ہے۔
(۵) بسط ترفع عددی۔ بسط کی پانچویں قسم ہے۔ بسط ترفع عددی سے
مراد عدد حروف کا اپنے درجہ اول و مرتبہ سے درجہ و مرتبہ اعلیٰ میں ترقی کرنا ہے یعنی

اگر ایک حرف کا عدد درجہ احاد کا ہے تو اس کو درجہ عشرات کے اسی مرتبہ میں ترقی دین جس مرتبہ میں وہ احاد میں تھا اور اگر اس کا عدد درجہ عشرات کا ہے تو اس کو اسی مرتبہ کے درجہ ہات میں لے جاوین اسی طرح اگر اس کا عدد درجہ ہات کا ہے تو اس کو الف کے اسی مرتبہ میں پہنچا دین محققین فن نے اسی کو بسط مرتبی بھی لکھا ہے اور اس بسط کے لئے ابجد ترقی سے کام لیا ہے جس کو ہم نے بااول میں بذیل الفاظ جمل بیان کیا ہے اور ایک خاص نقشہ کے ذریعہ سے مراتب اور مدارج کو دکھلایا ہے۔

صاحب لمخص تسلیم اور معدن الجواہر نے اس صنعت کا ذکر فرمایا ہے۔
پس اگر ہم الف کو بسط ترقی عددی کریں تو ای ہو جاوے گا اور اس کا عدد اس کے عوض ۱۰ ہو جاوے گا اسی طرح اگر ای کو بسط ترقی عددی کریں تو اق ہو جاوے گا اور اس کے عدد ۱۰۰ محسوب ہون گے۔ علی ہذا اق کا بسط ترقی عددی ہونے سے (خ) ہو جاوے گا اور اس کے عدد ۱۰۰۰ محسوب ہون گے۔

(تمثیل) اگر ہم لفظ حامد کا بسط ترقی عددی کریں جس کے عدد اس وقت ۳۰ ہیں توح۔ ف۔ سے بدل جاوے گی اور الف۔ ی۔ سے اور میم۔ ث۔ سے اور دال۔ م۔ سے۔ پس (حامد) کے عدد ۵۳۰ ہو جاوین گے۔

تایخ میں اس صنعت کا استعمال اعداد حروف کو وہ گونہ کر دیتا ہے اور ساؤ طریقہ پر جس قدر عدد مادہ تایخ کے حاصل ہوتے ہیں وہ اس صنعت میں وہ گونہ بڑھ جاتے ہیں۔

ہم تایخ ذیل کو جو اسی صنعت میں لکھی گئی ہے تمثیلاً یہیہ ناظرین کرتے ہیں۔

لیکھ تعمیر مکان مؤلف در غریز باغ طبع زاد مؤلف کتاب	
اک مختصر مکان کی تعمیر ہم نے کی	چھوٹا سا خانہ باغ بھی ہر جس میں پر بہار
بسط ترغ حدی سے کہو ولا	فصلی کا سنہ غریزہ ولا سے ہے اشکا

(تشریح)

حروف اصلی	ع	ز	ی	ز	و	ل	ا	ج
بسط ترغ	ذ	ع	ق	ع	س	ش	ی	ج
اعداد	۷۰۰	۷۰	۱۰۰	۷۰	۴۰	۳۰۰	۱۰	۱۳۱۰

(نوٹ) ہمارا نام احمد عبدالغیریز اور ہمارا خطاب غریز جنگ اور ہمارا تخلص ولا ہے اور لفظ ولا انگریزی میں اوس مکان کو کہتے ہیں کہ جو باغ کے ساتھ وسیع رقبہ میں واقع ہو۔

پس شائقین فن جمل اس تاریخ کی خوبی کو خود سمجھ سکتے ہیں۔

(و) بسط ترغ حرفی۔ بسط کی چھٹی قسم ہے۔ ابجد نوحی کے ایک حرف کو

اوس کے مابعد کے حرف سے بدلنے کا نام بسط ترغ حرفی ہے۔ اگر ہم چاہیں کہ

لفظ حامد میں بسط ترغ حرفی۔ کہیں توح کو ط سے بدلین گے اور آلف کو

ب سے اور م کو ن سے اور د کو ہ سے جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ حامد کے ۵۳

حد اس صنعت کے بعد ۶۶ ہو جائیں گے۔ صاحبان معدن الجواہر و مختص تسلیم نے

اس کا اجمالی تذکرہ فرمایا ہے۔ صاحب مختص تسلیم نے لکھا ہے کہ ترغ حرفی بدل

کردن حرف ست بحرف ماقبلش۔ ہم عرض کرتے ہیں کہ آپ سے بیان لغز

میں تسامع ہوا ہے یہ تعریف تنزل حرفی کی ہے جس کا بیان آگے آوے گا۔
ترفع حرفی میں ایک حرف کا حرف مابعد سے تباہ ہونا چاہیئے نہ ماقبل سے۔
اس صنعت میں ہم نے ایک تاریخ لکھی ہے جو مثیلاً ذیل میں عرض کرتے ہیں۔

رحمت اللہ خان نام آور	ساخت حرفیہ نمونہ صنعت
شد بہ بسط ترفع حرفی	سال تاریخ چشمہ رحمت ۱۹۱۳

(تشریح)

حروف اصلی ماوہ	ج	ش	م	ہ	و	ح	م	ت	میزان
حروف بعد بسط	د	ت	ن	و	ش	ط	ن	ث	
۱۴	۲۰۰	۵۰	۶	۳۰۰	۹	۵۰	۵۰۰	۱۳۱۹	

(ر) بسط ترفع طبعی۔ بسط کی ساتویں قسم کا نام ہے حروف کو حسب طبیعت ترقی دینے کا نام بسط ترفع حرفی ہے یعنی حروف مائیدہ کو ہوائیہ سے بدل لیا جائے اور حروف ہوائیہ کو تراپیہ سے اور حروف تراپیہ کو ناریہ سے۔ اس عمل میں حروف ناریہ بجاں خود رہیں گے۔ اس لئے کہ ناریہ سے زیادہ عالی درجہ نہیں ہے جس میں اس کا ترفع ہو سکے۔ باب اول کی پہلی فصل میں بذیل الفاظ جمل جو نقشہ ابجد عناصر کا گزرا ہے اس کے معائنہ سے معلوم ہو گا کہ سب سے آخری درجہ حروف مائیدہ کا ہے اور اس سے بالاتر حروف ہوائیہ کا اور اس سے بالاتر حروف تراپیہ اور اس سے بلند تر درجہ میں حروف ناریہ۔

مثلاً اگر لفظ حامد کو بسط ترفع طبعی کرنا چاہیں تو (ح) کو جو مائی ہوا اسی کے

حرف لفظ خدا کا	خ	د	ا	ح	ا	ف	ظ	میزان
حرف بعد بسط	ث	ج	ا	ز	ا	ف	ذ	
ترفع طبعی	۵۰۰	۳	۱	۷	۱	۸۰	۷۰۰	۱۲۹۲
اعداد								

الفاظ خدا حافظ کے حقیقی اعداد ۱۵۹۲ تھے لیکن بسط ترفع طبعی کر کے اس کے اعداد ۱۲۹۲ ہو گئے اور یہی سہ ماہی مطلوب ہے۔
(ح) بسط کی آٹھویں قسم بسط ترفع بالطبع ہے۔ یہ اس عمل کا نام ہے کہ ایک طبیعت کے حروف سے ایک حرف کو اسی طبیعت کے بلند مرتبہ حرف کرنا بدلیں یعنی اس کو ترقی دیں۔

ملاحظہ ہو نقشہ متعلقہ ابجد عناصر مندرجہ فضل دوم باب اول جس میں حروف ناریہ - ا - ہ - ط - م - ف - ش - ذ - ہین - اگر ہم کو الف کا ترفع بالطبع مقصود ہو تو اس کو ہ سے بدلیں گے۔ جس کا درجہ باعتبار اعداد الف سے فائق ہے اسی طرح ہ کو ط سے بدلیں گے اور ط کو م سے اور م کو ف سے اور ف کو ش سے اور ش کو ذ سے۔
پس اگر ہم لفظ حامد کا بسط ترفع بالطبع چاہیں تو ح - ل - ہ بدلیں گے اور الف - ہ سے اور م - ف سے اور ذ - ح سے۔
اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ لفظ حامد کے عدد جو ۵۳ تھے اس عمل کر کے ۱۲۳ ہو جائیں گے۔ تاہم ذیل اسی صنعت کی مثال ہے۔

رسالہ ایست کہ تعلیم را بود موضوع

رقم زودہ سنہ طبعش صحیفہ مطبوعہ ۱۱۲۵

بین یہ نسخہ نادریں طبعیات

ضیا صنعت بسط ترفع بالطبع

(تشریح)

حروف اصلی ماوہ تائید											
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲
۱۱۲۵	۲۰۰	۱۰	۶	۴۰	۸۰	۹	۳۰	۵۰	۳۰	۴۰	۱۰

(ط) بسط کی نوین قسم۔ بسط ترقی اوتار ہے۔ اوتار عربی زبان کا لفظ جمع ہر حرف کی بمعنی عدد طاق و فرد۔ اور اعداد جمل کے ہر مرتبہ میں ۱-۲-۳-۴-۵-۶-۷-۸-۹ اوتار ہیں۔ پس آحاد میں۔ ا-ج-ہ-ز-ط۔ اور عشرات میں۔ ی-ل-ن۔ ع-ص۔ اور آت میں۔ ق-ش-ث-ذ-ظ۔ اور الوف میں غ حروف اوتار کہلاتے ہیں۔ ترقی اوتار اس عمل کا نام ہے کہ آحاد میں الف کے عوض ج لین اور ج کے عوض ہ اور ہ کے عوض ز اور ز کے عوض ط لیکن اگر ط واقع ہو تو وہ بحال خود رہے گی اس لئے کہ آحاد میں اس سے فائق درجہ اوتار کا نہیں ہے۔

اسی طرح عشرات میں ی کی جگہ ل اور ل کے عوض ن محسوب گا اور ن کے عوض ع اور ع کے عوض ص اور ص بحال خود رہے گا علی ہذا آت میں ق کی جگہ ش اور ش کے عوض ث اور ث کے عوض ذ اور ذ کے عوض ظ اور ظ بحال خود قائم رہے گی۔ اور الوف میں غ بحال خود قائم رہے گا اس لئے کہ اس سے فائق عدد کا حرف نہیں ہے۔

اور حروف ازواج بحال خود قائم رہیں گے۔ حروف ازواج وہ ہیں جو اوتار کے سوا ہوں۔ جن کا بیان آگے آئے گا۔

مثلاً لفظ حامد کا بسط ترفع اوتار ح ج م د ہے۔ حرف اول بحال خود رہا اس لئے کہ اوتار سے خارج ہے۔ اور الف کو ج سے بدلا اس لئے کہ الف سے فائق درجہ جیم کا ہے اور م اور د بحال خود رہے اس لئے کہ دونوں اوتار نہیں ہیں۔ نتیجہ اس عمل کا یہ ہوا کہ حامد کے عدد جو ۵۳ تھے بعد اس عمل کے ۵۵ ہو گئے۔

ہم تالیخ ذیل مثیلاً عرض کرتے ہیں جو اسی صنعت میں لکھی گئی ہے۔

گشت تعمیر مسجد عالی	باید گفت امر دلا تالیخ
من بضع ترفع اوتار	گفتش خانہ خدا تالیخ

(تشریح)

حروف اصلی	خ	ا	ن	ہ	خ	د	ا	میزان
حروف بعد ترفع اوتار	خ	ج	ع	ز	خ	د	ج	
اعداد	۶۰۰	۳	۷۰	۷	۶۰۰	۴	۳	۱۲۸۷

نقشہ بالا میں خ۔ د۔ دونوں بحال خود رہے اس لئے کہ وہ حروف اوتار نہیں ہیں بلکہ ازواج ہیں اور ا۔ ج سے بدلا اور ن کے عوض ع محسوب ہوا۔ اسی طرح ہ کے عوض ز اور پیرا کے عوض ج۔ اس صنعت کی وجہ الفاظ خانہ خدا کے اعداد اصلی جو ۱۲۶۱ تھے۔ ۱۲۸۷ ہو گئے اور یہی سنہ مطلوب ہے۔

(می) بسط ترفع ازواج - دسویں قسم ہے بسط کی - ازواج - زبان عربی میں زوج کی جمع - اور زوج - وتر کا ضد ہے جو اعداد و طاق نہیں ہیں بلکہ جفت ہیں اور ان کے حروف کو ہر مرتبہ میں ترقی دینے کا نام بسط ترفع ازواج ہے - اعداد ازواج - ۲ - ۴ - ۶ - ۸ - ہیں - اور حروف - آحاد میں ب - و - ح - اور عشرات میں حروف - ک - م - س - ف - اور مات میں حروف - ر - ت - خ - ض - حروف ازواج سے موسوم ہیں - پس ترفع ازواج اور اس عمل کا نام ہے کہ آحاد میں ب کے عوض دلیں اور د کے عوض و - اور و کے عوض ح - اور ح بحال خود رہے گی اس لئے کہ اس سے زیادہ آحاد میں کسی زوج کا درجہ نہیں ہے - اسی طرح عشرات میں حرف ازواج کا شمار کہ کے عوض م اور م کے عوض س اور س کے عوض ف اور ف بحال خود رہے گی - اس لئے کہ عشرات میں ف سے فائق کوئی حرف زوج نہیں ہے - علیٰ ہذا مات میں حروف ازواج کا شمار - کے عوض ت اور ت کے عوض خ اور خ کے عوض ض - اور ض بحال خود قائم رہے گا اس لئے کہ مات میں ض سے فائق کوئی زوج نہیں ہے - اور الف میں غ اس لئے بحال خود رہے گا کہ اس سے ازواج کو کوئی تعلق نہیں ہے - اور اس عمل میں اور تمام اقارب بحال خود رہیں گے اسی طرح جس طرح صنعت ماضیہ میں تمام ازواج بحال خود رہے -

اب ہم لفظ حامد کا بسط ترفع ازواج کرتے ہیں۔ ح۔ بحال خود ہے۔ کیونکہ
احاد میں اس کا درجہ سب سے عالی ہے۔ اور (الف) بھی بحال خود چھوڑا گیا کیونکہ
اوتار سے ہے اور (م) حسب قاعدہ بالاس سے بد لا گیا۔ د۔ و ہو گئی
حاصل یہ ہوا کہ لفظ حامد کے عدد جو ۵۳ تھے اس صنعت سے ۷۵ ہو گئے۔
مندرجہ ذیل تاریخ ایک مشہور شادی کے متعلق کسی نے اسی صنعت میں لکھی ہے

حکمت اسد خان طبیب دکن	بقدر دوم عروس شد خوش حال
من بہ بسط ترفع ازواج	کہ خدا شد حکیم گفتہ سال

نقشہ ذیل سے مادہ تاریخ میں صنعت کا عمل ظاہر ہوتا ہے۔

حروف اصل مادہ تاریخ	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲
حروف بعد بسط	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲
ترفع ازواج	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲
اعداد	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲

بعض ائمہ جبل نو لکھا ہو کہ ایک ہی تاریخ میں بسط ترفع اوتار و ازواج ہو سکتا ہے
ہم یہ کہتے ہیں کہ اس کی کیا تخصیص ہے ایک ہی تاریخ میں متعدد صنائع ہو سکتی ہیں
(ک) صاحب مفتاح الاستخراج نے فرمایا ہے کہ بسط تنزل بھی تاریخ کی ایک صنعت ہے
صاحب معدن الجواہر نے لکھا ہے کہ اس کی چار قسم ہیں (۱) بسط تنزل عددی
(۲) بسط تنزل حرفی (۳) بسط تنزل طبعی (۴) بسط تنزل بالطنع۔ اور یہ
برعکس ہے بسط ترفع کے۔ آپ نے اپنے اس بیان کو اس عبارت پر ختم فرمایا ہے
قس علی ذلک فی کل الامثلة لان العاقل تکفیه الاشارة۔ یعنی تمام امثلہ

مین اسی پر قیاس کر لو بدین وجہ کہ عاقل کو اشارہ کافی ہے۔ پہر آپ ہی کا قول ہے کہ بسط تنزل اوتار و بسط تنزل ازواج بھی ایک قسم ہے جس کو صاحب مفتح الاستخراج نے لکھا ہے سن اراد الاطلاع علیہ فلیس رجوع الیہ یعنی جو شخص اسکو معلوم کرنا چاہے پس رجوع کرے اس کی جانب۔ ہم نے اس کے بیان کو کتاب محفل علیہ میں بھی غیر صریح پایا لہذا یہی مناسب خیال کیا کہ اپنے طرز کے مطابق ایک قسم کا بیان صراحت کے ساتھ کر کے آگے بڑھیں۔

پس بسط تنزل عددی بسط کی گیارہویں قسم ہے۔ اس سے مراد عدد حرف کا اپنے درجہ اور مرتبہ سے درجہ و مرتبہ ادنیٰ میں تنزل پانا ہے یعنی اگر ایک حرف کا عدد درجہ آحاد کا ہے تو اس کا تنزل نہ ہو سکے گا اس لئے کہ آحاد سو کتر کوئی درجہ نہیں ہے۔

لیکن اگر وہ عدد حرف جس کا تنزل مقصود ہے عشرات کا عدد ہے تو اسکا تنزل درجہ آحاد میں بلحاظ مرتبہ ہو سکیگا جیسے کاف کے عدد کا مرتبہ درجہ عشرات میں دوسرا ہے تو اس کا تبادلہ تنزلی درجہ آحاد میں ب کے عدد کے ساتھ ہوگا اس لئے کہ ب کا مرتبہ بھی درجہ آحاد میں دوسرا ہے۔

اسی طرح مات کا تنزل عشرات کے درجہ میں بلحاظ مرتبہ اور آلف کا تنزل درجہ مات کے پہلے مرتبہ میں۔

مثلاً (غ) کے عدد کا تبادلہ تنزلی ق کے عدد کے ساتھ۔

پس اگر ہم لفظ زید میں بسط تنزل عددی کرنا چاہیں تو ز کا عدد بحال خود رہے گا اس لئے کہ وہ خود درجہ آحاد کا عدد ہے۔ اور می کا عدد اوجدیہ

عشریات کے مرتبہ اول کا عدد ہے درجہ احاد کے مرتبہ اول یعنی الف کے عدد کے ساتھ بدل کر بعض ۱۰ کے (۱) رہ جائے گا۔ اور وال کا عدد (۴) بحال خود رہے گا اس لئے کہ وہ بھی درجہ احاد کا ہے۔ جیسا کہ پہلے حرف کا عدد۔ پس اس عمل کا نتیجہ یہ ہوگا کہ نرید کے مجموعی اعداد (۲۱) اس صنف سے (۱۲) ہو جائیں گے۔ تاریخ ذیل اسی صنف میں لکھی گئی ہے جو ایک خمسہ ہجو کا آخری بند ہے صنف تاریخ سے ہم آگاہ نہیں ہیں۔ (ع) مشاع نیک ہر دوگان کہ باشد ڈ

خدمت گاہی تو ظلم بڑا ہے رے غضب
بسط تنزل عددی کا ہے یہ سبب
تخوہ کم ہوئی تو زیادہ ہوئی طلب
خمسہ کا بند داخل تاریخ سب کا سب

سیچ ہے حرام زاد کی رشتی دراز ہے

اس سالم بند کے حروف میں بسط تنزل عددی کرنے سے مسئلہ پھرے
حاصل ہوتا ہے۔ (تشریح)

مصرع اول

حروف	خ	د	م	ت	گ	ہ	ٹ	ی	ت	و	ظ	ل	م
اعداد	۶۰۰	۴	۴۰	۴۰۰	۲۰	۵	۴۰۰	۱۰	۴۰۰	۶	۹۰۰	۳۰	۴۰
تشریح عددی	۶۰	۴	۴	۴۰	۲	۵	۴۰	۱	۴۰	۶	۹۰	۳	۴

حروف	ب	ٹ	ہ	ا	و	ے	ر	ے	غ	ض	ب
اعداد	۲۰۰	۵	۱	۵	۱	۱۰	۲۰۰	۱۰	۱۰۰۰	۱۰۰	۲
تشریح عددی	۲۰	۵	۱	۵	۱	۱	۲۰	۱	۱۰۰	۸۰	۲

(۵۳۷)

میزان اعداد خانہ سوم مصرع اول

مصرع چهارم												
حروف	خ	م	س	ه	ک	ا	ب	ن	د	د	ا	خ
اعداد	۶۰۰	۴۰	۶۰	۵	۲۰	۱	۲	۵۰	۴	۴	۱	۶۰۰
تتبرل عددی	۶۰	۴	۶	۵	۲	۱	۲	۵	۴	۴	۱	۶۰
میزان اعداد خانه سوم مصرع چهارم (۲۹۸)												
مصرع پنجم												
حروف	س	ج	ه	ی	ح	ر	ا	م	ن	ا	د	ی
اعداد	۶۰	۳	۵	۱۰	۸	۲۰۰	۱	۴۰	۷	۱	۴	۱۰
تتبرل عددی	۶	۳	۵	۱	۸	۲۰	۱	۴	۷	۱	۴	۱
میزان اعداد خانه سوم مصرع پنجم (۱۲۹) عدد جمله ۴۳۱۳۱۳												
حروف	ک	ی	ر	س	ی	د	ر	ا	ن	ه	ی	
اعداد	۲۰	۱۰	۲۰۰	۴۰	۱۰	۴	۲۰۰	۱	۷	۵	۱۰	
تتبرل عددی	۲	۱	۲۰	۴	۱	۴	۲۰	۱	۷	۵	۱	

(ل) بسط تنزل حرفی۔ بسط کی بارہویں قسم ہے اور یکس ہے بسط ترقی غیر کا یعنی ابجد نوحی کے ایک حرف کو اس کے ماقبل کے حرف سے بدلنے کو بسط تنزل حرفی کہتے ہیں اور یہ ظاہر ہے کہ ہر ایک حرف کے ماقبل کا حرف باعث بار عدد مابعد سے کم رتبہ رکھتا ہے۔ اسی سے اس قسم کی وجہ تسمیہ ظاہر ہوتی ہے۔ اس صنعت میں الف بحال خود رہتا ہے اس لئے کہ اس سے کم رتبہ کا کوئی حرف نہیں ہے جس کے ساتھ اس کا تنزل ہو سکے۔

پس اگر لفظ بکر کا بسط تنزل حرفی کریں ثوب۔ الف سے بدلی جائیگی اور کاف سے اور ر۔ ق سے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ لفظ بکر کے اعداد بعوض ۲۲۲ کے ۱۱۱ رہ جائیں گے۔ اسطرح لفظ حامد میں ح۔ ز۔ سے بدلی جائیگی اور الف بحال خود رہے گا اس لئے کہ اس سے کم رتبہ کا کوئی حرف نہیں ہے۔ اور م۔ ل سے بدلا جاوے گا اور د کی جگہ ج قائم ہوگا۔ پس لفظ حامد کے اعداد مجسموعی جو فی الحقیقت ۵۳ تھے اس قاعدہ سے ۴۱ رہ جائیں گے۔

تایخ ذیل اسی صنعت میں لکھی گئی ہے۔

فصل حق نے بچا لیا اون کو	رہ گیا سارا طمطراق یہاں
ہوا سال تنزل حرفی	گرے گھوڑے سے برکت اللہ خان

حروف اصلی	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰
نتیجہ بسط تنزل حرفی	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰
اعداد	۱۰	۱۰۰	۹	۱۰	۵	۴	۵	۹	۱۰۰	۱

۱۔ فصل حق خادم خاص کا نام تھا۔ جس نے آقا کو گریستے ہوئے تہام لیا تھا۔

حروف اصل	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	۳۲	۳۳	۳۴	۳۵	۳۶	۳۷	۳۸	۳۹	۴۰	۴۱	۴۲	۴۳	۴۴	۴۵	۴۶	۴۷	۴۸	۴۹	۵۰	۵۱	۵۲	۵۳	۵۴	۵۵	۵۶	۵۷	۵۸	۵۹	۶۰	۶۱	۶۲	۶۳	۶۴	۶۵	۶۶	۶۷	۶۸	۶۹	۷۰	۷۱	۷۲	۷۳	۷۴	۷۵	۷۶	۷۷	۷۸	۷۹	۸۰	۸۱	۸۲	۸۳	۸۴	۸۵	۸۶	۸۷	۸۸	۸۹	۹۰	۹۱	۹۲	۹۳	۹۴	۹۵	۹۶	۹۷	۹۸	۹۹	۱۰۰
تثنی بسط تنزل حرفی	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	۳۲	۳۳	۳۴	۳۵	۳۶	۳۷	۳۸	۳۹	۴۰	۴۱	۴۲	۴۳	۴۴	۴۵	۴۶	۴۷	۴۸	۴۹	۵۰	۵۱	۵۲	۵۳	۵۴	۵۵	۵۶	۵۷	۵۸	۵۹	۶۰	۶۱	۶۲	۶۳	۶۴	۶۵	۶۶	۶۷	۶۸	۶۹	۷۰	۷۱	۷۲	۷۳	۷۴	۷۵	۷۶	۷۷	۷۸	۷۹	۸۰	۸۱	۸۲	۸۳	۸۴	۸۵	۸۶	۸۷	۸۸	۸۹	۹۰	۹۱	۹۲	۹۳	۹۴	۹۵	۹۶	۹۷	۹۸	۹۹	۱۰۰
اعداد	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	۳۲	۳۳	۳۴	۳۵	۳۶	۳۷	۳۸	۳۹	۴۰	۴۱	۴۲	۴۳	۴۴	۴۵	۴۶	۴۷	۴۸	۴۹	۵۰	۵۱	۵۲	۵۳	۵۴	۵۵	۵۶	۵۷	۵۸	۵۹	۶۰	۶۱	۶۲	۶۳	۶۴	۶۵	۶۶	۶۷	۶۸	۶۹	۷۰	۷۱	۷۲	۷۳	۷۴	۷۵	۷۶	۷۷	۷۸	۷۹	۸۰	۸۱	۸۲	۸۳	۸۴	۸۵	۸۶	۸۷	۸۸	۸۹	۹۰	۹۱	۹۲	۹۳	۹۴	۹۵	۹۶	۹۷	۹۸	۹۹	۱۰۰

(م) بسط تنزل طبعی۔ یہ اقسام بسط کی تیرہویں قسم ہے۔ یہ وہ ہے کہ حرف نار یہ کہ ہوا بیہ کے ساتھ اور ہوا بیہ کو مائیہ کے ساتھ اور مائیہ کو ترا بیہ کے ساتھ تنزل کیا جائے یعنی بدلا جائے۔

ہم نے بسط ترفع طبعی میں بیان کیا ہے کہ سب سے بڑا درجہ نار یہ کا ہے اور پھر ہوا بیہ کا اور اس کے بعد مائیہ کا پھر ترا بیہ کا۔ پس بڑے درجہ کو حرف کو اس سے کم درجہ کے حرف کے ساتھ بدلنے کا نام بسط تنزل طبعی ہے۔ اس عمل میں حروف ترا بیہ کسی اور حرف کے ساتھ بدلے نہ جاویں گے بلکہ بحال خود رہیں گے۔ مثلاً کہ ترا بیہ سے کم درجہ کوئی نہیں ہے یعنی ترفع میں نار یہ کے ساتھ جو عمل تھا وہی عمل تنزل میں ترا بیہ کے ساتھ ہے۔

مثلاً ہم نے چاہا کہ لفظ خالد میں بسط تنزل طبعی کریں تو (خ) جو کہ آبیہ میں چہ مرتبہ کا حرف ہے خاکبیہ کے اسی مرتبہ کے حرف (ت) کے ساتھ بدلا جائے گا۔ اور (الف) جو نار یہ کے پہلے مرتبہ کا حرف ہے (ج) ہوا بیہ کے پہلی مرتبہ کے حرف سے بدلے گا۔ اسی طرح (ل) جو آبیہ کے تیسرے مرتبہ کا حرف ہے (ی) سے تبدیل ہوگا اس لئے کہ خاکبیہ میں (ی) کا مرتبہ بھی تیسرا ہی ہے۔ اور علیٰ ہذا القیاس (د) کا تبادلہ اور تنزل (ب) سے ہوگا۔

اس عمل سے حاصل یہ ہوگا کہ خالد کے عدد حقیقی ۶۳۵ صرف ۴۱۵ رہ جائیں گے

تایخ ذیل اسی صنعت میں پائی گئی ہے۔

وہ زور و شور اب نہیں باقی رہا جتا	خدمت جو آج ہاتھ سے ان کے نکل گئی
وہ سخت و غرور کہاں اور یہ نکسار	اٹا اس کے ہین کہ طبیعت سنبھل گئی
اچھے رہیں وہ ہم کو کسی سے ہو کیا عرض	شکر خدا کہ کالی بلا سر سے ٹل گئی
لکھو تو آنرل طبعی سے اس کا سال	بگڑی ہوا تو صاف طبیعت بدل گئی

حروف اصلی	۲	۱۰	۱۲	۹	۵	۶	۱۰	۴	۶	۸	۱۰	۵
حروف بعد	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲
بسط آنرل طبعی	۲	۱۰	۱۲	۹	۵	۶	۱۰	۴	۶	۸	۱۰	۵
اعداد	۲	۳۰	۹۰	۱۰	۷	۶	۳	۲۰۰	۶	۹۰	۳	۲۰

حروف اصلی	۲	۱۰	۱۲	۹	۵	۶	۱۰	۴	۶	۸	۱۰	۵
حروف بعد	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲
بسط آنرل طبعی	۲	۱۰	۱۲	۹	۵	۶	۱۰	۴	۶	۸	۱۰	۵
اعداد	۲	۱۰	۱۲	۹	۵	۶	۱۰	۴	۶	۸	۱۰	۵

(ن) بسط آنرل بالطبع۔ اقسام بسط کی چودہویں قسم ہے۔ ایک ہی طبیعت کے حروف میں ایک حرف کا تنزل حرف ماقبل کے ساتھ کرنے کو بسط آنرل بالطبع کہتے ہیں۔
نقشہ متعلقہ ابجد عناصر مندرجہ الفاظ جمل مندرجہ فصل ۲ باب اول کے دیکھنے سے واضح ہو گا کہ ا ہ ط م ف ش ز حروف ناری ہیں پس ہ کا تنزل الف کے ساتھ اور ط کا تنزل ہ کے ساتھ اور م کا تنزل ط کے ساتھ

اور ف کا تنزل م کے ساتھ اور ش کا تنزل ف کے ساتھ اور ذ کا تنزل ش کے ساتھ ہو سکتا ہے اور الف کا تنزل اس لئے نہ ہو سکے گا کہ اس سے کم درجہ کوئی حرف - حرف نہ ہو یہ میں نہیں ہے۔

پس اگر ہم چاہیں کہ لفظ ہاشم کا بسط تنزل بالطبع کریں تو ہ کو الف کے ساتھ بدلین گے اور الف بحال خود رہے گا اور ش کا تبادلہ ف کے ساتھ ہو گا اور م کو ط سے بدلین گے اور اس عمل کی وجہ سے ہاشم کے اعداد بجای ۶۴۶۳ صرف ۹۱ رہ جائیں گے۔

یابج ذیل کسی نے اسی صنعت میں لکھی ہے۔

ستم شعار نہ کردی بجور و سلم درین	برین بیت چہ کشیدت مال افعالت
نوشته شوق بہ بسط تنزل بالطبع	شده تنزل خدمت مراے افعالت ۶۶۸

حروف اصلی	۶	۱۰	۸	۷	۶	۵	۴	۳	۲	۱	۰
نتیجہ بسط تنزل بالطبع	۶	۱۰	۸	۷	۶	۵	۴	۳	۲	۱	۰
اعداد	۲۰	۹۰	۹	۲	۲۰۰	۸	۳	۱۰	۹۰	۱	۴

حروف اصلی	۶	۱۰	۸	۷	۶	۵	۴	۳	۲	۱	۰
نتیجہ بسط تنزل بالطبع	۶	۱۰	۸	۷	۶	۵	۴	۳	۲	۱	۰
میزان	۶۶۸	۹۰	۸	۱	۹	۳۰	۱	۶	۱	۳	۱

(س) اقسام بسط کی پندرہویں قسم بسط تنزل اوتار ہے۔ اور
(ع) سولہویں قسم بسط تنزل ازدواج۔ حروف اوتار اور ازدواج کی تعداد
ہم نو بسط ترفع اوتار و ازدواج کو ذیل میں بیان کی ہے (دیکھو صنعت طوسی)
پس اس خاص موقع کے لئے ہم ایک نقشہ بدیہ ناظرین کرتے ہیں جو انہیں
تعریفات ماضیہ کالٹ لباب ہے۔

مدایج	حروف اوتار				حروف ازدواج			
احاد	ا	ج	ه	ز	ط	ب	د	و
	۱	۳	۵	۷	۹	۲	۴	۶
عشرات	ی	ل	ن	ع	ص	ک	م	س
	۱۰	۳۰	۵۰	۷۰	۹۰	۲۰	۴۰	۶۰
مآت	ق	ش	ث	ذ	ظ	ر	ت	خ
	۱۰۰	۳۰۰	۵۰۰	۷۰۰	۹۰۰	۲۰۰	۴۰۰	۶۰۰
الوف								
				غ				
				۱۰۰۰				

پس ط کاتنزل د کے ساتھ اور ز کاتنزل ہ کے ساتھ اور ہ کاتنزل
ج کے ساتھ اور ج کاتنزل الف کے ساتھ بسط تنزل اوتار کہلائے گا۔ و قس
علیٰ ہذا فی العشرات والمآت والالوف۔

اسی طرح ح کاتنزل و کے ساتھ و کاتنزل د کے ساتھ و کاتنزل
ب کے ساتھ بسط تنزل ازدواج سے موسوم ہوگا۔ اور یہی عمل عشرات اور
میں ہوگا۔

سمجھ رکھنا چاہیئے کہ حروف اوتار سے۔ ا۔ ی۔ ق۔ غ۔ کا تنزل ہوگا
 علیٰ ہذا حروف ازواج سے۔ ب۔ ک۔ ر۔ کا بھی تنزل نہ ہوگا اس لئے کہ یہ حرف
 اپنے اپنے مرتبہ میں کمترین حروف ہیں جن سے زیادہ۔ کم درجہ کا کوئی
 دوسرا حرف نہیں ہے۔

اگر ہم ایک ہی لفظ میں یہ دونوں صنعتیں جاری کریں تو ہو سکتا ہے
 لیکن جب صرف ایک صنعت تنزل اوتار ہی جاری کریں تو ازواج بحال خود ہرگز
 یا اگر ہم کو صرف صنعت تنزل ازواج سے کام لینا مقصود ہو تو حروف اوتا
 میں کوئی تبدیلی نہ ہوگی۔

مثلاً ہم نے لفظ ہندہ کا بسط تنزل اوتار کیا تو ہ۔ ج سے بدلیگی
 اور ن۔ ل سے اور د بحال خود رہے گی اس لئے کہ حروف ازواج
 سے ہر اور دوسری ہ بھی ج سے بدلی جائیگی نتیجہ یہ ہوگا کہ ہندہ
 کے اعداد اصلی (۶۴) کے عوض ۴۰ محسوب ہوں گے۔

اگر ہم اسی لفظ ہندہ میں بسط تنزل ازواج کریں تو ہ اور ن
 بحال خود رہیں گے اس لئے کہ یہ دونوں حروف اوتار سے ہیں اور د سے
 بدل جائیگی۔ اور دوسری ہ بھی بحال خود رہے گی پس (ہندہ) کے اعداد
 اس صنعت میں بعوض ۶۴ کے ۶۲ محسوب ہوں گے۔

اگر ہم اسی لفظ ہندہ میں دونوں صنعتیں جاری کریں تو ہ۔ ج سے
 بدل جائیگی۔ اور ن۔ ل سے اور د۔ ب سے اور ہ۔ ج سے پس لفظ
 ہندہ کے اعداد اصلی (۶۴)۔ اس عمل کے بعد ۳۸ ہو جائیں گے۔

اب ہم ذیل میں دو ایسی تاریخیں پیش کرتے ہیں جن میں ان دونوں صنعتوں کا استعمال ہوا ہے۔

تاریخ بصنعت بسط تنزل و تار

چور تھا کون کس نے پائی سزا مثل مفقود کی منیجر نے نزلہ ریزد مگر بعضو ضعیف زیادہ سے یہ تنزل اوتار	ہاے کس کی بلا ہے کس کے سر زہ دار می بین پٹ گیا ریٹر ہچو خاک ست بند کبے زر افت آتی ہے بے وسیلون پر ۱۲۴۱
--	--

حروف اصلی	—	۱۰	۱۰	—	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰
تجو بسط تنزل اوتار	—	۱۰	۱۰	—	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰
اعداد	۱	۸۰	۴۰۰	۱	۴۰۰	۱۰	۳	۱۰	۲

حروف اصلی	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰
تجو بسط تنزل اوتار	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰
اعداد	۶	۶۰	۱۰	۱۰	۶	۳۰	۲	۴۰۰	۱۲۴۱

تاریخ بصنعت بسط تنزل ازواج

مرد با آب و تاب شمس الدین زور بازو سے وہ بنا تیراک	جو کہ زرے سے آفتاب ہوا اپنے فن میں وہ لا جواب ہوا
---	--

(شرح)

حروف اصلی	۶	۵	۳	۱	۱۰	۱	۲	۵	۶	میزان
اعداد	۶	۵	۱۰۰۰	۲۰۰	۱۰۰	۱	۲	۵	۶	۱۳۲۶
حروف بعدیست	۶	۵	۳	۱	۱۰	۱	۲	۵	۶	میزان
تنزل ازواج	۶	۵	۱۰۰۰	۲۰۰	۱۰۰	۱	۲	۵	۶	۱۳۲۲

(ف) بسط کی سترہویں قسم۔ بسط تو اخفی۔ ہے صاحب مفصلح الاستخارج نے اسکا ذکر کیا ہے اور صاحب کتاب المداخل نے اس کو بسط تشابہ اور بسط تنزیج بھی کہا ہے۔ یہ اس عمل کا نام ہے کہ ایک حرف کو اس کے مشابہ اور متشاکر دوسرے حرف سے بدل کر یں۔ جیسے ب کو ت یا ث سے یا ت کو ب یا ث سے یا ث کو ب یا ت سے اور یہ حروف باہم تو اخفی کہتے ہیں یعنی اخوت علیٰ تہا

ج ح خ میں بھی اخوت ہے اسی طرح و ذ - ر ز - س ش - ص ض - ط ظ
ع غ - مین - بعض صاحبان تحقیق نے - ف ق - مین بھی اخوت قائم کی ہو لیکن
اکثر اس کے خلاف ہیں اور آخرین کا مذہب عام ہے اور ہم بھی اسی سے متفق ہیں -
پس مادہ تایخ میں ب کے عوض ت کے اعداد لینا اور ت کے عوض ب کے
یا ث کے عوض ت کے اعداد محسوب کرنا یا ج کے عوض ح کے اور ح کے عوض
ج کے یا خ کے عوض ح کے - اسی طرح د کے عوض ذ کے عدد شمار کرنا - یا
ذ کے عوض د کے (وغیرہ) بسط تو اخی یا ثابہ یا تزوج کہلائے گا -

مثلاً اگر لفظ حامد میں بسط تو اخی کریں تو ح کے عوض ج محسوب ہوگا
اور الف اور م بحال خود رہیں گے اور د کے عوض ذ لی جاسیگی نتیجہ یہ
ہوگا کہ لفظ حامد کے ۵۳ عدد اس صنعت کے بعد ۷۴ ہو جائیں گے -
بعض اہل تحقیق نے لکھا ہے کہ ب ت ث اور ج ح خ میں ٹوئج کو
اختیار ہے کہ ان تینوں حروف سے ایک حرف کے عوض باقی ماندہ دو حروف سے
جس حرف کو چاہیں بدلین - ہم یہ کہتے ہیں کہ ان بزرگوں نے اسپر غور نہیں فرمایا
کہ اس آزادی کی وجہ سے یہ بہت بڑا نقص تایخ میں پیدا ہو جاوے گا کہ جب تک
ٹوئج اپنے مادہ کے ساتھ اپنے طرز عمل کی صراحت نہ کرے گا دوسرا شخص
اوس مادہ کے صحیح اعداد پر قادر نہ ہو سکیگا - اہل احتیاط کا وہی مذہب ہے
جس کی صراحت ہم نے ابتداء میں بیان کر دی - ہماری رائے میں ٹوئج اوس کی
پابندی کرے تو صرف اس کا اشارہ کہ یہ تایخ صنعت بسط تو اخی میں ہے
کافی ہے - اور ہم اسی کے پیرو ہیں -

معلوم ایسا ہوتا ہے کہ صاحب معدن الجواہر نے آخر الذکر مذہب کی پیروی کی ہے اسی لئے آپ نے لفظ حامد کے بسط تواخی میں ح کے عوض خ محسوب فرمائی ہے اور ہم کو اس سے اختلاف ہے۔ جیسا کہ اوپر ذکر ہوا
تایخ ذیل اسی صنعت میں لکھی گئی ہے

ابن اخی ملا احمد	مات شبا با و اسفا
بسط تواخ فی عامہ	رضی اللہ عنہ الملا

حروف اصلی	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷
نتیجہ بسط تواخی	۱۰	۲۰	۳۰	۴۰	۵۰	۶۰	۷۰
اعداد	۴	۹۰	۱۰	۱	۳۰	۵	۱۰۰۰

حروف اصلی	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷
نتیجہ بسط تواخی	۱۰	۲۰	۳۰	۴۰	۵۰	۶۰	۷۰
اعداد	۵۰	۱	۳۰	۴۰	۱	۳۰	۱۳۲۵

(ص) بسط تجمع۔ بسط کی اٹھارہویں قسم ہے۔ صاحب معدن الجواہر فرماتے ہیں کہ ہر ایک حرف طالب کو مطلوب کے ساتھ جمع کرنے کا نام بسط تجمع ہے۔ مثلاً اگر ہم چاہیں کہ لفظ حامد کا بسط تجمع لفظ جعفر کے ساتھ کریں تو حامد کے حروف ایک سطح میں لکھیں اور اس کے ذیل میں جعفر کے حروف جیسے ج ا م د ر پر رکھیں

بیان ہوا اور مصرع ثانی میں دو لہن کا بیان اور ساتھ ہی اس کا بھی پابند ہو کر دونوں مصرعوں کے حروف کو تعداد مساوی رکھے اور پہر ایک مصرع کو دوسرے کے ساتھ بسط جمع کرے اور حاصل استنطاق سے سنہ مطلوب برآمد ہو تو ایسی تاریخ نہایت تعریف کے قابل ہوگی۔

تاریخ ذیل اسی صنعت میں لکھی گئی ہے جو مثلاً یہ ناظرین کی جاتی ہے۔

شہ مبارک اقران النیرین	۲۶۶	شوہر خجسم النسا شد شمس دین
سالش از بسط تجب جمع بر کشود		مصرع اول بوصول آخرین

بسط جمع مصرع اول و دوم شعر اول

حروف مصرع اول	ش	د	م	ب	ا	ر	ک	ا	ق	ت	ر
حروف مصرع ثانی	ش	و	ہ	ر	ن	ج	م	ا	ل	ن	س
مجموعہ اعداد	۶۰۰	۱۰	۴۵	۲۰۲	۵۱	۲۰۳	۶۰	۲	۱۳۰	۲۵۰	۲۶۰
استنطاق	خ	ی	ہ	د	ک	ہ	ج	ک	س	ب	س
اعداد حاصلہ	۶۰۰	۱۰	۹	۲۲	۶	۲۳	۶۰	۲	۳۱	۵۲	۶۲

حروف مصرع اول	ا	ن	ا	ل	ن	ی	ر	ی	ن		
حروف مصرع ثانی	ا	ش	د	ش	م	س	د	ی	ن		
مجموعہ اعداد	۲	۳۵۰	۵	۳۳۰	۹۰	۷۰	۲۰۲	۲۰	۱۰۰		
استنطاق	ب	ن	ج	ہ	ل	ج	ص	ع	د	ک	ق
اعداد حاصلہ	۲	۵۳	۵	۳۳	۹۰	۷۰	۲۲	۲۰	۱۰۰		۱۲۷۶

اس صنعت کے متعلق اس قدر صراحت کی جاتی ہے کہ مصرع اول کے حرف
مصرع دوم کے ساتھ یا شعر اول کے حروف شعر دوم کے ساتھ یا ایک ہی مصرع میں
ایک لفظ دوسرے لفظ کے ساتھ بشرطیکہ مساوی الحروف ہو جمع ہو سکتا ہے
نیز یہ بھی ممکن ہے کہ پہلے مصرع کو تیسرے مصرع کے ساتھ اور دوسرے
مصرع کو چوتھے مصرع کے ساتھ جمع کریں بشرطیکہ وہ دونوں مساوی الحروف
ہوں۔ بہر حال جس طرز پر بسط جمع ہوا ہو اس کی صراحت شعر آخرین میں
کر دینا چاہیئے۔

(ق) بسط کی انیسویں قسم بسط تضاعف ہے۔ صاحب معدن الجواہر کا قول
ہے کہ بسط تضاعف سے مراد ہر حرف کے اعداد کو دو چند کر کے اس سے لفظ
استنطاق حروف کا حاصل کرنا ہے۔ مثلاً ہم لفظ حامد کا بسط تضاعف کرنا
چاہتے ہیں تو (ح) کے عدد ۸ کو ۱۶ کیا اور (الف) کے عدد کا مضاعف ۲ لیا
اور عدد (م) کا مضاعف ۸۰ اور عدد (د) کا مضاعف ۸۔ پہر استنطاتی
عمل کیا تو ۱۶ سے ۱۔ اور ۲ سے ب اور ۸۰ سے ف اور ۸ سے
ح حاصل ہوا۔ اور ظاہر ہے کہ و۔ ا۔ ب۔ ف۔ ح۔ کے مجموعی عدد
۹ ہوئے۔ درحالیکہ لفظ حامد کے اصلی اعداد ۵۳۵ تھے۔

صاحب معدن الجواہر سے اس صنعت کے استنطاق میں بھی تسامح ہوا
اب ہم ذیل میں ایک تاریخ ہدیہ ناظرین کرتے ہیں جو اسی صنعت میں لکھی گئی ہے

سلامت علی خان ہوئے منتظم	مضاعف سے زائد اضافہ ہوا
بڑے نیک دل ہیں بڑے نیکذات	خدا اور دے انکو اچھا ہوا

مقدر میں ان کے ترقی پہنچاؤ و لاہم نے بسط تضاعف سے یوں	ابھی کیا ہوا ہے ابھی کیا ہوا کہا سال رتبہ دو یا لا ہوا
--	---

ص ۱	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	۳۲	۳۳	۳۴	۳۵	۳۶	۳۷	۳۸	۳۹	۴۰	۴۱	۴۲	۴۳	۴۴	۴۵	۴۶	۴۷	۴۸	۴۹	۵۰	۵۱	۵۲	۵۳	۵۴	۵۵	۵۶	۵۷	۵۸	۵۹	۶۰	۶۱	۶۲	۶۳	۶۴	۶۵	۶۶	۶۷	۶۸	۶۹	۷۰	۷۱	۷۲	۷۳	۷۴	۷۵	۷۶	۷۷	۷۸	۷۹	۸۰	۸۱	۸۲	۸۳	۸۴	۸۵	۸۶	۸۷	۸۸	۸۹	۹۰	۹۱	۹۲	۹۳	۹۴	۹۵	۹۶	۹۷	۹۸	۹۹	۱۰۰
اعداد	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	۳۲	۳۳	۳۴	۳۵	۳۶	۳۷	۳۸	۳۹	۴۰	۴۱	۴۲	۴۳	۴۴	۴۵	۴۶	۴۷	۴۸	۴۹	۵۰	۵۱	۵۲	۵۳	۵۴	۵۵	۵۶	۵۷	۵۸	۵۹	۶۰	۶۱	۶۲	۶۳	۶۴	۶۵	۶۶	۶۷	۶۸	۶۹	۷۰	۷۱	۷۲	۷۳	۷۴	۷۵	۷۶	۷۷	۷۸	۷۹	۸۰	۸۱	۸۲	۸۳	۸۴	۸۵	۸۶	۸۷	۸۸	۸۹	۹۰	۹۱	۹۲	۹۳	۹۴	۹۵	۹۶	۹۷	۹۸	۹۹	۱۰۰
تضاعف	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	۳۲	۳۳	۳۴	۳۵	۳۶	۳۷	۳۸	۳۹	۴۰	۴۱	۴۲	۴۳	۴۴	۴۵	۴۶	۴۷	۴۸	۴۹	۵۰	۵۱	۵۲	۵۳	۵۴	۵۵	۵۶	۵۷	۵۸	۵۹	۶۰	۶۱	۶۲	۶۳	۶۴	۶۵	۶۶	۶۷	۶۸	۶۹	۷۰	۷۱	۷۲	۷۳	۷۴	۷۵	۷۶	۷۷	۷۸	۷۹	۸۰	۸۱	۸۲	۸۳	۸۴	۸۵	۸۶	۸۷	۸۸	۸۹	۹۰	۹۱	۹۲	۹۳	۹۴	۹۵	۹۶	۹۷	۹۸	۹۹	۱۰۰
استنطاق	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	۳۲	۳۳	۳۴	۳۵	۳۶	۳۷	۳۸	۳۹	۴۰	۴۱	۴۲	۴۳	۴۴	۴۵	۴۶	۴۷	۴۸	۴۹	۵۰	۵۱	۵۲	۵۳	۵۴	۵۵	۵۶	۵۷	۵۸	۵۹	۶۰	۶۱	۶۲	۶۳	۶۴	۶۵	۶۶	۶۷	۶۸	۶۹	۷۰	۷۱	۷۲	۷۳	۷۴	۷۵	۷۶	۷۷	۷۸	۷۹	۸۰	۸۱	۸۲	۸۳	۸۴	۸۵	۸۶	۸۷	۸۸	۸۹	۹۰	۹۱	۹۲	۹۳	۹۴	۹۵	۹۶	۹۷	۹۸	۹۹	۱۰۰
اعداد حاصل	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	۳۲	۳۳	۳۴	۳۵	۳۶	۳۷	۳۸	۳۹	۴۰	۴۱	۴۲	۴۳	۴۴	۴۵	۴۶	۴۷	۴۸	۴۹	۵۰	۵۱	۵۲	۵۳	۵۴	۵۵	۵۶	۵۷	۵۸	۵۹	۶۰	۶۱	۶۲	۶۳	۶۴	۶۵	۶۶	۶۷	۶۸	۶۹	۷۰	۷۱	۷۲	۷۳	۷۴	۷۵	۷۶	۷۷	۷۸	۷۹	۸۰	۸۱	۸۲	۸۳	۸۴	۸۵	۸۶	۸۷	۸۸	۸۹	۹۰	۹۱	۹۲	۹۳	۹۴	۹۵	۹۶	۹۷	۹۸	۹۹	۱۰۰

(۱) بسط کی بیسیوں قسم بسط تناصف ہے۔ ہر ایک حرف کے عدد کو بشہ طیکہ قابل تنصیف ہو۔ نصف کر کے استنطاق کرنے کا نام بسط تناصف ہے۔ حرف مستنطقہ کے اعداد کا مجموعہ سنہ مطلوب ہوگا۔ صاحب معدن الجواہر نے اسکا ذکر نہایت اجمال کے ساتھ کیا ہے۔

جن اعداد کی تنصیف بدون کسرات نہ ہو سکے وہ بحال خود رکھے جاویں گے کسی استاد نے کسی بزرگ کی رحلت کی تاریخ اسی صنعت میں آیہ قرآنی ان المتقین فی ظلل و عیون سے حاصل کی ہے جن کی رحلت سالکہ میں واقع ہوئی تھی۔ محققین فن نے ضمناً اس کا ذکر کیا ہے۔

نقشہ ذیل سے حسابی عمل یا سانی سمجھ میں آ سکتا ہے۔

حروف اصلی	۱	۵	۱۰	۲۰	۳۰	۴۰	۵۰	۶۰	۷۰
اعداد	۱	۵۰	۱۰	۱۰۰	۲۰	۳۰	۴۰	۵۰	۶۰
تضعیف	۱	۲۵	۵	۵۰	۲۰	۱۵	۱۰	۵	۲۰
استنطاق	۱	۵	۱۰	۲۰	۳۰	۴۰	۵۰	۶۰	۷۰
دستخطہ اعداد حروف	۱	۵	۱۰	۲۰	۳۰	۴۰	۵۰	۶۰	۷۰

حروف اصلی	۱	۵	۱۰	۲۰	۳۰	۴۰	۵۰	۶۰	۷۰
اعداد	۱۰	۹۰	۳۰	۳۰	۴۰	۵۰	۶۰	۷۰	۸۰
تضعیف	۵	۲۵	۱۵	۱۵	۳	۳۵	۵	۳	۲۵
استنطاق	۵	۱۰	۱۵	۲۰	۲۵	۳۰	۳۵	۴۰	۴۵
دستخطہ اعداد حروف	۵	۵۲	۶	۶	۳	۸	۵	۳	۷۲۲

(ش) صاحب لمخص تسلیم نے صنعت ماضیہ یعنی (بسط تناصف) کا ذکر نہیں فرمایا ہے بلکہ بسط تضعیف کی تعریف کی ہے اور یہ ایک خاص قسم ہے جو بسط تناصف کے سوا ہے لہذا ہم اس کو اقسام بسط سے اکیسویں قسم قرار دیتے ہیں آپ فرماتے ہیں کہ بسط تضعیف میں اعداد قابل تضعیف کو اس وقت تک نصف کرتے چلے جاویں جب تک کہ تضعیف ناممکن ہو پس آخر پر جو عدد ناقابل تضعیف باقی رہ جائے گا وہی حساب میں محسوب ہوگا ہم کہتے ہیں کہ اعداد غیر قابل تضعیف

بحال خود رہیں گے۔

مثلاً ہم نے لفظ (سعید) کا بسط تنصیف کیا تو اس کے عدد ۶۰ جسکی تنصیف ۳۰ ہے اور پہر اس کی تنصیف ۵۱ ہے چونکہ ۵۱ کی تنصیف بلا کسرا نہیں ہو سکتی لہذا ہم نے اس کا عدد (۱۵۱) قرار دیا۔

پہر ۷ لیا تو اس کے عدد ۷۰ ہیں جس کی تنصیف ۳۵ ہے اور ۳۵ ناقابل تنصیف ہے لہذا ۷ کے اعداد ۳۵ قرار پائے۔

پہر ہم نے ۱۱ لیا جس کے عدد ۱۱۰ ہیں۔ اس کی تنصیف (۵۵) ہوئی اور (۵۵) ناقابل تنصیف ہیں لہذا ۱۱ کے عدد (۵۵) قائم ہوئے۔

پہر ۱۲ لیا جس کے عدد ۱۲۰ ہیں اور ۱۲ کی تنصیف ۶۰ ہے۔
پہر ۱۳ کی تنصیف ۶۵ (۱) رہا اور ایک ناقابل تنصیف ہے لہذا ۱۳ کا عدد ایک قرار پایا۔

اس عمل سے لفظ سعید کے اصل عدد جو ۱۴۴ تھے (۵۶) رہ گئے۔
صاحب شخص تسلیم نے اس کی تفہیم اچھی طرح پر نہیں کی ہے۔ اور ہنوز اور کتابوں کے مقابلہ کے بعد نتیجہ مستخرج کہ یہ ناظرین کیا ہے۔

اب ہم اس صنعت کے لحاظ سے مناسب خیال کرتے ہیں کہ اعداد جمل کی ایک خاص جہت سے اسی موقع پر یہ ناظرین کریں جس سے حساب اعداد میں بڑی سہولت حاصل ہوگی۔

حروف ابجد	عمل تنصیف	عدد قائمہ
۱	نا قابل تنصیف	۱

حروف ابجد	عمل تنصیف	عدد قائمہ
ب	۲ بعد تنصیف ۱ -	۱
ج	۳ ناقابل تنصیف	۳
د	۴ - ۲ - ۱ -	۱
ه	۵ ناقابل تنصیف	۵
و	۶ - ۳ -	۳
ز	۷ ناقابل تنصیف	۷
ح	۸ - ۴ - ۲ - ۱ -	۱
ط	۹ ناقابل تنصیف	۹
ی	۱۰ - ۵ -	۵
ک	۲۰ - ۱۰ - ۵ -	۵
ل	۳۰ - ۱۵ -	۱۵
م	۴۰ - ۲۰ - ۱۰ - ۵ -	۵
ن	۵۰ - ۲۵ -	۲۵
س	۶۰ - ۳۰ - ۱۵ -	۱۵
ع	۷۰ - ۳۵ -	۳۵
ف	۸۰ - ۴۰ - ۲۰ - ۱۰ - ۵ -	۵
ص	۹۰ - ۴۵ -	۴۵
ق	۱۰۰ - ۵۰ - ۲۵ -	۲۵

حُرُوف ابجد	عمل تنصیف	عُرُ قَائِمَہ
ر	۲۰۰ - ۱۰۰ - ۵۰ - ۲۵	۲۵
ش	۳۰۰ - ۱۵۰ - ۷۵	۷۵
ت	۳۰۰ - ۲۰۰ - ۱۰۰ - ۵۰ - ۲۵	۲۵
ث	۵۰۰ - ۲۵۰ - ۱۲۵	۱۲۵
خ	۶۰۰ - ۳۰۰ - ۱۵۰ - ۷۵	۷۵
ذ	۷۰۰ - ۳۵۰ - ۱۷۵	۱۷۵
ض	۸۰۰ - ۴۰۰ - ۲۰۰ - ۱۰۰ - ۵۰ - ۲۵	۲۵
ظ	۹۰۰ - ۴۵۰ - ۲۲۵	۲۲۵
غ	۱۰۰۰ - ۵۰۰ - ۲۵۰ - ۱۲۵	۱۲۵

متاخرین سے کسی طباع شاعر نے ایک ظالم کی وفات کی تالیف
اسی صنعت میں لکھی ہے وہ ہونہا

تار و زجزا فتنہ گرے رفت بخواب	اور ست ز خلق و ست خلقے ز عذاب
بسط تنصیف سال رحلت گردید	بگذشت ز خلق ظالم خاہ خراب

(ت) بسط کی بائیسویں قسم بسط تضارب ہے۔ صاحب معدن الجواہر فرماتے ہیں کہ ایک لفظ (جس کو طالب کہتے ہیں) کے ایک حرف کو دوسرے لفظ (جس کا نام مطلوب ہے) کے ایک حرف میں ضرب دیکر حاصل ضرب سے بقاعدہ استتقاق نیا حرف پیدا کرنے کا نام (بسط تضارب) ہے۔ مثلاً ہم کسی شادی کی تالیف کے لئے خالد کو دو لہا فرض کریں اور ہندہ کو اوس کی دہن

تو خالد اصطلاح جمل میں طالب ہوگا اور ہندہ مطلوب۔ اور ان کے حروف مع
اعداد حسب ذیل ہوں گے $\frac{پ}{۱۰} + \frac{ل}{۲۰} \times \frac{۵}{۵} = \frac{۵}{۵}$
پس (خ) کے عدد کو عدد (۵) میں ضرب دینے سے ۳۰۰۰ حاصل ہوگا
اور (ا) کے عدد کو عدد (ن) میں ضرب دینے سے ۵۰
اور عدد (ل) کو عدد (د) میں ضرب دینے سے ۱۲۰
اور عدد (د) کو عدد (۵) میں ضرب دینے سے ۲۰
اب ہم نے بقاعدہ استنطاق ۳۰۰۰ سے ایک صفر چھوڑ کر ۳۰۰ سے
(ش) حاصل کیا اور ۵۰ سے (ن) اور ۱۲۰ سے (ک) اور ۲۰ سے (ک)
پس ش ن ک اک کے مجموعی عدد ۳۹۱ ہیں اور یہی گویا سہ مطلوب ہے
تاریخ ذیل ایک واقعہ قتل کے متعلق اسی صنعت میں لکھی گئی ہے۔

جمل معشوق عاشق ہو گیا بعد از قصاص	قاتل و مقتول کو یک جا کیا تلوار نے
سال ستم تر نہ دے بسط تضارب سے کیا	جان ہی کر قتل شیرین کو کیا سردار نے

(تشریح)

حروف مقتول (شیرین)	ش	سی	ر	می	ن
اعداد	۳۰۰	۱۰	۲۰۰	۱۰	۵۰
حروف قاتل (سردار)	س	ر	د	ا	ر
اعداد	۶۰	۲۰۰	۴	۱	۲۰۰
حاصل ضرب اعداد	۱۸۰۰۰	۲۰۰۰	۸۰۰	۱۰	۱۰۰۰۰
استنطاق	ض-ا	ر	ض	می	ق
اعداد حروف مشنطقہ	۸۰۱	۲۰۰	۸۰۰	۱۰	۱۰۰

میزان اعداد حروف مشنطقہ ۱۹۱۱ سمت

(ث) بسط کی ٹیٹیسوین قسم بسط تکثیر ہے۔ کسور صحیحہ حروف لفظ مطلوب سے بقاعدہ استنطاق نئے حروف کے حاصل کرنے کو بسط تکثیر کہتے ہیں۔

واضح ہو کہ کسور ۹ ہیں

$\frac{1}{2}$ $\frac{1}{3}$ $\frac{1}{4}$ $\frac{1}{5}$ $\frac{1}{6}$ $\frac{1}{7}$ $\frac{1}{8}$ $\frac{1}{9}$

لفظ مطلوب سے ہر ایک حرف کے عدد میں جو کسور جتنی بار کامل تقسیم ہوں یعنی طرح ہوتی ہو اس کو لکھ لیں۔ پہراون کسرات سے بقاعدہ استنطاق حروف حاصل کریں اور جب یہی عمل کل حروف لفظ مطلوب کی نسبت کامل ہو جائے تو حروف مستنطقہ کے اعداد کو جمع کر لیں وہی نتیجہ ہوگا بسط تکثیر کا۔ جن حروف کے اعداد میں یہ قاعدہ جاری نہ ہوتا ہو وہ بحال خود پیگور بعض محققین نے کہا ہے کہ ان حروف کا ترک کرنا اولے ہے۔ لیکن غلبہ صورت اول پر ہے۔

مثلاً ہم نے چاہا کہ لفظ حامد کا بسط تکثیر کریں تو پہلے ہم نے ح کو لیا اور دیکھا کہ اس کا عدد ۸ ہے اور ۸ کا $\frac{1}{2}$ = ۴ اور $\frac{1}{3}$ = ۲ اور $\frac{1}{4}$ = ۱ پس ۴ کا استنطاق د ہوا اور ۲ کا ب اور ۱ کا الف۔
پھر الف کو لیا جس کا عدد ۱ ہے۔ یہ کسی کسور پر تقسیم نہیں پاتا لہذا اسکو بحال خود رکھا اور اس کا استنطاق وہی الف ہوا۔

پھر م کو لیا جس کے عدد ۴۰ ہیں اس کا $\frac{1}{2}$ = ۲۰ کے اور $\frac{1}{3}$ = ۱۳ اور $\frac{1}{4}$ = ۱۰ اور $\frac{1}{5}$ = ۸ اور $\frac{1}{6}$ = ۶ اور $\frac{1}{7}$ = ۵ اور $\frac{1}{8}$ = ۵ اور $\frac{1}{9}$ = ۴ اور $\frac{1}{10}$ = ۴ اور $\frac{1}{11}$ = ۳ اور $\frac{1}{12}$ = ۳ اور $\frac{1}{13}$ = ۳ اور $\frac{1}{14}$ = ۲ اور $\frac{1}{15}$ = ۲ اور $\frac{1}{16}$ = ۲ اور $\frac{1}{17}$ = ۲ اور $\frac{1}{18}$ = ۲ اور $\frac{1}{19}$ = ۲ اور $\frac{1}{20}$ = ۱۔

پس (۲) سے ب حاصل ہوئی اور (۱) سے الف -

اب ہم نے حروف مستنطقہ و - ب - ا - ا - ک - ی - ح - ہ
و - ب - ا - کو جمع کر کے ان کے اعداد مجموعی (۵۸) حاصل کئے یہی ہے
(حامد) کا بسط تکثیر۔

کسی چھپے رستم کی ایک تاریخ ہمارے گوش زد ہوئی ہے جس میں اس نے
اسی صنعت کا استعمال کیا ہے۔ اگرچہ اس نے جو کہی ہے لیکن ہم اپنے کام سے گام
رہکتے ہیں اور اس تاریخ کو مثیلاً ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔

اے ماریا کس ندانت مالت برود بدست اغیار بود آن کہ مدام فاقہ بدست کیا شان خدا ہے ایک دم میں ہے بسط تکثیر اس کی تاریخ	این حال کہ بغتہ بمیری زانسان کہ تو گویا فقیری نزد دولت شد بعد پیری دولت سے بدل گئی فقیری میراث میں مل گئی اسیری
--	---

(نوٹ) معزز ناظرین ہم کو معاف فرمادیں کہ ہم نے بعض منظر لفظی
الامکان تو تاریخ رجحان سے احتراز کیا ہے لیکن جب صنعت مطلوبہ میں کوئی اور
تاریخ ہم کو نہ ملے تو ناگزیر ایسی تاریخوں کو پیش کیا ہے جیسی یہ تاریخ ہے
اور موشخ کے نام کو دانستہ ترک کیا ہے۔

(شیخ)

میزان	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	۳۲	۳۳	۳۴	۳۵	۳۶	۳۷	۳۸	۳۹	۴۰	۴۱	۴۲	۴۳	۴۴	۴۵	۴۶	۴۷	۴۸	۴۹	۵۰	۵۱	۵۲	۵۳	۵۴	۵۵	۵۶	۵۷	۵۸	۵۹	۶۰	۶۱	۶۲	۶۳	۶۴	۶۵	۶۶	۶۷	۶۸	۶۹	۷۰	۷۱	۷۲	۷۳	۷۴	۷۵	۷۶	۷۷	۷۸	۷۹	۸۰	۸۱	۸۲	۸۳	۸۴	۸۵	۸۶	۸۷	۸۸	۸۹	۹۰	۹۱	۹۲	۹۳	۹۴	۹۵	۹۶	۹۷	۹۸	۹۹	۱۰۰
۱	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	۳۲	۳۳	۳۴	۳۵	۳۶	۳۷	۳۸	۳۹	۴۰	۴۱	۴۲	۴۳	۴۴	۴۵	۴۶	۴۷	۴۸	۴۹	۵۰	۵۱	۵۲	۵۳	۵۴	۵۵	۵۶	۵۷	۵۸	۵۹	۶۰	۶۱	۶۲	۶۳	۶۴	۶۵	۶۶	۶۷	۶۸	۶۹	۷۰	۷۱	۷۲	۷۳	۷۴	۷۵	۷۶	۷۷	۷۸	۷۹	۸۰	۸۱	۸۲	۸۳	۸۴	۸۵	۸۶	۸۷	۸۸	۸۹	۹۰	۹۱	۹۲	۹۳	۹۴	۹۵	۹۶	۹۷	۹۸	۹۹	۱۰۰

تاریخ متذکرہ بالامین مورخ نے لفظ ملگنی میں صرف ایک یا محسوب کی ہے اسکا تسامع اور قواعد جمل سے ناواقفیت ہے۔

دوالف کے اعداد کو اس نے محسوب نہیں کیا ہے۔ یہ عمل درست ہے اس لئے کہ عدوالف کسرات تقسیم نہیں ہوتا اور قاعدہ متذکرہ بالانے اس کی اجازت کی کہ ایسے حروف کے عد و خواہ محسوب کریں یا نہ کریں مورخ کو اختیار ہے۔ یہ ہماری ذاتی رائے یہ ہے کہ جب بسط تکسیر میں صرف کسرات سے کام لیا جائے تو ان حروف کو داخل حساب نہ کرنا چاہیئے جن کے اعداد کی تقسیم کسرات پر نہیں ہوتی اور ایسا حرف صرف الف ہے۔ لائق مؤرخ نے جو عمل کیا ہے وہ درست ہے۔

(خ) بسط کی چوبیسویں قسم بسط تقویٰ ہے۔ بقول صاحب معدن الجواهر سبکی تین قسم ہیں۔ (۱) ضرب باطن در باطن (۲) ضرب ظاہر در ظاہر۔ (۳) ضرب باطن در ظاہر۔ اب ہم قسم اول کی حقیقت عرض کرتے ہیں جس کو اہل جمل نے بسط تضارب باطن سے بھی موسوم کیا ہے پس ہمارے سلسلہ شمار صنائع بسط میں چوبیسواں نمبر اسید کا ہے۔ متقدمین محقق نے قسم اول و دوم کا ذکر کیا ہے اور قسم سوم غالباً متاخرین کی ایجاد ہے۔

ایک حرف کے عدد کو اسی عدد میں ضرب دیکر حاصل ضرب سے بقاعدہ استنطاق دوسرے حرف یا حروف کے حاصل کرنے کا نام بسط تضارب باطن۔ یا بسط تقویٰ نمبر (۱۱) ہے۔ اصطلاح جمل میں باطن۔ عدد و حرف کا نام ہے۔ اور ظاہر مرتبہ حروف کو کہتے ہیں۔

صاحب معدن الجواہر نے مراتب حروف کو بحفاظ سلسلہ حروف تہجی قائم کیا ہے یعنی ابجد آدم پر آپ نے سلسلہ مراتب کو مبنی فرمایا ہے ہمکو اس سے اختلاف ہے۔ ہماری رائے میں مراتب حروف کا نمبر سلسلہ ابجد نوحی پر ہونا چاہیئے۔

الحاصل صنعت ضرب باطن در باطن کے سمجھانے کے لئے لفظ حامد کو ہم پیش کرتے ہیں جس کا بسط تقویٰ نمبر (۱) ہم کو مقصود ہے۔

حرف اول (ح) کے عدد (۸) ہیں جب ہم نے (۸) کو (۸) میں ضرب کیا تو حاصل ضرب (۶۴) ہوا جس کا استنطاق - د - و - ہے۔

پھر (الف) کے عدد (۱) کو (۱) میں ضرب دیا تو وہی ایک حاصل قرار پایا جس کا حرف مستنطق وہی الف ہے۔

پھر (میم) کے عدد (۴۰) کو (۴۰) میں ضرب دیا تو حاصل ضرب (۱۶۰۰) ہوا جس کے استنطاق سے حروف خ - ا - حاصل ہوئے۔

پھر (د) کے عدد (۴) کو (۴) میں ضرب دیا تو ۱۶ ہوئے جس کا استنطاق و - ا - ہے۔

اب ہم نے کل حروف مستنطقہ د - و - ا - خ - ا - و - ا کے اعداد کو جمع کیا تو اعداد ۶۱۹ حاصل ہوئے۔ پس اس صنعت کی وجہ سے حامد کے اعداد جو ۵۳ تھے ۶۱۹ ہو گئے۔

تاریخ ذیل کسی مورخ نے اسی صنعت میں لکھی ہے جو متشیلا پیشتر کی جاتی ہے۔

بیاہ کر لائے مہارانی کو دانت اوس کے ہین مصدقا گوہر جسم ہے حسن کے سا سچہ مین ڈہلا مال و دولت کی ہے دیسی ڈہلہن ضرب باطن سے ہوا سال عیان	شفیو پر شاد ہین قسمت کے دہنی لب جان بخش عقیقہ بینی اور ٹپک پڑتی ہے نازک بدنی شان و شوکت سے جڑوہ سہتی واہ وا آج بنے کی ہے بنی ۱۸۵۶ء
---	---

(التشریح)

حروف	و	ا	ہ	و	ا	ا	ج	ب	ن
اعداد	۶	۱	۵	۶	۱	۱	۳	۲	۵۰
حاصل ضرب	۳۶	۱	۲۵	۳۶	۱	۱	۹	۴	۲۵۰۰
حروف مستنطقہ	و ج	ا	ہ ب	و ج	ا	ا	ط	د	ث ب
اعداد	۹	۱	۷	۹	۱	۱	۹	۴	۵۰۲

حروف	ی	ک	ی	ہ	ے	ب	ن	ی	
اعداد	۱۰	۲۰	۱۰	۵	۱۰	۲	۵۰	۱۰	
حاصل ضرب	۱۰۰	۴۰۰	۱۰۰	۲۵	۱۰۰	۴	۲۵۰۰	۱۰۰	
حروف مستنطقہ	ق	ت	ق	ہ ب	ق	د	ث ب	ق	
اعداد	۱۰۰	۴۰۰	۱۰۰	۷	۱۰۰	۴	۵۰۲	۱۰۰	۱۸۵۶

(ف) بسط تقویٰ کی دوسری قسم - ضرب ظاہر در ظاہر ہے اور یہ بسط کی چوتھی

قسم ہے۔ حروف مادہ کے اعداد مرتبہ کو انہیں اعداد میں ضرب دیئے کا نام
ظاہر در ظاہر یا بسط تضارب ظاہر ہے۔ ہم بغض من تعریف صنعت ماضیہ بیان کر آئے ہیں
کہ اصطلاح حجل میں مرتبہ حروف کو ظاہر کہتے ہیں۔

• صاحب النسخ تسلیم نے فرمایا ہے کہ درجہ حروف کو اسی درجہ میں ضرب دیں کہ
نام بسط ظاہر در ظاہر ہے۔ ہمارا خیال ہے کہ آپ سے تسامح ہو جائے یعنی آپ نے
مرتبہ کو درجہ کہا ہے۔ مدآج حروف احاد عشرات۔ مات۔ اور آلف کو کہتے
ہیں اور مراتب حروف سے ہر ایک درجہ کے حروف کا سلسلہ وار مرتبہ مراد
نقشہ ذیل میں ہم نے مراتب حروف کا اظہار نمبر وار کیا ہے تاکہ اس صنعت کے
سمجھنے میں آسانی ہو۔

درجہ احاد	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹
درجہ عشرات	۱۰	۲۰	۳۰	۴۰	۵۰	۶۰	۷۰	۸۰	۹۰
درجہ آت	۱۰۰	۲۰۰	۳۰۰	۴۰۰	۵۰۰	۶۰۰	۷۰۰	۸۰۰	۹۰۰
درجہ الف	۱۰۰۰	۲۰۰۰	۳۰۰۰	۴۰۰۰	۵۰۰۰	۶۰۰۰	۷۰۰۰	۸۰۰۰	۹۰۰۰

بعض اہل جمل نے اسی صنعت کو بسط ضرب مراتب کہا ہے۔
 نقشہ بالا کے خانہ ہائے مدارج کے ذیل میں مراتب کا جو نمبر ہر حرف کے ساتھ آدھی
 ضرب اویسی عدد میں دی جاتی ہے۔ مثلاً اگر ہم لفظ حامد میں صنعت جاری کرنا
 چاہیں تو ح کے نمبر مرتبہ ۸ کو ۸ میں ضرب دیں گے اور حاصل ضرب ۶۴
 بروئے استنطاق حروف د - و - حاصل کریں گے۔
 پھر الف کے عدد مرتبہ (۱) کو (۱) میں ضرب دیکر حاصل ضرب (۱) سے
 الف حاصل کریں گے۔
 اسی طرح م کے نمبر مرتبہ ۱۳ کو ۱۳ میں ضرب دینے سے اعداد ۱۶۹
 حاصل ہوں گے جن سے حروف مستطقہ ط و ا لئے جائیں گے۔
 علی ہذا د کے عدد مرتبہ ۴ کو ۴ میں ضرب دیکر حاصل ضرب ۱۶
 حروف و ا - کا استنطاق کریں گے۔
 باآخر حروف مستطقہ د - و - ا - ط - ا - و - ا - کے اعداد مجموعاً
 ۲۸ - لفظ حامد کے اعداد قرار پائیں گے۔
 ہماری رائے میں اس صنعت کا تعلق جمل سے نہیں ہے بلکہ من وجہ اسکو
 بذیل جمل بیان کیا گیا ہے تاکہ صنعت بسط کے اقسام مروجہ مکمل ہوں۔
 کسی طباع مورخ نے تاریخ ذیل اسی صنعت میں لکھی ہے جس کو ہم مثیلاً
 یہ ناظرین کرتے ہیں۔

ہوئے گہا نکل رضا خان ایک دم میں	ناراد دم کبھی حق کی رضا میں
اوسے دم چلدے ملک فنا سے	ہوئے ممتاز تسلیم بقا میں

شہید خجہ زکاء مین مظلوم	ملی حسد برین اس کی جزا میں
ہوا سال شہادت ضرب ظاہر	چلو قربان چوٹے راہ خدا میں

(التشریح)

حروف	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰
نمبر مراتب	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰
حاصل ضرب	۱۰۰	۳۶	۲۵	۱۹	۱۴	۱۰	۷	۵	۴	۳
استنطاق	۱۰۰	۹	۷	۵	۴	۳	۲	۱	۰	۰
اعداد	۱۰۰	۹	۷	۵	۴	۳	۲	۱	۰	۰

حروف	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰
نمبر مراتب	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰
حاصل ضرب	۱۰۰	۳۶	۲۵	۱۹	۱۴	۱۰	۷	۵	۴	۳
استنطاق	۱۰۰	۹	۷	۵	۴	۳	۲	۱	۰	۰
اعداد	۱۰۰	۹	۷	۵	۴	۳	۲	۱	۰	۰

(ض) صنعت بسط کی چوبیسویں قسم اور بسط مقوی کی تیسری قسم بسط تضارب
 باطن در ظاہر ہے جس سے عدد حرف کو نمبر مرتبہ حرف میں ضرب دینا مقصود ہے
 بعض متأخرین نے اپنی روشنی خیالی سے یہ تیسری قسم پیدا کی ہے جس کا ذکر متقدمین

نہیں کیا۔ البتہ صاحب معدن الجواہر اور شخص تسلیم نے اس کا ذکر فرمایا ہے۔
صاحب شخص تسلیم نے اس کی تعریف میں بھی مرتبہ کو درجہ سے تعبیر کیا ہے۔
اور ہماری رائے میں یہ صرف تسامح ہے۔

حاصل یہ ہے کہ عدد حروف کو نمبر مرتبہ میں ضرب دیکر حاصل ضرب سے لفظ
استنطاق حروف کے حاصل کرنے کا نام بسط تضارب ظاہر در باطن یا باطن
در ظاہر ہے۔

مثلاً لفظ حامد سے ح کو لوجس کا عدد ۸ ہے اور نمبر مرتبہ بھی ۸
پس ۸ کو ۸ میں ضرب دو۔ حاصل ضرب ۶۴ سے حروف د۔ و۔ کا
استنطاق کرو۔

پھر الف کو لوجس کا عدد ایک ہے اور نمبر مرتبہ بھی (۱)۔ اور حاصل
ضرب بھی (۱) پس اس کا استنطاق وہی الف ہوا۔

پھر م کو لوجس کا عدد ۴۰ ہے اور نمبر مرتبہ ۱۳۔ پس ۴۰ کو ۱۳ میں
ضرب دینے سے حاصل ضرب ۵۲۰ ہوا اور اس کا استنطاق۔ ک۔ ہ۔

پھر د کو لوجس کا عدد ۴ ہے اور نمبر مرتبہ بھی ۴ ہے۔ پس ۴ کو
۴ میں ضرب دینے سے ۱۶ حاصل ہوئے اور اس کا استنطاق سے حروف
و۔ ا۔ ہ۔ تہ آئے۔

اب کل حروف مستنطقہ د۔ و۔ ا۔ ک۔ ہ۔ و۔ ا۔ سے اعداد
مجموعی ۴۳ حاصل ہوئے اور یہی اعداد لفظ حامد کے داخل حساب تائیخ ہو گئے
رند ناکپوری نے اسی صنعت میں ایک نایخ لکھی ہے جس کو ہم ذیل میں

ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔

اُدھر دل لگی میں اشارہ ہوا
ارے ماتہ لگنا بہا نہ ہوا
سدبار می وہ دنیا سحر اک آن میں
کھلا کچھ نہ اسکی حقیقت کا راز
جو کی فکر تابیخ - ظاہر کے ساتھ
اُدھر آنکھ میں تیرگی چھا گئی
فریون کی یان عقل چکر آگئی
کسینے کہا کچھ نہ کچھ کھا گئی
غرض اپنے عاشق کو پٹوا گئی
ہوئی ضرب باطن قضا آگئی

(تشریح)

حروف	ق	ض	ا	ا	گ	ی	ی
عدد حروف	۱۰۰	۸۰۰	۱	۱	۲۰	۱۰	۱۰
نمبر مراتب	۱۹	۲۶	۱	۱	۱۱	۱۰	۱۰
حاصل ضرب	۱۹۰۰	۲۰۸۰۰	۱	۱	۲۲۰	۱۰۰	۱۰۰
استنطاق	ظ - ا	ض ک	ا	ا	ک ب	ق	ق
اعداد	۹۰۱	۸۲۰	۱	۱	۲۲	۱۰۰	۱۹۴۵

(ظ) صنعت بسط کی ستائیسویں قسم (بسط تانج) ہے۔ صاحب معدن الجبال نے اس کا ذکر نہایت اجمال کے ساتھ فرمایا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ طالب کرم کو مطلوب کے حروف کے ساتھ امتزاج دینے کا نام بسط تانج ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ صرف اس قدر تعریف سے واضح کا مقصد مشتاقان فن کی سمجھ میں نہیں آسکتا یہ صنعت دراصل دو حروف یاد والفاظ یا دو نام یاد و فقر و یا دو فقر و یا دو اشعار میں ہو سکتی ہے بشرطیکہ دونوں کے حروف تعداد مساوی ہوں

ایک کا نام طالب ہوگا اور دوسرے کا نام مطلوب۔
 پس ہم کو چاہیئے کہ طالب کے پہلے حرف کے عدد کو مطلوب کے پہلے حرف کے عدد کے
 ساتھ بقاعدہ ترتیب مقطعات جمع کریں اور آخر پر اون اعداد مجموعہ کی میزان
 ویدین تو حاصل جمع سنہ مطلوب ہوگا۔
 مثلاً ہم چاہتے ہیں کہ ایک شادی کی تاریخ اس صنعت میں کہیں دو لہا کا
 نام حامد ہے اسی کو اصطلاح جمل میں طالب کہیں گے اور ولہن کا نام ہندہ
 جس کا اصطلاحی اسم مطلوب ہے۔ پس طالب کے حرف اول ح کے ۸ عدد کو
 مطلوب کے حرف اول ہ کے ۵ عدد کے ساتھ ہم نے بقاعدہ ترتیب مقطعات
 جمع کیا تو ۵۸ ہوئے اسی طرح ہم ہر ایک حرف طالب و مطلوب کی نسبت
 عمل کریں گے اور میزان کل سے سنہ مطلوب حاصل ہوگا۔ ملاحظہ ہو نقشہ
 ذیل جس میں حامد و ہندہ کا تمانج ہے۔

حروف و اعداد طالب		حروف و اعداد مطلوب		تمانج اعداد ترتیب مقطعات	
ح	۸	ہ	۵	۸	۵
ا	۱	ن	۵۰	۱	۵۰
م	۴۰	د	۴	۰	۴
د	۴	ہ	۵	۴	۵
میزان کل یعنی سنہ مطلوب ۳ ۵ ۱۰					
خانہ ۵ کے اعداد کا مجموعہ (۳ ۵ ۱۰) سنہ مطلوب ہے جو صنعت بسط تمانج سے حاصل ہوا۔					

تاریخ ذیل جو اسی صنعت میں لکھی گئی ہے یہ ناظرین کی جاتی ہے۔
 ہمارے دوست میری داس یکتا
 صفحہ سے کہہ دیا اہل جمل نے
 بحسن صنعت بسط تمارج ۱۹۱۱
 ہونے جس دم گجا بائی سے منسوب
 ہیں راجہ طالب اور رانی ہیں مطلوب
 کہا سمیت کا سنہ بندہ نے کیا خوب

(تشریح)

حروف و اعداد طالب		حروف و اعداد مطلوب		تناجح اعداد بترتیب مقطعات
د	۴	گ	۲۰	۲ ۰ ۴
ی	۱۰	ج	۳	۳ ۱ ۰
ب	۲	ا	۱	۱ ۲
می	۱۰	ب	۲	۲ ۱ ۰
د	۴	ا	۱	۱ ۴
ا	۱	می	۱۰	۱ ۰ ۱
س	۶۰	می	۱۰	۱ ۰ ۶ ۰

میزان کل ۱ ۹ ۱ ۱ سمیت

(غ) بسط کی اٹھائیسویں قسم (بسط مداخل اربعہ) ہے۔
 صاحب شخص تسلیم نے بحوالہ مطلع العلوم و مجمع الفنون اس کا ذکر کیا ہے
 اور صاحب معدن الجواہر نے بھی اس کو لکھا ہے۔
 اس صنعت کا طریقہ عمل یہ ہے کہ مادہ تاریخ کے ہر ایک لفظ میں ادغای
 عمل کریں۔ اس خاص غرض سے صاحبان جمل نے اعداد و حروف کے چار قسم

قرار دیئے ہیں۔ (۱) کبیر (۲) وسیط (۳) صغیر (۴) اصغر

(۱) عدد کبیر وہ عدد ہے جو حروف لفظ سے بقاعدہ جمل حاصل ہو۔

(۲) وسیط وہ عدد ہے جو کبیر کے ایک مرتبہ احاد کو دوسرے مرتبہ عشرت میں ادغام کرنے کے بعد باقی رہ جائے۔

(۳) صغیر وہ عدد ہے کہ وسیط سے بھی اس کا ایک مرتبہ بوجہ ادغام گہٹ جائے

(۴) اصغر وہ عدد ہے جو اسی ادغام کے باعث وسیط سے بھی کم مرتبہ ہو

پس ان ہر چار درجن میں بقاعدہ استنطاق حروف کو پیدا کرنا چاہیئے اور آخر پر اس مجموعہ حروف سے اعداد جمل حاصل کرنا چاہیئے۔

واضح ہو کہ اگر اعداد لفظ مطلوب کے مراتب چار یعنی آحاد و عشرات و مآت و الوف یا اس سے زائد ہوں تو ۳ بار یکے بعد دیگرے عمل ادغام ہو سکے گا۔ اگر لفظ مطلوب

کے اعدادی مراتب صرف ۳ ہوں یعنی آحاد و عشرات و مآت تو عمل ادغام کبھی نہ دو بار ہو گا۔

اسی طرح اگر لفظ مطلوب کے اعدادی مراتب صرف دو ہوں یعنی آحاد و عشرات تو ادغام کبھی صرف ایک دفعہ ہو گا۔ لیکن کل حالتوں میں یہ صنعت بسط و داخل اربعہ سے موسوم ہوگی اس لئے کہ بشرط گنجائش چار درجہ تک

اس میں استنطاق کا عمل کیا جاتا ہے۔

صاحب ملخص تسلیم نے اس صنعت کے قاعدہ کو تو بیان فرمادیا ہے لیکن غالباً خود اس کو سمجھا نہیں بھی وجہ ہے کہ تمثیل کے عمل میں غلطی کی ہے اور

صاحب معدن الجواہر نے مؤلف موصوف کے بیان کی نقل فرمادی ہے۔ اب ہم مشتاقان فن جمل کے سمجھائے کر لئے ۳ نظیریں پیش کرتے ہیں

(۱) لفظ وزیر اعظم جس کے اعداد مجموعی ۱۲۳۴ ہیں۔ (۲) لفظ معدلت جس کے اعداد ۵۴۴ ہیں اور (۳) لفظ حامد جس کے اعداد ۵۳ ہیں (تمثیل اول) وزیر اعظم کے اعداد ۱۲۳۴ کا نام عدد و کبیر ہے۔

ہم نے بقاعدہ بالا اس عدد کا استنطاق کیا تو حروف د ج ب ا حاصل ہوئے پہر ہم نے ۱۲۳۴ میں مرتبہ آحاد کے عدد ۴ کو عشرات میں ادغام کیا تو ۱۱ ہو گئے یہ عدد وسیط ہے جس سے بقاعدہ استنطاق ز ب ا حاصل کیا۔ پہر ۱۲ کے پہلے مرتبہ کو دوسرے میں ادغام کیا تو ۱۹ ہوئے اور یہ عدد صغیر ہے جس سے حروف مستنطقہ ط۔ ا حاصل کئے۔ پہر ۱۹ کے پہلے مرتبہ کو دوسرے میں ادغام کیا تو ۱۰ ہو گئے اور یہ عدد اصغر ہے اور اس کا استنطاق کیا تو ی حاصل ہوئی۔ پس لفظ وزیر اعظم کے بسط مداخل اربعہ سے حروف د ج ب ا ز ب ا ط ا ی۔ حاصل ہوئے جن کے اعداد کا مجموعہ ۳۰ ہے اور یہی عدد شامل حساب مادہ نایج ہوگا۔

(تمثیل دوم) لفظ معدلت کے اعداد ۵۴۴ ہیں اور یہ عدد و کبیر ہے۔ اب ہم نے اس کا استنطاق کیا تو حروف د و ہ حاصل ہوئے۔ پہر ہم نے آحاد کے ۴ کو عشرات میں ادغام کیا تو ۵۸ ہوئے اور یہی عدد وسیط ہے جس سے حروف مستنطقہ ح ہ حاصل ہوئے۔ پہر ہم نے ۵۸ کے آحاد کو عشرات میں ادغام کیا تو ۱۳ ہوئے اور یہ عدد صغیر ہے جس کے حروف مستنطقہ ج ا ہیں۔ (واضح ہو کہ لفظ معدلت کے اعداد مرتبہ مات سے زائد نہیں ہیں) اس کا عدد اصغر ہے اور حرف د۔ اب ہم نے کل حروف مستنطقہ کو جمع کیا تو د و ہ ح

۵ ج حاصل ہوئے جن کے مجموعی اعداد ۳۴ ہیں۔ اور یہی اعداد شامل حساب مادہ تائید ہوں گے۔

(تمثیل سوم) لفظ حامد کا عدد کبیر ۵۳ ہے اور اس کے حروف مستنطقہ ج ۵۔ جب ہم نے ۵۳ کے آحاد کو عشرات میں ادغام کیا تو (۸) حاصل ہوئے اور یہی عدد وسطیٰ ہے جس کا حرف مستنطقہ ح ہے۔ بدین وجہ کہ لفظ حامد کے اعداد مراتب عشرات سے زیادہ نہ تھے لہذا ان سے عدد صغیر و اصغر حاصل نہ ہو سکا۔ اب ہم نے کل حروف مستنطقہ کو جمع کیا تو ج ۵ ح کے مجموعی اعداد ۱۶ ہوئے اور یہی داخل حساب مادہ تائید ہوں گے۔

اس صنعت سے یہ حاصل ہوا کہ وزیر اعظم کے اعداد ۱۲۳۴ کے عوض مادہ تائید میں صرف ۴۰ محسوب ہوئے۔ اور اسی طرح لفظ معدلت کے اعداد ۵۴۴ کی جگہ بوجہ صنعت صرف بقدر ۳۱۲ داخل حساب مادہ تائید ہوئے اور لفظ حامد کے ۵۴ عدد کے عوض حساب مادہ میں بوجہ صنعت صرف ۱۶ لگ گئے افسوس ہے کہ مطلع العلوم کا کوئی نسخہ ہم کو نہ ملا اور نہ ہم اس سے معلوم کرتے کہ اس صنعت کی تعریف اس نے کس طریقہ پر کی ہے۔

ہم اس موقع پر صاحب بخش تسلیم کی عبارت کو لفظ بلفظ نقل کر دیتے ہیں تاکہ اگر ہم سے عملاً کچھ غلطی ہوئی ہو تو ذی علم افراد اس کی تصحیح فرما سکیں ہمیں ان کی عبارت پر جدولی علامت کی ہے اور جا بجا فارسی زبان میں اوسیر جرح ہی۔ آپ فرماتے ہیں کہ ہر لفظ یا عبارت کے راکہ خواہند بحساب ابجد عدد برآورد و از عدد حروف حاصل کنند۔ و عدد حروف بر چہار گونہ است کبیر۔

وسیط - ضغیر - اصغر - کبیر آن که عدد اصلی الفاظ یا عبارت باشد هر قدر که بود
و عدد و وسیط آن است که یک مرتبه آن را از طرف آحاد کم کنند - و عدد و ضغیر آن
که از وسیط یک مرتبه کم کنند - و عدد و اصغر آن است که از آن هم یک مرتبه
کم کنند - مثلاً لفظ سعید - یک صد و چهل و چهار عدد است حروف آن - د م
ق - این کبیر باشد و درین عدد سه مرتبه واقع شده یک آحاد که چارست و
دوم مرتبه عشرات که چهلست - و سوم مرتبه مآت که صدست - چون این عدد
را وسیط کنیم یک مرتبه آحاد را در مرتبه عشرات او غام نمایم بدین صورت
یک صد و هشت شد - بنده گوید که هجده شد یا بر مرتبه آحاد اگر صفر را باقی
داریم یک صد و هشتاد شد و حروف آن (ح ق) و چون خواهیم که این را
صغیر کنیم صفر را که حافظ مرتبه عشرات است در آحاد که هشتست است او غام
نمایم هجده شد بنده عرض می کنم که صفر را در هشت او غام باید کرد نه هشت را
در صفر بایستی حال هجده چه طور شد همان یک صد و هشتاد ماند و هجده در آنست
باشد که حافظ مرتبه را مخونیم بر خلاف عمل او غام اوّل بدین صورت حروف آن
ح می - و چون خواهیم که این را اصغر کنیم آحاد را در عشرات او غام نمایم
پس نه شد بدین صورت (۹) و حرف آن ط - بنده گوید که در او غام اوّل
صفر را به حفاظت مرتبه قائم داشتن و در او غامات ما بعد بر خلاف آن مراتب را
کم کردن چه معنی دارد پس مجموع حروف که از بسط ما خل اربعه لفظ سعید حاصل
شد این است د م ق ح ق ه ق ه می ط انتهى کلامه من میگویم
که نه چنین باشد بلکه د م ق ح ق ح می ط باشد - براموال مصنف مذکور

واضح ہو کہ استنطاقِ حروف میں جو اختلاف کہ ہم کو صاحبِ مخصّص تسلیم اور حسابِ معدن الجواہر کے ساتھ ہے اسکو ہم نے گزشتہ حصہ میں بعض صنعت (الف) بیان کر دیا ہے۔ لائقِ مؤلف کی فارسی عبارت مذکورہ بالا سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے سمجھ کر نہیں لکھا ہے۔ پس جو کچھ ہم نے سمجھا ہے وہ اوپر عرض کر چکے ہیں اور بطور تمثیل ایک لطیف تاریخِ ہدیہ ناظرین کہتے ہیں جو ہماری طبعزاد ہے۔

از چار طاق یافت بنا خانہ خدا	کاندر دکن مسجد عالی ملقب است
تاریخ از داخل اربع شود عیان	کر مجلس بصنع تناصف مرتب است

اس تاریخ میں دو صنعتوں سے کام لیا گیا ہے (۱) صنعتِ داخل اربعہ۔ (۲) صنعتِ تناصف مرتب۔ اور بدین لحاظ اس کو مجموع الضائع بھی کہہ سکتے ہیں واضح ہو کہ مسجد عالی کے اعداد مجموعی ۲۱۸ ہیں جن کے حروف مستنطقہ (ح ۱ ب) ہیں۔

جب آحاد کو عشرات میں ادغام کیا تو ۲۹ ہوئے جس سے بقاعد استنطاقِ حروف (ط ب) حاصل ہوئے۔

پھر ۹ کو ۲ میں ادغام کیا تو ۱۱ ہوئے جس کے حروف مستنطقہ (۱-۱) ہیں۔

پھر ۱ کو ۱ میں ادغام کیا تو ۲ ہو گئے جس کا حرف بقاعد مذکور (ب) اب ہم نے کل حروف مستنطقہ (ح-۱-ب-ط-ب-۱-۱-۱-۱) کی اعداد کو جمع کیا تو (۲۶) ہوئے اور یہی صنعت داخل اربعہ کا حاصل ہے۔ پہرگی تخفیف بقاعدہ ترتیب کی تو ۱۳۲۶ ہوئے اور یہی سنہ مطلوب ہے۔

بجملہ صنائع تاریخ کا بیان چشم ہو چکا۔ عجب اتفاق کی بات ہو کہ جس طرح
ابجد کے ۲۸ حرف ہیں۔ اسی طرح بسط کی ۲۸ صنعت ہیں جن کی تعریف ہم
حصہ گزشتہ میں عرض کی۔

دوسری فصل ترقیم کے متعلق

عجم اور ہند کا طریقہ جمل کی غایت دوم ترقیم ہے یعنی حروف کا کام اعداد میں
اور یہ تاریخ کا عکس ہے۔ اس لئے کہ تاریخ میں اعداد کا کام حروف سے لیتا ہے
اور ترقیم میں حروف کا کام اعداد سے سنسکرت نے اس سے بہت کچھ کام
لیا ہے اور اس خاص مقصد کے لئے اعداد حروف کے سوا اون کے پاس الفاظ
خاص کے ہی اعداد ہیں یعنی متعدد الفاظ ایسے ہیں جن کا عدد صرف (۱) ہے
اسی طرح بہت سے الفاظ خاص کا عدد صرف ۲ ہے۔ یہی سلسلہ (۱۰) تک
چلا گیا ہے۔ عربوں نے زمانہ سلف میں اس طریقہ کو جاری رکھا ہو لیکن فی
زمانہ اس کا رواج خال خال ہے۔ عجم میں بھی اس کا رواج بہت کم ہے
ایک قدیم شعر فارسی سے جس کو عوام نے شیخ سعدی علیہ الرحمہ سے منسوب کیا
ہے صرف اس قدر پتا چلتا ہے کہ عجم میں زمانہ سابق اس کا عمل تھا۔ یہی
کیفیت ہندوستان کی ہے۔ ہم نے اپنی اوائل عمر میں تو ہندوؤں میں مرا
ہوتی ہوئی دیکھی ہے لیکن اب یہ طرز قریب قریب متروک ہے۔ اور اس کا
یادگار کسی قدر زبان سنسکرت میں باقی رہ گیا ہے۔ اور کچھ عجیب نہیں کہ
اختصار و اخفا ہی کے لئے واضح جمل نے اس کو وضع کیا ہو۔
برہمنوں کے ایک پنڈت جی (جگت پرشاد و دیا بہوشن ترکہ سرمدی) نے

ہم سے کہا کہ زبان سنسکرت میں متعدد تصانیف اسی طریقہ پر ہندو سون میں ہیں اور بہ نسبت حروف کے بہت اختصار کے ساتھ کام لیا گیا ہے متعدد حروف کے ایک لفظ کے لئے جب کہ ایک خاص عدد ہے تو عرض مطلب میں نہایت اختصار کے ساتھ کام لیا جاتا ہے۔ اور عام ٹکا ہون سے ایک حد تک اخفا بھی ملحوظ رکھا گیا ہے آپ ہی کا قول ہے کہ بزرگوں کے قیمتی نصائح اور بعض خاص فنون کی کتابیں ہندو سون میں لکھی گئی ہیں۔ (انتہی)

سر دست ہندوستان میں اس طریقہ کتابت کی بوباس اویسی شعر سون کی بدولت رہ گئی ہے جس کا ذکر ہم نے اوپر کیا جس کے ذریعہ سے کتابت بذریعہ اعداد میں ایک خاص خوبی یہ پیدا ہوئی ہے کہ ہر حرف کے ہندو سہ کے بعد خط مائل کی ضرورت باقی نہیں رہی۔ اور وہ شعر یہ ہے (۵) احد بخط نرسد لیکت مسد عشرات مآت بگزروا خط الوف کج سو راست پڑ

یعنی ہر ایک سطر کی جگہ ایک خط جدولی کہینچا جاتا ہے اور اس خط پر ہندو سون میں عرض مطلب ہوتا ہے۔ آحاد یعنی اکائیاں تو خط سے کسی قدر بلند رہتی ہیں۔ اور عشرات یعنی دہائیاں خط سے مل جاتی ہیں۔ اور مآت یعنی سیکڑے خط سے گزر جاتے ہیں۔ اور الف یعنی ہزار خط سے متجاوز ہو کر سیدھی جانب مائل ہوتا ہے۔ اس طریقہ سے جگہ بہت کم صرف ہوتی ہے اس لئے کہ عشرات اور مآت اور الوف میں صفر حذف کر دیئے جاتے ہیں۔ اور ایک عدد سے دوسرے عدد کے درمیان کسی حد فاصل کی ضرورت نہیں ہوتی ہم نے ذیل میں الفاظ غرائب الجمل کو جو اس کتاب کا نام ہے اسی طریقہ پر لکھا ہے تاکہ ناظرین کو مثال کا

کام دیوے (۱۲۱۱۲۱۳۳۳) بعض طبّا حان ہند نے اسی مقصد کے
ایک دوسرے طریقہ پر حاصل کیا ہے یعنی وہ اعداد مطلوب کو بدون جدل
مستسلل کہتے ہیں اور عشرات و مات والوف میں صفر کو ترک کر کے زیر و
اور پیش سے کام لیتے ہیں یعنی ہندسہ آحاد تو بجال خود رہتا ہے۔ لیکن عشرت
پر بترک صفر ایک اشارہ زیر کا لکھ دیا جاتا ہے۔ اسی طرح آت پر اشارہ زیر کا
اور آلف پر اٹا پیش۔ ملاحظہ ہو تمثیل ذیل جس میں غرائب الجمل کو اسی طریقہ
پر لکھا گیا ہے۔ ا ۱ ۲ ۳ ۴ ۵ ۶ ۷ ۸ ۹ ۱۰ ۱۱ ۱۲ ۱۳ ۱۴ ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰
الذکر اس سے بہتر اور آسان ہے اس لئے کہ اس میں اعراب معصروں کی
پابندی نہیں ہے۔

بعض عشرات کے نیچے ایک صفر۔ اور مات کے نیچے اور اوپر دو صفر
اور آلف کے نیچے اور اوپر اور سید ہی جانب تین صفر لکھنے کا طریقہ ایجاد
کیا ہے۔ اس طریقہ میں گویا عشرات و مات والف کو اصلی صفر قائم رکھو گویا
مگر ان کے اصلی مقام کو بد لا گیا ہے تاکہ جگہ کم صرف ہو اور نا واقفین قاعدہ
کو دھوکا ہو۔ تمثیل ذیل میں ہم نے غرائب الجمل کو اسی قاعدہ پر لکھا ہے۔
۱۰ ۱۱ ۱۲ ۱۳ ۱۴ ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰
مگر رکھ دینا ہے۔ طریقہ اول الذکر ہی اس سے افضل ہے۔

ہم کو بہت افسوس ہے کہ ان ہر دو طریقہ ہائے مابعد الذکر کی نسبت بھی ہم کو
یہ نہ معلوم ہو سکا کہ ان کا موجد کون ہے۔ بعض قدما کا قول ہے کہ طریقہ دوم
امیر خسرو کی ایجاد ہے۔ اس قول کی تصدیق قابل وثوق ذرائع سے نہ ہو سکی۔

لیکن ترقیمین آحاد وعشرات وآت والوف کے لئے کوٹنا خاص طریقہ اختیار کیا گیا ہے اس سے مخلوق لاعلم ہے۔ اسی وجہ سے اون کے مطالب کو مالا نیچل سمجھا گیا ہے۔ ان کی نسبت صرف یہ عقدہ چلا آتا ہے کہ یہ کتب علوم و وحانیہ سے متعلق ہیں۔ بعض پرانے کتب خانوں اور خاص خاص خاندانوں میں ان کے کچھ کچھ اوراق ہیں اور اکثر تارکے پتھوں پر نہرئی سے کندہ ہیں اور بطور تبرک پوجا میں رکھے جاتے ہیں اور ہم کہتے ہیں کہ یہ ساری تباہی کہ جس کی وجہ سے علمی ذخیرے پوجا کے تبرکات بن چکے ہیں ہماری محفلوں کا نتیجہ ہے۔ اور اگر ہم اس کتاب کے ذریعہ سے اس فن کی اس قدر خدمت نہ کرتے تو آئندہ صدی تک فنِ جل کے بہت سے مطالب صفحہ روزگار سے غالباً مٹ جاتے۔ من اللہ التوفیق۔

ہم نے طریقہ ترقیم کو ایک خاص فصل میں صرف تکمیل مطالب کتاب کے لئے لکھ دیا۔ آج کل تاریخ کا رواج بہ نسبت ترقیم کے زیادہ ہے۔ الحمد للہ ہماری کتاب ختم ہو چکی۔ اب ہم خاتمہ کا آغاز کرتے ہیں۔

خاتمہ کتاب

خاتمہ کا پہلا حصہ تاریخ سنین کے بیان میں

بیان عام

ہندوستان میں بلحاظ اقوام مختلف جو سنین رائج ہیں قریب قریب اون تمام سنین میں تاریخیں لکھی جاتی ہیں اور ممکن ہے کہ دوسرے ممالک اور اقالیم میں حال

سنین کا رواج ہو۔ بناؤ علیہ یہ بات کچھ سی سہ خالی نہ ہوگی کہ ہم اس خاتمہ میں
 اوں سنین مختلفہ کی مختصر سی تاریخ ہدیہ ناظرین کریں۔ اسی موقع پر یہ بتا قابل
 بیان ہے کہ مورخ کو مادہ تاریخ کے بیان کرنے کے قبل خواہ وہ منظوم ہو یا
 منثور اس امر کا ظاہر کر دینا بہت ضروری ہے کہ ہمارا یہ مادہ فلان سنہ کو
 ظاہر کرتا ہے۔ اگرچہ مادہ تاریخ کے اعداد کا مجموعہ ہی ایک حد تک سنہ کی
 خبر دیتا ہے لیکن زمانے کے گزر جانے کے بعد مجموعہ اعداد سے اسکی اطلاع
 ناظرین کو صحت کے ساتھ ملنا بغیر صراحت کے سخت دشوار ہے۔ فرض کرو کہ
 ایک مادہ تاریخ ہمارے روبرو ہے جس سے (۹۰۰) حد حاصل ہو تو ہمیں
 تو ہم اس بات پر یقین نہیں کر سکتے کہ یہ سنہ ہجری ہے یا محمدی
 یا عیسوی یا اور کوئی سنہ اگرچہ ہر نفس واقعہ کی مطابقت کسی تاریخ کی کتاب
 یا اور کسی ذریعہ سے ہونے کے بعد ہم اس مطابقت کے ذریعہ سے اس مادہ
 کی نسبت یہ علم حاصل کر سکتے ہیں کہ یہ سنہ ہجری یا محمدی یا عیسوی یا اور
 کوئی سنہ ہے۔ لیکن اس دردمندی کا تحمل ہر شخص نہیں ہو سکتا۔ پس ہر مورخ کو
 لئے مناسب یہی ہے کہ اپنے مادہ تاریخ کے ساتھ اس امر کی بھی صراحت کر دیا کرے
 کہ اس مادہ سے فلان سنہ حاصل ہوتا ہے۔

بعض اہل جمل کی یہ رائے ہے کہ مادہ تاریخ سنہ ہجری کے لئے اس
 صراحت کی ضرورت نہیں ہے۔ متقدمین چونکہ اکثر سنہ ہجری ہی میں تاریخ
 لکھنے کے پابند رہے ہیں لہذا اونہوں نے اپنے قطعات تاریخ میں اس صراحت
 کی پابندی نہیں کی ہے۔ اور متأخرین سے جن محتاط مؤرخین نے غیر ہجری

سنہ میں تاریخ لکھی ہے اور انہوں نے صراحت کو لازم گردانا ہے۔ بہر حال ہمارے
راے میں صراحت اولیٰ ہے۔

ذیل میں ہم نے جن سنین کا ذکر کیا ہے اور ان کی صحت مطابقت کے لئے
افسوس ہے کہ ہمارے پاس کوئی تقویمی ذخیرہ نہ تھا بناً علیہ ہم نے صرف
حسابی عمل سے کام لیا ہے اور حتیٰ الوسع کبیسہ کے فرق کو وضع کرتے گئے ہیں
لیکن باوجود اس کے اگر کوئی غلطی رہ گئی ہو تو معزز ناظرین ہمکو معاف فرمائیں
جس قدر سنین کا ذکر ذیل میں ہوا ہے اور ان سے بعض سنین ایسے ہیں جن کا
رواج ہند میں بہت کم ہے یا مطلق نہیں ہے ہم نے ان کو ترک کر دینے سے
زیادہ مناسب سمجھا کہ اجمالاً ان کا بھی ذکر کر دیں تاکہ طباع مؤرخین کو اپنی
کسی تاریخ کے مرتب کرنے میں اس خاتمہ سے مدد ملے۔

(۱) سنہ آدمی

سنہ آدمی سے ابتداء آفرینش آدم علیہ السلام کا سنہ مراد ہے۔ صاحبیات
اللغات نے بحساب شمسی ۱۷۰۰ کو ۱۷۰۰ ہجری کا مطابق قرار دیا ہے پس اسی
حساب سے ۱۷۰۰ ہجری کے آخر پر بعد وضع تفادیت ہالی و شمسی سنہ آدمی
۲۵۱ء ہونا چاہیے۔

بادی النظرین ناظرین کتاب خیال فرمائیں گے کہ ہند کو اس سنہ سے
کیا غرض اس لئے کہ کسی قوم میں یہ سنہ رائج نہیں ہے۔ لیکن جب صنعت
ترصیع میں تاریخ لکھی جائے تو اور سنین کے ساتھ سنہ آدمی پیدا کرنا بھی خوبی
سے خالی نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم نے اس کا ذکر کر دیا۔ یا عرض کرو

کسی ایسے مادہ تاریخ سے جو سنین مروجہ میں سے کسی ایک سنہ میں لکھا گیا ہو، صنائع کے ذریعہ سے سنہ آدمی بھی حاصل ہوا تو بے شک اس تاریخ کی منزلت دو بالا ہو سکتی ہے۔ یہ خیال ہرگز نہ کرنا چاہیئے کہ ایسے کثیر الاعداد سنہ میں مادہ تاریخ حاصل ہونا مشکل ہے صنائع تاریخ کا میدان بہت وسیع ہے۔ ایک وشن خیال مورخ بہت کچھ کر سکتا ہے۔

(۲) سنہ براہمی

سنہ براہمی وہ سنہ ہے جو براہیم علیہ السلام کی نبوت سے قائم ہوا ہے۔ صاحب غیاث اللغات نے اس کو ۳۲۵ھ ہجری کا مقابل ۱۸۰۷ء براہمی قرار دیا ہے۔ اوپر شمسی حساب سے ہر۔ پس کسرات ۱۰ روزہ کے وضع کرنے کے بعد ۳۲۵ھ ہجری میں یہ ۱۸۰۷ء قائم ہوتا ہے۔

برہمنوں کی تقاریب میں اگر سنہ مروجہ کی تاریخ کے ساتھ سنہ براہمی کا بھی کوئی مصرع ہو یا اسی تاریخ میں کسی صنعت کے ذریعہ سے سنہ براہمی حاصل ہو تو یہ بات بہت پر مذاق ہوگی۔ امت براہمی سے دنیا خالی نہیں ہے پس برہمنوں کا سنہ بکرماجیت اور سالباہن کے سنہ سو کام لینا اور براہمی سنہ قطع نظر کرنا چہ معنی دارد۔ ہم نے انہیں تمام لحاظات سے سنہ براہمی کو بھی اس بیان میں جگہ دی ہے۔

(۳) سنہ داودی

بقول صاحب غیاث اللغات ۳۲۵ھ ہجری میں سنہ داودی ۳۵۴۲ء تھا اور اسی حساب سے ۳۲۵ھ ہجری میں اس کی مطابقت ۳۶۲۳ء ہوتی ہے۔ ہم اس

سنہ کو خاص مواقع پر کام میں لا سکتے ہیں اور اپنی تاریخ کا حسن و وبال کر سکتے ہیں اس سنہ کی ابتدا داؤد علیہ السلام کی پیدائش سے شمسی سالوں کے حساب پر ہوتی دنیا کسی ایسی قوم سے خالی نہ ہوگی جس کو داؤد علیہ السلام کی خصوصیت کا دعویٰ ہو

(۴) سنہ موسوی

سنہ موسوی کی حرست کرنے والی قوم ہندوستان میں موجود ہے یعنی یہودیانیہ پیمبر موسیٰ علیہ السلام کی تاریخ ولادت کی بہت تعظیم کرتے ہیں اور یہ سنہ اسی کا یادگار ہے۔ بقول صاحب غیاث اللغات ۵۷۲ھ ہجری میں سنہ موسوی ۲۱۲۳ تھا۔ پس ۵۷۲ھ ہجری میں بعد وضع کسرات ۳۲۱۸ ہونا چاہیئے۔ لیکن یہودیوں کے پاس ۳۰ ذی الحجہ ۵۷۲ھ ہجری کو ۲۲۱۳ سنہ موسوی ہے۔

(۵) سنہ عیسوی کا بیان

صاحب غیاث اللغات نے اسکو سنہ انگریزی سے موسوم کیا ہے اور اسکو مہینے حسب ذیل قرار دیا ہے

(۱) جنوری (۳۱) یوم کا (۲) فروری (۲۸) یوم کا (۳) مارچ (۳۱) یوم کا
 (۴) اپریل (۳۰) یوم کا (۵) مئی (۳۱) یوم کا (۶) جون (۳۰) یوم کا
 (۷) جولائی (۳۱) یوم کا (۸) اگست (۳۱) یوم کا (۹) ستمبر (۳۰) یوم کا
 (۱۰) اکتوبر (۳۱) یوم کا (۱۱) نومبر (۳۰) یوم کا (۱۲) دسمبر (۳۱) یوم کا
 فروری کا مہینہ ۳ سال تک ۲۸ دن کا محسوب ہوتا ہے اور چوتھے سال ۲۹ یوم کا
 اس سنہ کا مبداء حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت ہے۔ اسی وجہ سے
 اس کو عیسوی سنہ بھی کہتے ہیں۔ اس کتاب کے سال تالیف میں ۲۹ ذی الحجہ ۱۳۲۵ھ
 ہجری مطابق ہے ۳ فروری ۱۹۰۷ء عیسوی کا۔

سنہ عیسوی کے ہینون میں کبیسہ کا قاعدہ ایک شہور نظم میں بیان ہوا
جس کو ہم ہدیہ ناظرین کرتے ہیں - ۵

جنوری فیبروری واپس داپریل و مئی ہست اکٹوبر نومبر دسمبر آخرین پس بود اپریل و جون و نیز ستمبر و گ فروری دو کم بود لیکن بسال چارین ہفت باقی مئی و یک درست گرفت گئی بر نیاید کسر اگر سال کبیسہ شد مہین گریکے ماند ز سال بے کبیسہ اول است	جون و جولائی اگست و نیز ستمبر بیان از شہور سال انگریزی بسان رو میان شد نومبر اینہم مئی روزہ باشد میان یک برین از کبیسہ بست نہ گرد عیان سالہامی عیسوی بر چار تا ای مہربان و بر آید پس تکرار کسر کن تقسیم آن در دو دو م در سہ سو م سال شد بیک
--	---

مورخین ہند نے اکثر تاریخین اس سنہ میں لکھی ہیں اور کہ چیدین میں عموماً
یہی سنہ مروج ہے۔ بدین وجہ کہ ہندوستان میں انگریزی حکومت ہو عموماً سرکاری
اور تجارتی کاروبار اسی سنہ میں ہوتا ہے۔

(۶) سنہ محمدی کا بیان

سنہ محمدی سے وہ سنہ مراد ہے جو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ
وسلم کی نبوت باکرامت سے آغاز ہوا ہے اور وہ تالیف کتاب ہذا کے وقت
۱۳۳۵ ہجری کے مقابل ۱۱ سال کے تفاوت کے ساتھ ۱۳۳۵ ہجری۔ مولوی نظام
الدین حسن نینوی سابق رکن مجلس عالیہ عدالت حیدرآباد بن محمد حسن خان مغفور
صد الصدد وراودہ نے اپنی تقویم میں لکھا ہے کہ سال محمدی کا آغاز ۲۰ ہجری ۱۳۳۵
عیسوی روز جمعہ سے بعد ختم یوم ہے۔ کیونکہ اس سال پیغمبر برحق علیہ الصلوٰۃ

والسلام کا روز پیدائش ۲۰ ماہ اپریل روز دوشنبہ بتایا ۲۰؍ ٹور ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے فضول کا حساب آسان ہوتا ہے۔ سال محمدی کے مہینے یعنی شہور محمدی منطقۃ البروج کے ناموں سے موسوم ہیں۔ معمولی سال ۳۶۵ روز کا۔ اور سال کبیہ ۳۶۶ کا تقویم غریغوری سے مطابق ہے۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ اس میں آپؐ تسامح ہوا ہے یعنی آپؐ نے اس سال کو ولادت محمدی کا سنہ خیال فرمایا اور یہی بات ہے کہ ہجرت کے وقت عمر شریف ۱۵ سال کی تھی۔ اور نبوت کے وقت چالیسواں سال تھا پس سنہ ہجری اور محمدی کا ۱۱ سالہ فرق خود اس بات کو ثابت کر رہا ہے کہ یہ سنہ نبوت باکراست کا ہے نہ ولادت کا۔ اور اگر سال محمدی کو سال ولادت ہی تسلیم کریں تو آج وہ بمقابلہ ہجری ۱۵ سال کے تفاوت کے سنہ ۱۳۷۱ ہوگا۔ پس یا تو ۳۶۵ سال کو سال نبوی کہا جائے یا سال محمدی کو ۳۶۶ سال مانا جائے۔

پس اس تحقیق کا یہ نتیجہ ہے کہ مسلمانوں کے لئے ایک سنہ اور بات آگیا اللہم زد و فرد۔

مولانا نے سنہ محمدی کے ۱۲ مہینوں کا نام حسب ذیل لکھا ہے۔

(۱) حمل (۲) ثور (۳) جوزا (۴) سرطان (۵) اسد (۶) سنبلہ (۷) میزان (۸) عقرب (۹) قوس (۱۰) جدی (۱۱) دلو (۱۲) حوت ہم یہ عرض کرتے ہیں کہ وہ مہینے جو عربوں میں زمانہ جہالت یعنی قبل ولادت باسعادت آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے رائج ہیں وہی ہیں جن کا ذکر ہم نے سنہ ہجری کے ذیل میں کیا ہے۔ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانے میں یہی

انہیں سے کام لیا گیا۔ پس ہم کو سنہ ولادت یا سنہ نبوت کے لئے انہیں
مہینوں سے کام لینا چاہیئے۔

(۷) سنہ ہجری کا بیان

صاحب غیاث اللغات فرماتے ہیں کہ سنہ ہجری کے مشہور قمری مہینوں کا نام یہ ہے
(۱) محرم (۲) صفر (۳) ربیع الاول (۴) ربیع الآخر (۵) جمادی الاول (۶) جمادی الثانی
(۷) رجب (۸) شعبان (۹) رمضان (۱۰) شوال (۱۱) ذیقعدہ (۱۲) ذی الحجہ
رویت ہلال کے دوسرے دن سے مہینہ کا آغاز ہوتا ہے اسی کو غرہ کہتے ہیں اور
بروز رویت۔ ماہ گزشتہ کا اختتام جس کو سلخ کہتے ہیں۔ اور اوسطاً چھ مہینے
۳۰ دن کے ہوتے ہیں۔ اور چھ مہینے ۲۹ دن کے۔ بلحاظ ترتیب یعنی کوئی مہینہ
۳۰ دن کا۔ اور کوئی ۲۹ دن کا۔ سنہ ہجری کے مجموعی ایام ۳۵۴ دن ہیں۔
اس سنہ کی ابتداء زمانہ ہجرت رسول مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم ہوئی
ہوئی جب کہ آپ نے مکہ معظمہ کی سکونت کو چھوڑ کر مدینہ منورہ کا ارادہ فرمایا۔
اسی وجہ سے اس سنہ کو سنہ ہجریہ کہتے ہیں اور یہ سنہ بروقت تالیف کتاب
ہذا (۱۳۲۵) ہے۔

آپ ہی نے بحوالہ صاحب عجائب البلدان فرمایا ہے کہ زمانہ خلافت حضرت
عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ابی موسیٰ اشعری حاکم مین نے آپ کو لکھا کہ دارالخلافت
کے مکاتیب میں تاریخ نہیں ہوا کرتی جس سے یہ معلوم ہو سکے کہ وہ کب لکھ گئے
ہیں مناسب یہ ہے کہ اونپر تاریخ لکھی جائے۔ پس خلیفہ نے اصحاب سے
استشارہ فرمایا۔ بعض کی رائے یہ ہوئی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات

مبارک سے تاریخ کی بنیاد قائم کی جائے اس لئے کہ یہ واقعہ عظیم ہے۔ بعضوں نے یہ رائے دی کہ رسول مقبول کی بعثت سے اس کا آغاز ہو۔ جب آراوین اختلاف ہوا تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے رائے طلب ہوئی اور آپ نے فرمایا کہ ہجرت مقدسہ سے اس کا آغاز ہونا مناسب ہے۔ کل صحابہ نے اس رائے کو پسند فرمایا اور اتفاق اسی پر ہوا۔

محققین نے لکھا ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ۲ صفر کو مکہ معظمہ سے ہجرت فرمائی اور ۱۲ ربیع الاول کو مدینہ مطہرہ میں داخل ہوئے اور سنہ ہجری کا قرار وادشہ ہجری میں برمانہ خلافت دوم ہوا۔ بدین وجہ کہ ہجرت کا ارادہ آغاز محرم سے تھا۔ پہلا مہینہ محرم قرار پایا۔ یا اس مہینہ کی حرمت کی وجہ سے۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔

بعض اہل جبل نے ماہِ اول سے محرم کا ارادہ کیا ہے۔ اور ماہ دوم سے صفر۔ ماہ سوم سے ربیع الاول۔ ماہ چہارم سے ربیع الآخر۔ ماہ پنجم سے جمادی الاولیٰ۔ ماہ ششم یا نصف سال سے جمادی الآخریٰ۔ ماہ ہفتم سے ربیع الثانی۔ ماہ ثامن یا ماہ شبِ برات شعبان۔ ماہ نهم یا ماہ صیام سے رمضان۔ اور ماہ دہم سے شوال۔ اور ماہ یازدہم سے ذی القعدہ۔ اور ماہ دوازدہم یا آخر سال سے ذی الحجۃ۔ یہ اشارات قسمِ صوری و معنوی میں کام دیتے ہیں۔ جیسا کہ کسی استاد نے صنعتِ ترقیعِ حرفی میں کسی فقہ

۲۸ سنہ ہجری کا ماڈلہ صوری و معنوی لکھا ہے (ع) دو شنبہ سوم ماہ چہارم

حرفِ صلی	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	۳۲	۳۳	۳۴	۳۵	۳۶	۳۷	۳۸	۳۹	۴۰	۴۱	۴۲	۴۳	۴۴	۴۵	۴۶	۴۷	۴۸	۴۹	۵۰	۵۱	۵۲	۵۳	۵۴	۵۵	۵۶	۵۷	۵۸	۵۹	۶۰	۶۱	۶۲	۶۳	۶۴	۶۵	۶۶	۶۷	۶۸	۶۹	۷۰	۷۱	۷۲	۷۳	۷۴	۷۵	۷۶	۷۷	۷۸	۷۹	۸۰	۸۱	۸۲	۸۳	۸۴	۸۵	۸۶	۸۷	۸۸	۸۹	۹۰	۹۱	۹۲	۹۳	۹۴	۹۵	۹۶	۹۷	۹۸	۹۹	۱۰۰																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																																										
	تضع حرفی	ز	ت	س	ج	و	ع	ز	ن	ب	و	د	و	ب	ش	ن	م	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴	۳	۴

(۸) سنہ مہدوی

جناب میرزا محمد جعفر آج تخلص خلف الصدق جناب دبیر مخفور نے اپنی بے بہا تالیف ارغمان مین فرمایا ہے کہ سنہ مہدوی سے ولادت با سعادت حضرت صاحب الزمان ادام اللہ ظلمہ العالی کا زمانہ مراد ہے۔ فرماتے ہیں کہ ولادت آنحضرت کی ۲۵۵۷ھ میں مذکور ہے۔ اور بقول دیگر ۲۵۵۷ھ ہجری میں۔

چنانچہ روایت اولیٰ کے حساب سے فی الحال سنہ مہدوی ۱۰۳۷ھ ہے اور روایت ثانی سے ۱۰۳۴ھ۔ پہر آپ ارشاد فرماتے ہیں کہ یا سنہ مہدوی سے مراد آنحضرت کی ابتداء غیبت کا زمانہ ہے۔ اس میں بھی دو قول ہیں۔ ایک سنہ ہجری اور دوسری روایت سے ۲۵۵۷ھ ہجری پس بنا بر قول اول فی الحال (یعنی بروقت تالیف کتاب ارغمان) سنہ مہدوی ۱۰۳۲ھ ہے اور بر بنیاد قول ثانی ۱۰۲۷ھ واضح ہو کہ سنہ ولادت ۱۵ شعبان المعظم روز یک شنبہ سی شریع ہوتا ہے اور کہا گیا ہے کہ ولادت کے دس دن بعد سے یہ سنہ معین ہوا۔ (انتہی)

کتاب ارغمان کی تالیف ۱۲۹۷ھ ہجری میں ہے جس پر اس وقت یعنی ۱۲۹۷ھ ہجری میں ۳۳ سال گزر چکے ہیں پس سنہ مہدوی از روے ولادت بقول اول اس وقت ۱۰۷۰ھ ہے۔ اور بقول ثانی ۱۰۶۷ھ اور سال آغاز زمانہ غیاب بقول اول ۱۰۶۵ھ ہے۔ اور بقول ثانی ۱۰۶۰ھ و اللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔

لائق مؤلف موصوف فرماتے ہیں کہ سنہ ہجری مسلمانوں کے لئے ہوا اور سنہ مہدوی نو مبین کے لئے اور سنہ عیسوی عیسائیوں کے لئے اور سنہ بکرماجیت اہل ہنود کے لئے۔ ہم نے مسلمانوں اور ہنودوں کا فرق اچھی طرح پر

نہیں سمجھا۔ لغت عرب میں مومن کے معنی دل سے تصدیق کرنے والے کے ہیں اور مسلم معنی
 اسلام قبول کرنے والا۔ پس مسلم کا اطلاق مومن اور منافق دونوں پر ہو سکتا ہے۔
 اور جب مومنین کے لئے مہدوی سنہ مخصوص کر دیا گیا تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے
 کہ سنہ ہجری منافقین اسلام کے لئے رک گیا۔ اور پہرہ یہی ارشاد ہوا ہے کہ سنہ ہجری
 بقول صاحب غیاث اللغات حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام کا مجوزہ ہے۔ اور اسکی
 صراحت نہیں کی کہ امیر المومنین نے اس سنہ کو مومنین کے لئے تجویز کیا یا غیر
 مومنین کے لئے۔ اس غلجان نے یہ کو غیاث اللغات کے دیکھنے پر مجبور کیا۔ صاحب
 غیاث اللغات فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ باصحاب پیغمبر علیہ
 الصلوٰۃ والسلام مشورہ نمودند بعضی گفتند کہ بنائے تاریخ بروفات سرور کائنات
 صلی اللہ علیہ وسلم باید نہاد کہ واقعہ خلیفہ است غلیفہ را (بوجود) پسند نیامد بعضی
 گفتند کہ بنائے کار برسعت آن سرور موجودات باید ساخت۔ این معنی ہم
 (بوجود) نہ پسندیدند پس این عقدہ لانیحل اعلیٰ تفری کردم اللہ چہ فرستادند آن حضرت
 اشارت بہ ہجرت فرمودند پس بنا بر اشارت آنحضرت مبداء تاریخ از ہجرت نمودند چہ
 ہجرت ابتدا سے ظہور نصرت و قوت اسلام بود الخ۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ اسی
 لفظ آخرہ اسلام کی وجہ سے جو صاحب غیاث کی آخر عبارت میں ہے۔ مرزا صاحب
 سنہ ہجری کو مسلمین سے مخصوص فرمایا۔ یہاں تک پہنچ کر ہم نے خیال کیا کہ جناب
 مرزا صاحب کا مقصد مومنین سے غالباً امامیہ مذہب والے ہوں جیسا کہ صاحب فرنگ
 آصفیہ نے لفظ مومن کے تیسرے معنی (اہل تشیع) لکھے ہیں بے شک یہ بات دل کو گنتی
 ہوئی ہے۔ لیکن خود غیاث اللغات یا اور کسی کتاب سے اس کا پتہ نہیں چلتا کہ حضرت

امیر المؤمنین علیہ السلام نے مؤمنین کے لئے سنہ مہدوی کی تخصیص کی بشارت دی ہے
ہم برابر دیکھ رہے ہیں کہ تیسرے معنی کے مؤمنین بھی سنہ ہجری ہی سے کام لیتے ہیں
اس لئے کہ وہ ادون کے نبی برحق علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہجری سنہ ہے اور نہ ہم نے
کسی نومن مویخ کی تاریخ سنہ مہدوی میں لکھی ہوئی پائی جہاں تک ہم نے غور کیا
معلوم ایسا ہوتا ہے کہ سنہ ہجری ہر ایک مسلم کا سنہ ہے خواہ وہ اہل تشن سے ہو
یا اہل تشیع سے کیوں کہ دونوں مسلمین میں داخل ہیں اور کچھ عجب نہیں کہ خارجی اس
سنہ کو نہ مانتے ہوں۔ اگرچہ رسول برحق کے تعلق کی وجہ سے کوئی وجہ ان کو نہ ماننے
کی نہیں ہے لیکن کیا عجب ہے کہ بدایت سنہ کی تاریخ کے لحاظ سے انہوں نے اپنے
لئے کوئی فرضی سنہ مقرر کر لیا ہو جیسا کہ سرتاج مؤمنین اوج لکھنوی نے مہدوی
سنہ کی تخصیص فرمائی ہے مگر ہم نے خارجیوں کے لئے کسی خاص سنہ کا نام اب تک
نہیں سنا اور نہ اہل تشیع کی تخصیص سنہ مہدوی سے اب تک ہو سکا ہے۔
اسی کتاب کی برکت ہے کہ اس بیان میں ہماری بصیرت بڑھی۔

(۹) سنہ ترکی کا بیان

بقول صاحب غیاث اللغات سنہ ترکی کو ایغوز اور غازلم کہتے ہیں۔ اور اس کے
مہینوں کے نام حسب ذیل ہیں۔ (۱) آرام آمی۔ (۲) اے کندی آمی
(۳) اوچوچ آمی۔ (۴) خرینج آمی۔ (۵) آمیشیخ آمی۔ (۶) التیج آمی۔
(۷) پانج آمی۔ (۸) سکینج آمی۔ (۹) قورینج آمی۔ (۱۰) او توینج آمی۔
(۱۱) افزینج آمی۔ (۱۲) ادون ایکنج آمی۔

آپ فرماتے ہیں کہ ہر کون کا سال مثل ہندیوں کے قمری ہے یعنی رویت ہلال

کبھی تیسرا مہینہ اور کبھی اونتیسرا ہر تیسرے برس پر کبیسہ کا ایک مہینہ بڑا کر سال کو ۱۳ مہینہ کا کر دیتے ہیں اور اس تیرہویں مہینہ کا نام سوا آئی رکھ دیتے ہیں اور ابتداء سال شمس و قمر کے اجتماع سے (ہج و لوہین) محسوب ہوتا ہے۔ آپ ہی کا قول ہے کہ اس سنہ کا آغاز بادشاہ غازلم کی سلطنت سے ہے۔ ۳۲۵ھ ہجری میں یہ مسئلہ کے مطابق تھا اوسی حساب سے اس وقت آخر ذی الحجہ ۱۳۲۵ھ ہجری میں سنہ ترکی کی مطابقت ۴۲۰۳ھ م۔ اس وقت مالک کی مین سنہ ہجری نبوی الخ ہجری

(۱۰) سنہ فصلی کا بیان

جس سنہ کا عنوان ہم نے سنہ فصلی رکھا ہے۔ اہل ہند اسی کو سنہ فارسی کہتے ہیں۔ دکن میں سال تالیف کتاب ہذا کا فصلی مسئلہ ہے جو مطابق ہے ۱۳۲۵ھ ہجری کا۔ اور یہی مسئلہ فصلی ہندوستان میں سنہ فارسی کے نام سے رائج ہے مہینوں کے نام دونوں جگہ متحد ہیں۔ یعنی (۱) آذر ۲۹ یوم (۲) دی ۲۹ یوم۔ (۳) بہمن ۳۰ یوم (۴) اسفندار ۳۰ یوم (۵) فروردی ۳۱ یوم (۶) اردی بہشت ۳۱ یوم (۷) خرداد ۳۲ یوم (۸) تیر ۳۱ یوم (۹) اسرداد ۳۱ یوم (۱۰) شہریور ۳۱ یوم (۱۱) مہر ۳۰ یوم (۱۲) آبان ۳۰ یوم۔ کسی استاد نے انگریزوں کو ایک شعر نظم کیا

لل کط و کط لل شہور کوثر است | لا ولا لب لا ولا لاشش مہ است

آغاز سال دونوں جگہ ماہ آذر سے ہوتا ہے اور اختتام ماہ آبان پر۔ لیکن تاریخوں میں کچھ خفیف سا اختلاف ہے یعنی دکن میں تاریخ ۲۹ ذی الحجہ ۱۳۲۵ھ ہجری روز دوشنبہ مطابق ۳ فروردی سنہ ۱۹ عیسوی موافق ہے یکم فروردی سنہ فصلی اور اہل ہند نے اپنی جہت یوں مین آخر ۳۲۵ھ ہجری کی مطابقت ۳ فروردی سنہ ۱۳۲۵ھ

فارسی سے کی ہے۔

الحاصل خواہ اس کو سنہ فصلی کہو یا فارسی دونوں کا نتیجہ ایک ہے۔

صاحب غیاث اللغات نے اسی کو سنہ فارسی اور نیز مزدجری لکھا ہے اور اس کا آغاز ماہ فروردین سے اور اختتام ماہ اسفندار پر قرار دیا ہے اور یہ بھی صراحت فرمائی ہے کہ یہ سال تعدادِ اِیام میں سنہ رومی کے ساتھ مساوی ہے۔ آپ ہی کا قول ہے کہ اس سنہ کا آغاز مزدجری بآدشاہی سے ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ یہ سنہ تالیف غیاث اللغات کے وقت یعنی سنہ ۸۱۱ ہجری میں مطابق ہے ۱۶۹۷ فصلی کا یعنی سنہ ہجری اور فارسی میں ۴۶ سال کا تفاوت ہے حالانکہ اس وقت ہجری و فصلی یا ہجری و فارسی میں صرف ۸ سال کا فرق ہے یعنی فصلی یا فارسی کا ۸۱۱ ہجری اور ہجری ۸۲۹۔ اس سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ کہنپول اور ہندیون نے سلطنت یزدجود سے اس کی ابتداء نہیں مانی ہے اور نہ معلوم اون کا مبداء کیا ہے۔ صاحب غیاث یہ بھی فرماتے ہیں کہ اہل فارس سال فارسی کو نوروز سے شروع کرتے ہیں پس ہماری رومی میں ۸۱۱ فصلی اپنی سے موسوم رہنے دینا چاہیئے اور سنہ فارسی سے اس کو نہ ملانا چاہیئے۔ واضح ہو کہ دکن میں ماہ لائے متذکرہ بالا کو جو اسی سنہ فصلی کے ہندوینوں کا ماہ آہی کہتے ہیں۔

اہل ہند نے فصلی کے نام سے اپنی ہجرتوں میں ایک جدا سنہ قائم کیا ہے جو دکن کے مروجہ سنہ فصلی سے دو سال کم ہے اور اس کے ساتھ ہندی ہندوؤں کا استعمال کیا ہے۔ ہم اس کی حقیقت سے واقف نہیں ہیں اور اس موقع پر صرف اس قدر صراحت کر دیتے ہیں کہ اگرچہ آبادین اس وقت ۸۱۱ فصلی رائج ہے تو

ہندوستان میں فصلی ہی کے نام سے ۱۳۱۵ھ فصلی کا رواج ہے۔

صاحب محض تسلیم نے سنہ فصلی کی نسبت لکھا ہے کہ فصلی ایچا جلال

الدین اکبر بادشاہ است دران وقت شمار ہجری نہ صد و ہفتاد و یک بود و تفاوت

کہ شد و آئندہ خواہد شد و پیش این کہ سال قمری کوتاہ باشد از سال شمسی

بدر روز و پنجہ گہری و نہ پل و سال شمسی دراز باشد از سال قمری ہفت گہری

کم از یازدہ روز۔ ہمین زیادت یک ماہ را ہندیان (لوند) گویند بعد انقصا

مدت سال شمسی زیادت سنہ سال و چند روز ہر صد سال ہجری یعنی قمری بطور کمال

و ابتداءیش از چیت۔

اس بیان سے لائق ملاحظہ کا غالباً یہ مقصد ہو گا کہ وہ اس وقت یعنی اپنی

کتاب کی تالیف کے وقت اس سنہ کے اعداد کو بیان کرنا نہیں چاہتے تھے

اس لئے کہ وہ حسابی مشکلات اس کے مانع تھے جن کا ذکر اوپر ہوا۔ ہم عرض کرتے

ہیں کہ جب اس سنہ کا آغاز سنہ ۱۱۸۱ھ ہجری سے ہوتا ہے تو پہلے سنہ ۱۱۸۰ھ ہجری میں از رو

حساب اس کی مطابقت ۱۳۵۴ قرار پاتی ہے فی سال ۱۰ روز (مع کسر) متذکرہ

بالا) وضع کریں تو (۱۳۵۴) سال کے لئے (۱۱۸) چھینے یعنی (۹ سال ۱۰ چھینے) کا

وضعات قرار پاتے ہیں اور اس وضعات کے بعد اس وقت فصلی ۱۳۱۵ھ ہجری

در حال کے کہ اس وقت ہندوستان کا سنہ فصلی ۱۳۱۵ھ ہے اور دکن کا فصلی سنہ

۱۳۱۷ھ۔ ہمارا فہم اس سنہ فصلی کے سمجھنے سے قاصر ہے جس کا ذکر آپ نے فرمایا ہے

اگر آپ کا مقصد آہی سنہ سے ہر جس کو صاحب غیاث نے اکبر سے منسوب کیا ہے

تو اس کے لئے ملاحظہ ہو بیان مابعد۔

(۱۱) سنہ الہی کا بیان

صاحب غیاث فرماتے ہیں کہ سنہ الہی کی ابتدا جلوس جلال الدین اکبر بادشاہ ہے جو ۳۰ ربیع الآخر ۷۶۲ھ میں واقع ہوا۔ اس سنہ کے ہینے وہی ہیں جنکو فصلی کے ذیل میں ہم نے بیان کیا۔ آپ فرماتے ہیں کہ تالیف غیاث اللغات کے وقت سنہ ہجری ۱۲۲۲ء ہے اور سنہ الہی ۲۷۱۔ اس حساب سے تالیف کتاب یعنی ۱۳۲۵ ہجری میں سنہ الہی بعد وضع کسرات وہ روزہ ۳۵۲ ہونا چاہیئے۔

(۱۲) سنہ جلالی کا بیان

صاحب غیاث اللغات فرماتے ہیں کہ اس سنہ کا آغاز جلال الدین ملک شاہ سلجوقی کے عہد سلطنت سے ہے اسی لئے اس کو سنہ ملک شاہی بھی کہتے ہیں۔ اس کے ہینے وہی ہیں جو فصلی سنہ کو ذیل میں بیان ہوئے۔ فرق صرف اس قدر ہے کہ ہر ہینہ کو ۳۰ روز کا ہینہ قرار دیتے ہیں اور سنہ مستقر کو ۱۲ ماہ اسفند پر بڑھا دیتے ہیں اور ہر سال چارم میں کسرات کا ایک دن اسی اسفند پر بڑھا کر ۳۶ دن کا حساب شمار کرتے ہیں۔ اس سنہ کو مجموعی ایام ۳۶۵ ہیں۔ آپ نے فرمایا ہے کہ سال تالیف غیاث اللغات یعنی ۷۶۲ھ ہجری میں سنہ جلالی ۷۶۹ء تھا۔ اس حساب سے ۲۹ رذی محرم ۷۶۲ھ ہجری میں بعد وضع کسرات پنج روزہ تقیر بآ سنہ جلالی ۸۳۱ ہونا چاہیئے۔

(۱۳) سنہ بنگلہ کا بیان

سنہ بنگلہ بنگالیوں میں مروج ہے۔ صاحب مختص تسلیم نے اس کے متعلق صرف اس قدر لکھا ہے کہ بعضی کتب چون آئین اکبری وغیرہ بشرح و بسط مدونست

باید دید۔ ہم عرض کرتے ہیں کہ ہم نے تاریخی گویوں کی امداد اور شقائقان قرنِ حمل کی بصیرت بڑھانے کے لئے جو کہ سنین مختلفہ کے بیان کا ایک خاص حصہ رکھا ہے تو ایسا اجمال کبھی جائز نہیں ہے جس سے کم سے کم اس قدر بھی معلوم نہ ہو کہ تالیف کتاب کے وقت اس سنہ کے اعداد کس قدر ہیں۔

سنہ بنگلہ بنگالیوں کا سنہ ہے اور اس وقت یعنی سنہ ۱۳۱۵ ہجری کا مطابق سنہ ۱۳۱۴ بنگالی ہے۔ بعض تواریخ بنگال سے اس کی حقیقت صرف اسی قدر معلوم ہوتی ہے کہ شہنشاہ اکبر کے زمانے میں جب توڈرمل نے بنگال کا بندوبست کیا تو اس وقت سنہ ہجری کو جو قمری ہینون پر مبنی تھا فصلی کر دیا اور زمانہ آئندہ میں اس کو شمسی قمری سے غیر متعلق کر کے ہندی ہینون سے اس کا حساب رکھا تاکہ کاشتکار کو مالگاری کے اغراض میں سہولت حاصل ہو۔ اس سنہ کی بنیاد اسی قدر معلوم ہوتی ہے اور یہ درحقیقت توڈرملی سنہ ہے جو صرف بنگال میں رائج ہے اور اس وقت سنہ ہجری کے ساتھ سنہ بنگلہ میں ۱۱ سال کا جو تفاوت ہے وہ زمانہ مابعد کے قمری ہینون کی وجہ سے سالانہ کسرات دہ روزہ کا نتیجہ ہے۔

حیدرآباد کے سنہ فصلی کے ساتھ اس میں دو برس کا فرق ہی اعتباری ہے اور درحقیقت دونوں کا مقصد ایک ہے یعنی ممکن ہے کہ حیدرآباد میں بھی کسی کسی سنہ میں ایسا ہی عمل ہوا ہو۔

بنگال کے سوا مالک مغربی و شمالی وغیرہ میں سنہ فصلی ۱۳۱۵ مروج ہے اس کی بنیاد بھی غالباً ایسی ہی ہو۔ بنگالی اور ہندوستانی دکن کے سنہ فصلی کو سنہ فارسی کہتے ہیں۔ اور سنہ فارسی درحقیقت سنہ یزدجردی ہے جس کا بیان

اس کے بعد آتا ہے۔

(۱۴) سنہ فارسی ویز و جر دی کا بیان

صاحب غیاث اللغات نے سنہ فارسی کی تاریخ جس قدر لکھی ہے ہم نے اسکا حق سنہ فصلی کے ذیل میں ہدیہ ناظرین کیا ہے۔ مگر اس وجہ سے کہ ہماری راسے میں دکن اور ہند کے رواج کو لحاظ میں ہم نے اس کو سنہ فصلی ہی سے موسوم رکھا ہے لہذا ہم سنہ فارسی کی نسبت اس موقع پر صرف اس قدر عرض کرتے ہیں کہ بقول صاحب غیاث سنہ فارسی یا سنہ یزد و جر دی ۱۱۹۶ھ ہجری میں ۱۱۹۶ تھا تو اس حساب سے اس وقت بعد وضع کسرات دہ روزہ یہ سنہ ہونا چاہیئے۔ فی زمانہ پارسیوں کے پاس مروج ہے اور ۱۱۹۶ھ ہجری ۱۱۹۶ھ کا مطابق۔ اس کے چھینے وہی ہیں جو سنہ فصلی کے ذیل میں بیان ہوئے۔

(۱۵) سنہ ساکھا و سنیت کا بیان

صاحب غیاث اللغات نے فرمایا ہے کہ یہاں ہند میں جس کا نام سنیت ہے ۱۲ مہینوں کا سال ہے جن کے نام یہ ہیں (۱) چیت (۲) بیہاکہ (۳) جیٹھہ (۴) اسارہ (۵) سادون (۶) بہادون (۷) کنوار (۸) کانک (۹) اکھن (۱۰) پوس (۱۱) ماگہ (۱۲) پھاگن۔ یہ سنہ منسوب ہے راجہ بکرماجیت سے۔

منقول ہے کہ جب راجہ سالباہن کو بکرماجیت پر غلبہ ہوا تو اسنو اپنے غلبہ کا سنہ رائج کیا۔ اور اس کا نام ساکھا رکھا۔ پس ان دونوں سنوں کے لئے وہی چھینے رائج ہیں جو اوپر بیان ہوئے۔ پس اس وقت یعنی ختم تالیف کتاب ہذا کے وقت۔ ۲۹ مئی ۱۱۹۶ھ ہجری مطابق ہے ۱۱۹۶ھ ساکھا کے جس کو اہل ہند دکن

ساکی اور شاکی بھی کہتے ہیں۔ اور اوسے تاریخ ہجری کا سنہ سمت ۱۹۶۴ جس کو بکری کہتے ہیں۔

ہندوستان میں پرستہ کے نام سے اسی سنہ کا رواج ہے جو سمت کر سوات

(۱۶) سنہ رومی کا بیان

بقول صاحب غیاث اللغات رومیوں کے مہینوں کے نام حسب ذیل ہیں اور انہیں کوہی

مہینے بھی کہتے ہیں۔ (۱) تشرین اول سی ویک ذہ (۲) تشرین آخر سی روزہ

(۳) کانون اول سی ویک ذہ (۴) کانون آخر سی ویک ذہ (۵) شباط ۲۸ روزہ

(۶) افارس سی ویک روزہ (۷) نیسان سی روزہ (۸) ابار سی ویک روزہ

(۹) حزیان سی روزہ (۱۰) تنوز سی ویک روزہ (۱۱) آب سی ویک روزہ

(۱۲) ایلول سی روزہ۔ ان بارہ مہینوں کے مجموعی ایام ۳۶۵ ہیں۔ ماہ شباط

پر چھتے سال ۳۶۶ دن کا محسوب ہوتا ہے۔

اس سنہ کی ابتدا عہد سکندر سے بیان ہوئی ہے اور سنہ ہجری کا مطابق

سنہ ۲ رومی کہا گیا ہے۔ اس حساب سے ۲۹ ذی حجہ ۱۲۵۰ ہجری میں بعد وضع کسرا

۱۹۰ شمسی یا رومی سال ہونا چاہیے۔

(۱۷) سنہ نوروز کا بیان

بقول صاحب مخزن الحکمت۔ نوروز سے مراد ہر نئے شمسی سال کا پہلا دن ہے

ایک محقق کا قول ہے کہ نوروز کا آغاز اوس وقت ہوتا ہے جب کہ بقول عالمان علمیت

آفتاب عالماں جو جہان کو اپنی روشنی سے روشن رکھتا ہے بچ حوت سے گزر کر بچ

حمل میں جو اس کی خوشحالی اور شادمانی کا مقام ہے داخل ہوتا ہے اور دنیا کو ایک نئی

روزی دیتا ہے اور سردی کے لگنے ہوئے اور موسم خزان کے مٹنے رسید و نکو خلعت ہے
نوروز و قباہے سب و فیروزی پہنا کر تلافی مافات کرتا ہے۔

نوروز فصل بہار کا روز اول ہے اور ایسا مبارک دن ہے کہ اس دن لیل و نیا
کے زنگی و فرنگی یا کھل مسادات پر باجم ملتے ہیں یعنی شب و روز برابر ہو جاتے ہیں
اور نئے سال شمسی کا دورہ شروع ہوتا ہے۔

یون تو دنیا کے مختلف ممالک اور مختلف اقوام میں ہر نئے شمسی یا قمری سال کو اول
روز کم و بیش خوشی منائی جانے کی رسم کے لحاظ سے بہت سے نوروزوں کا ذکر کیا
پڑے گا مگر ان سب کو نظر انداز کر کے صرف نوروز مشرقی اور نوروز مغربی کا ہی
حال ہیہ ناظرین کیا جاتا ہے۔

سنہ عیسوی کے مطابق نوروز مشرقی ۲۱ مارچ کو واقع ہوتا ہے اور نوروز
مغربی یکم جنوری کو لیکن علم ہیئت کی رو سے نوروز مشرقی ہی حقیقی نوروز ہے
کیونکہ یہ فصل بہار کی ابتدا اور شب و روز کا اعتدال قائم کرتا ہے۔

نوروز مشرقی کا بانی بادشاہ جمشید ہے جس نے ملک ایران میں شمسی سال کو
رواج دیا۔ اس نے ایک نہایت عالی شان شہر کی بنیاد ڈالی جس کا نام تخت جمشید رکھا اور
جس دن خورشید ظاہر پہلے خانہ بہار یعنی برج حمل میں داخل ہوا جمشید نے اس شہر کو شاہی
محل خاص میں بیٹھ کر جشن نوروز منایا اور رعایا کو زور و سیم کی بخشش سے خوشحال بنایا
اور حکم دیا کہ تمام رعایا ہر سال اسی دن نوروز منایا کرے۔

ہندوستان کی تقویم میں آخر ذی الحجہ ۲۵۲۸ ہجری کو ماہ دلو ۲۹ نوروز
کی ۱۵ تاریخ ہے۔

خاتمہ کا دوسرا حصہ

مترجمین و متاخرین و معاصرین کے کلام کے متعلق

بیان عام

معزز ناظرین کتاب اس بیان کو خوشگیر کی بہرہ نئی نہ خیال کریں۔ جن حضرات کو فنِ جمل و لکچسپی ہے اور ان کو اس کتاب کی سیر کرنے کے بعد اس بیان کا ملاحظہ کرنا نہایت فائدہ بخش ہوگا۔ ہر ایک تاریخ نئے اسلوب اور نئے ڈھنگ پر ہوتی ہے۔ صرف میلاد ہی کی تاریخوں میں ملاحظہ فرمائیے کہ مورخین نے ولادت کے مضمون کو کس قدر مختلف پہلوؤں سے ادا کیا ہے یہی کیفیت تواریخ و فوات و تعمیر و تالیف وغیرہ کی ہے جن کے ملاحظہ سے شائقینِ جمل کو ایک خاص قسم کی بصیرت حاصل ہوگی۔ وہ مادہ تاریخ کے مختلف نگوں سے اچھی طرح واقف ہو جائیں گے۔ ہم نے اس حصہ کتاب میں بقدر امکان متقدمین اور متاخرین کا تاریخی کلام ہی جمع کیا ہے اور بالآخر معاصرین کے نتیجہ فکر سے اس کی تکمیل کی ہے اور بلحاظ نوعیت ۲۰ حروف پر اس کو تقسیم کیا ہے۔

- | | |
|---------------------------|----------------------------------|
| (الف) قصائد نعتیہ تاریخی۔ | (ب) تواریخ ولادت۔ |
| (ج) تواریخ بسم اللہ خوانی | (د) تواریخ خستان۔ |
| (ه) تواریخ شادی عروسی | (و) تواریخ سالگرہ و جوہلی۔ |
| (ز) تواریخ غسل صحت | (ح) تواریخ جلوس و فرمانروائی۔ |
| (ط) تواریخ فتوح | (ی) تواریخ وزارت۔ |
| (ک) تواریخ خطابات | (ل) تواریخ تقرر خدمات و جانشینی۔ |
| (م) تواریخ خیر مقدم | (ن) تواریخ شکار۔ |

(س) تواریخ تالیف تصنیف طبع کتب (ع) تواریخ بنا و تعمیر۔
 (ف) تواریخ سزا (ص) تواریخ فراغ حج۔
 (ق) تواریخ ربانی (ر) تواریخ وفات۔

معاصرین میں ہم نے اپنے استادان اجل قدر بلگرامی۔ کامل لکھنوی۔
 داغ دہلوی۔ راقم مدراسی۔ ذکاء نیلوری۔ معنی حیدر آبادی کے سوا بعض
 مشاہیر ہند کا تاریخی کلام بھی اسی حصہ میں داخل کیا ہے۔ جیسے امیر مینائی۔
 عبد الجلیل بلگرامی۔ آزاد بلگرامی۔ غالب دہلوی۔ ذکی مراد آبادی۔ ان
 بزرگوں کے سوا بعض غیر مشاہیر کے عمدہ کلام کو بھی جن کی تاریخیں قابل تعریف
 تھیں۔ اور بندہ ہیچران کا تاریخی کلام بھی اسی حصہ آخر میں داخل ہے۔

افسوس ہے کہ استادان فن سے زمانہ خالی ہے اور بہت برا قسم
 یہ ہے کہ اس فن میں ان کے جانشینوں کے خانہ میں صفر ہے۔ محققین نے
 باقر گیلانی۔ اور محترم کاشی۔ اور سنجہ طہرانی کو امام الجمل فی المتأخرین کہا
 اور انصاف اس کا متقاضی ہے کہ ہم اپنے زمانہ کے بزرگوں سے قدر بلگرامی
 اور ذکی مراد آبادی اور معنی حیدر آبادی کو اس لقب سے یاد کریں۔

مستقدمین کے تاریخی کلام کا نقش صفحہ روزگار پر بہت کم ہے اور جس قدر ہے
 اس کے بڑے حصہ کو ہم نے جا بجا۔ موقع موقع سے اس کتاب میں بطریق استاد
 عرض کیا ہے۔ ایمان کی بات یہ ہے کہ ہم مستقدمین کے کلام میں وہ لطف اور خوبیاں
 نہیں پاتے جن سے متأخرین کا کلام لبریز ہے۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ فی نفسہ انکو
 اس کا مذاق نہ تھا یا ان کا قابل قدر کلام ہم کو دستیاب نہیں ہوا۔ ہمارا خیال ہے

کہ متقدمین کو اس فن کی جانب بہت کم رغبت تھی اور محاسن تاریخ کے وسیطین
پابند نہ تھے جس طرح وہ لوگ نزل۔ قصیدے۔ شنوی وغیرہ میں استاد مان گئے
ہیں۔ اسی طرح اس فن کے استاد کہلانے کے مستحق بعض متأخرین اور معاصرین کے
وہ افراد ہیں جن کا تذکرہ اوپر ہوا۔ پس کوئی وجہ نہیں ہے کہ ہم بعض متأخرین اور
معاصرین کو اس خاص فن میں متقدمین پر ترجیح نہ دیں۔ علم کسی کی میراث نہیں ہے
مَنْ جَدَّ وَجَدَ۔

جن متقدمین و متأخرین کے کلام پر ہم نے کہیں کہیں بطور (افادہ) اعتراض
کیا ہے اور شائقین فن کو اس لغزش سے بچنے کی نصیحت کی ہے وہ بے محل نہیں
انوری اگرچہ اس داخن بلکہ پیہر سخن گزرا ہے لیکن فنِ جمل میں اس کی لغزش یا اسکا
تساح کبھی ہمارے لئے سند کا کام نہیں دے سکتا اور کبھی وہ اپنے خطابِ نقاب
کی وجہ سے معاف نہیں کیا جاسکتا۔ اس باب میں جس قدر تاریخی کلام ہر سطر
بھی ہم نے تنقیدی نگاہ ڈالی ہے اور جا بجا مختلف نوٹس کئے ہیں جن سے ہر کوئی حکمت
چینی اور حرف گیری مقصد نہیں ہے بلکہ طالبین فن کو غلطی سے بچانے مقصود
ہے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ انصاف پسند اہل تحقیق ہمارے اس عمل کو نیک نیتی پر
محمول کریں گے۔

بعض تاریخی قصیدوں اور مرثیوں اور نوحوں میں ہم نے اشعار بالائی کو
اس لئے نقل کیا ہے کہ مادۂ تاریخ کا لطف بغیر ان اشعار کے ظاہر نہیں ہو سکتا
اگر ہم اختصار کو مد نظر رکھتے اور اشعار بالائی کو ترک کرتے یا ان کے انتخاب سے
کام لیتے تو اس کتاب کی ضخامت سی دس بیس ورق تو بے شک گھٹ جاتے

لیکن یہ بچت اس نقصان کی تلافی نہ کر سکتی جو مذاق میں پیدا ہو جاتا۔

(الف) قصائد نعتیہ تاریخی

قصیدہ نعتیہ طبعاً درجناب یا قرگیلانی مغفور بہ صنعت ترصیع و ازدواج و مجمع الضائع۔ جس کا ہر مصرع حامل تاریخ ہے اور اشعار نمبر ۹ تا ۱۷ میں یہ لطیف زائد ہے کہ ہر مصرع میں حروف مہملہ و منقوطہ عددًا و تقداداً مساوی ہیں۔ اور کسی ایک مصرع کے حروف مجملہ اور کسی ایک مصرع کے حروف مہملہ کو جمع کرنے سے سہ سہ مطلوبہ حاصل ہوتا ہے۔ اور اس طرز عمل سے بہت سے ماوے حاصل ہوتے ہیں۔

و ہو ہذا

۱	اساس عالم مجد آفتاب بردو جہاں	ملک پناہ و رسل تاج و نبیا سلطان
	۱۰۶۸	۱۰۶۸
۲	شیفیع کون و مکان احمد رسول اللہ	پناہ ناموران اشفع زمین و زمان
	۱۰۶۸	۱۰۶۸
۳	سوا و عین ہدایت امیر ملک و مل	بزرگ کل رسل و نبیائے کوئی مکان
	۱۰۶۸	۱۰۶۸
۴	خلاصہ درو جہان ماہ ساطع لولاک	شہ بہان فلک قدر و صاحب احسان
	۱۰۶۸	۱۰۶۸
۵	سما و علم و سخا و مہ جلال و کمال	پناہ تاجران کا سماں ندید و چرخان
	۱۰۶۸	۱۰۶۸
۶	پناہ اہل نبوت بر بہار علو	گل مراد مل آبرو گئے گلشن جان
	۱۰۶۸	۱۰۶۸

۷	مطالع دین و جهان تاج صاحب علاج	سپهر مجید محمد شفیع عالمیان
۱۰۶۸	۱۰۶۸	۱۰۶۸
۸	کمال بد و درع آبرو سے موجود است	جهان جود و حیا مصطفیٰ رفیع الشان
۱۰۶۸	۱۰۶۸	۱۰۶۸
۹	امام گل رسول تکبیر زمین زمان	نبی تاج انم زریب عصر ماه مہبان
۳۲۲	۳۲۲	۳۲۲
۱۰	سفر زین سل و کام وحی توان	قوی وزین ہمہ نگہ عرو عرش مکان
۵۳۲	۵۳۲	۵۳۲
۱۱	بتی دتاج ملک مہر علم و زریب مہبان	بزرگ عالمیان بحر کعبہ تاج جهان
۵۳۲	۵۳۲	۵۳۲
۱۲	پناہ ملک سالت کمال فہم و ادب	نصیر ملک بقا اوج علم زریب شہبان
۵۳۲	۵۳۲	۵۳۲
۱۳	سحاب طبع محمد قوام سن و شرف	سراج اہل عطا غرت زمین زمان
۵۳۲	۵۳۲	۵۳۲
۱۴	مطالع گل عرب تاج دین گزیدہ شب	مرحبا بکرم و افتاب عدل امان
۵۳۲	۵۳۲	۵۳۲
۱۵	پناہ فتح و درع ماہ و صاحب لاک	حیات و غرسل ماہ زہد دین سلطان
۵۳۲	۵۳۲	۵۳۲
۱۶	سحاب لطف ابد مہر عدل و شوق کر ماہ	علو جاہ و علو زریب دین سپہر توان
۵۳۲	۵۳۲	۵۳۲

پناه حلم و شرف کام ملک مطلب حق	۱۷	جیب زین المم کوہ علم و تاج سران
۳۲۴ خطوط	۱۰۶۸	۳۲۴ خطوط
۱۰۶۸		۱۰۶۸
مطلع		
سحاب ادا و کرم آفتاب علم و امان	۱۸	شہاب عدل و اہل کام و مطلب خان
۱۰۶۸		۱۰۶۸
غریز کوچ مکان ہا گل و سدر نشین	۱۹	اساس عز و عطائزین بن مہر نشان
۱۰۶۸		۱۰۶۸
نبی زیب سل مجد رشد طہ لقب	۲۰	شہاب عدل و یقین بدر حرم معجزہ کان
۱۰۶۸		۱۰۶۸
ہے زریح عطایوح مکہ منبع کنت	۲۱	سحاب بن دمی مجد علم و راست بان
۱۰۶۸		۱۰۶۸
امین اہل شین بدر جاہ شاہ براق	۲۲	مآب داوریکتا کے نائب حمان
۱۰۶۸		۱۰۶۸
پناہ تاجوران کوہ داد کرسی زیب	۲۳	رسول وارودہ و بدر آفتاب آوان
۱۰۶۸		۱۰۶۸
ملک یب ملک ملک مجد پر توحق	۲۴	نبی زین بشر مہ لوا و مہر خبان
۱۰۶۸		۱۰۶۸
مآب غریب بن مطاع و تاج رسل	۲۵	سحاب بن و کرم زریح ملک ستان
۱۰۶۸		۱۰۶۸

۲۶	سحاب داد و یقین بحر علم عالی نشا	۲۶	سہ و امام رسل بوستان لطف ابد
۱۰۶۸		۱۰۶۸	
۲۷	شہاب عبد الامان عہد کن از فرمان	۲۷	نبی ماہ شرف مصطفیٰ سحاب عطا
۱۰۶۸		۱۰۶۸	
۲۸	عزیز جملہ شہان ابر علم و قبلہ جان	۲۸	حیات ندی و مہرباب حکم و صلی علیہ
۱۰۶۸		۱۰۶۸	
۲۹	سحاب داد و کرم آفتاب علم و امان	۲۹	بہار جاہ و نبی شفیع رومے بین
۱۰۶۸		۱۰۶۸	
۳۰	دار و ماہ ادب آفتاب داد و گران	۳۰	بزرگ کون و مکان مجتبیٰ سما عطا
۱۰۶۸		۱۰۶۸	
۳۱	نبی ماہ زمین ابر علم و شمس خان	۳۱	تاب کل رسل گلستان انس و ادب
۱۰۶۸		۱۰۶۸	

(نوٹ) الف مدودہ اس قصیدہ میں متعدد مقامات پر متعلیٰ ہو اور اس کا ہر حرف ایک محسوب ہوا ہے اور قاعدہ مندرجہ کتاب ہذا کی سند ہے۔

شعر پنجم میں لفظ سما کے بعد بقاعدہ فارسی (یا) حساب میں محسوب ہوئی ہے اور ہمزہ بعد الف کے قاعدہ میں جو اصول بیان ہوئے ہیں اون کی سند ہے۔

(ب) تواریخ ولادت

تاریخ ولادت نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ طبرغراد جناب خواجہ جلال طہرانی معذور

سال تاریخ ہمایونش نوشت	زاو کا ایدہ تعالیٰ قدر
	۱۳۹۹ھ

من برم یک الفش از تاریخ	ماشم میل بحشم بدرا
(نوٹ) مصع تاریخی کے اعداد (۹۱۴) میں مویخ نے الف کے ایک عدد کا تخریج کیا ہے	
تاریخ ولادت شہاب الدین محمد شاہ جہان بادشاہ طبع نژاد یکے از استادان عجم۔ از مخلص تسلیم	
شاہ روسے ریمج شاہ جہان	لمعہ آفتاب عالم گیر
۱۰۰۰ھ	۱۰۰۰ھ
(نوٹ) اس تاریخ میں بھی الف محدودہ کا عدد (۱) محسوب ہوا ہے مطابق قاعدہ ہر	
ایضاً از جناب کلیم رحمدانی	
سید احمد کہ از پیر تو خورشید عدم	سایہ مرتضیٰ بر سر عالم آمد
نیرے از فلک بادشہی کرد طلوع	شاہ شایان جہان قبلہ عالم آمد
(نوٹ) مادہ تاریخ میں لفظ آمد شریک نہیں ہے۔ مضمون مصرع اسکا متقاضی ہے کہ سالم مصع میں تاریخ ہو۔ نیز تاریخی اشارہ بھی نہیں ہے۔	
قصیدہ جناب سنجر طہرانی مغفور بتقریب تولد صاحب قرآن ثانی شاہ جہان بادشاہ بصنعت ترصیع	
خدا وجود و بقا دادہ عالم امکان	برائے شاہ جہان بادشاہ کل جہان
۱۰۰۰ھ	۱۰۰۰ھ
زلف یزدان ز عدل وجود و ہفت اقلیم	بود با قسور و پاگاہ زاین سلیمان شان
۱۰۰۰ھ	۱۰۰۰ھ
زجود شاہ جہان بادشاہ ملک آرا	پدید آر در شاہمو از صد عثمان
۱۰۰۰ھ	۱۰۰۰ھ

مدام بادۃ الطاف و قدرت یزدان	ز جام قوت او باد با حیات ابد
۱۰۰۰ھ	۱۰۰۰ھ
بیاد شاہ جهان مہر جاہ کام رسان	نشاط و شادی کام طرب بداد آہ
۱۰۰۰ھ	۱۰۰۰ھ
علیم و عالی و دانان نواز و ملک ستان	بداد وجود و با حسان شہنشاہ آفاق
۱۰۰۰ھ	۱۰۰۰ھ
نبودہ چون آن صاحب قرآن پیچ قرآن	بود چو گوہر از ان صاحب قرآن کہ بدیہ
۱۰۰۰ھ	۱۰۰۰ھ
کہ صد قرآن زید این پیمال از اقران	بد ہر ثانی او این پناہ ملک بود
۱۰۰۰ھ	۱۰۰۰ھ
شہنشاہ کہ بود زندگانی عالمیان	ہزار سال چو از ہجرت آمدہ بوجود
۱۰۰۰ھ	۱۰۰۰ھ
بو بد و در جہان صد ہزار جان شادان	ہزار قرن بمانا د آن کہ مردہ ازو
۱۰۰۰ھ	۱۰۰۰ھ
ز قسمت ازل آورد از دلم بزبان	بمدح شاہ جہان طبع این دوازدہ ست
۱۰۰۰ھ	۱۰۰۰ھ
کند تو گدشاہ جہان پناہ بیان	از ان دوازدہ ہر مصرعے بکار نگاہ
۱۰۰۰ھ	۱۰۰۰ھ

(نوٹ) اس قصیدہ میں جہان کہیں الف مدودہ متعل ہے جس کا عدد ایک لیا گیا اور قاعدہ متذکرہ کتاب کی سند ہے۔

اور جہاں کہیں کاف منفصلہ لکھا گیا ہے اس کے عدد و ماٹے محقق کے ساتھ
۲۵ محسوب ہوئے ہیں اور قاعدہ متذکرہ کتاب کی سند ہے -
اور جہاں کہیں باء عربی کا استعمال ہے وہ متصل لکھی گونے اور اس کے
عدد ۲ لئے گئے ہیں اور یہ بھی قاعدہ متذکرہ کتاب کی سند ہے -

تاریخ جشن تولد سپہر شکوہ سپہر دارا شکوہ طبغرا دجناب آقا طہاسپ قلی مغفور بصنعت ترصیع

زین جشن مانہ کامرانی دار	تادرخوان زشادمانی دار
۱۰۵۲ھ	۱۰۵۲ھ
افرو دگل نشاط و اکنون در	زنیہا بر سوے گلشنانی دار
۱۰۵۲ھ	۱۰۵۲ھ

(نوٹ) اس باء کے ہر ایک مصرع میں تاریخ ہے۔ مصرع اول کے حروف مجملہ کو
مصرع ثانی کے حروف مجملہ کے ساتھ جمع کریں تو ان کے مجموعی اعداد میں بھی تاریخ ہے
اگر مصرع اول شعر اول کے حروف مجملہ کے اعداد مصرع دوم کے اعداد حروف
مجملہ کے ساتھ جمع ہوں تو تاریخ نکلتی ہے۔ اور یہی صنعت بیت دوم میں
بھی ہے۔

تاریخ نیلا دمیر غلام نبی بن سید محمد باقر طبغرا دجناب میر عبد الجلیل بلگرامی مغفور

نور چشم میر باقر گفت بہن	چون گل خورشید در عالم میدم
سال تاریخ تولد خود گفتہم	نور چشم باقر عبد الحمید

(نوٹ) میر غلام علی آزاد بلگرامی نے سرواژاد میں لکھا ہے کہ یہ مادہ خود مولود
نے عالم رویا میں مورخ سے کہا یجوز للشاعر مالایجوز لغيرہ کا مصداق پورا

ہوا۔ (مولف)	
تایخ ولادت دختر طبع از جناب مومن مغفور۔	
دخت روشن وان ہوئی پیدا	کیا ہی چمکا ہے اختر مومن
نال کٹنے کے ساتھ ہاتھ نے	کہی تایخ دختر مومن ۱۲۵۹
(نوٹ) (دختر مومن) کے عدد (۱۳۴۰) ہیں جن میں سے لفظ (نال) کے عدد (۸۱) کا تخرجہ ہوا ہے۔ اور سنہ (۱۲۵۹) حاصل کیا گیا ہے۔	
تایخ میلاد فرزند سید محمد رضا بگرامی طبع از جناب قدر بگرامی مغفور	
سید محمد رضا حسان من	خدا داد پورے باقبال حفت
نشاندم زہے نخل تایخ او	گل نور سید از نہال شکفت ۱۲۵۹
تایخ میلاد صاحبزادہ مرزا عباس بیگ دہلوی طبع از جناب قدر بگرامی مغفور	
خان ذمی رتبہ و ذی حوصلہ مرزا عباس	پسرے نام خدا یافتہ عالی نسب
نازکی ناز فرودشی صنمی عشوہ گری	گلرخنی گلبدری سرود می غنچہ لبی
لب علین بینی خال سیا ہش حبشی	موی مشکین ختنی چہرہ صافش طلی
بشگفتان غنچہ تایخ ولادت امی قدر	برد مید این گل عباس ز نخل عجبی ۱۲۵۹
تایخ میلاد سید مصطفیٰ بن ابن علی برادر مؤرخ طبع از جناب قدر بگرامی مغفور صنعت ترصیع	
گردیدہ ولادت سعادت آمیز	از عیش پسر شدہ جہانے لیرز
۱۲۷۷ھ	۱۲۷۷ھ
از قدر شود مادہ ہر مصرع	این نجم چالست صباحت انگر
۱۲۷۷ھ	۱۲۷۷ھ

تاریخ ولادت اطفال توام بخانہ ڈپٹی مرزا خدا داد بیگ طبعزاد جناب قدر بلگرامی مغفور	
ایک لڑکی ایک لڑکا عور و شش خوان شمیم	ساتھ دو طفل خدا داد اندون پیدا ہوئے
اک کلی ستر نکلے رونچھے وہ دونوں تازہ دم	اک صدف سے نکلے دو گوہر وہ دونوں آباد
مشتی و ماہ نکلے راج سے توام بھم	عیسوی سال ولادت قدر فی لون لکھوئے
تاریخ میلاد صاحبزادہ نواب سر آسمان جاہ مغفور طبعزاد جناب داغ دہلوی مغفور	
یہ عالی نسب فخر ہے خاندان کا	دیا آسمان جاہ کو حق نے بیٹا
یہ ہے روشنی بخش کون و مکان کا	اس اختر سے ہے برج اقبال روشن
یہ ہے پھول امید کے گلستان کا	یہ بحر کرم کا دُرِ بے بہا ہے
کھلا عقدہ بخت پیر و جوان کا	کھلا غنچہ آرزو سے خلافت
یہ لڑے مزا عشرت جادوان کا	لے اس کو عسرا بد یا استہ
تر و تازہ جنتک ہے گلشن جہان کا	پہلے پہلے یہ فونہال امارت
ندا آئی خورشید ہے آسمان کا	جب ای داغ ہاتھ سے تاریخ پوچی
تاریخ ولادت شاہزادہ بلند اقبال سرکار نظام دام ظہم طبعزاد جناب داغ دہلوی مغفور	
یا فرخ دیدہ لکھون یا چراغ دوون	شاہزاد کی ولادت کا ہمایون سال ہے
چاند سا بیٹا مبارک ہے شہ کیوان مکان	مجھ سے ہاتھ لے کہا ای داغ یہ تاریخ لکھ
تاریخ ولادت فرزند ڈپٹی علی حسن خان طبعزاد جناب امیر مینائی مغفور مرحوم	
مان باپ کا دل بڑھ کے یہ فرزند بڑھ	ہر دم ہون ترقیان خدا دن وہ دکھ ہے
اقبال کے ساتھ عمر روز افزون پائے	اس طفل جوان بخت کا ہے سال امیر
تاریخ ولادت فرزند آریل امیر پرکاش لال بہادر مدالہام ریٹائرڈ مارون طبعزاد ایضاً	

ہو فرزند پیدا خانہ فرزند ذی شان مین آسیر اچھی ولادت کی ہے یہ تاریخ تہمت مین	مبارک ہو کہ جن دلت کی مورت راج جوگ آیا بکرماجیت کے گہر نیک صورت راج جوگ آیا ۱۹۵۲ قہر
تاریخ ولادت فرزند نواب منزل احمد خان بہادر رئیس بہیک پور طبع زاد ایضاً	
ہو مبارک ولادت فرزند نور کی ہے آسیر یہ تاریخ	جس سے روشن ہوا یہ گھر سارا دل کی ٹہنیک ہے آ نکھون کا تارا
تاریخ ولادت صاحبزادی مرزا بہو علی طبع زاد مولف حقیر کتاب ہذا بصنعت ترمیم	
در سراسر آن محبت مہر دوست	نور کے از باغ لطف کبریاست
۱۲۹۱ قہر	۱۹۳۶ قہر
خاتمہ ماہ ولادت نوشت	بنت بہو علی میرزا است
۱۸۸۲ عیسوی	۱۲۹۹ ہجری
تاریخ ولادت برخوردار غازی الدین احمد فرزند مولف کتاب طبع زاد مولف	
خداوند ابشکر نعمت نتوان سخن گفتن بجوش اعتراف مرحمت گوید ولادت	بکام خود در سدا ز لطف عامت آرزو مند خداے بے نیازم داد و دیا العہد فرزند ۱۲۹۹ قہر
تاریخ میلاد نظام النساء بیگم صاحبہ صاحبزادی بلند اقبال حضور نظام دام دولت طبع زاد مولف	
خوشا صبحی کہ در عہد بہار از فصل نرانی ہمایون روزگار سے کاختر برج مراد ما زہے فصلی کہ محبوب عین خان بہادر نقادی احمد چہنگامی کہ در شکوہ شاہ ما رخش چون نیز انور قد از شمشاد زیبا	شود و ستا اسرار بلبل بجوش تنہیت خوانی بگردون حصول مدعا دار و درخشانی رسیدارین طالع وقت جشن ملکات انی مہ نایابان تو لگہ شہہ با سیما سے نورانی دانش حقہ گو ہر لبش لعل بدخشانی

<p>بجانب طالعش شرمندہ شد بخت سیلانی بہر یک کو چہ پیغمبر رنگ جشن قانی زابر دست جو دوا شو و پیہم در فاشانی رعایا راست در درگاہ آصف حکم مہانی ز رحم شدہ رہا گشتند محبوبان زندانی وز دبا دطرب در گلشن سرکار یونی بدہ شدہ یز طبع خویشتن را رنگ جولانی ہمایون باد پیشہ را نوبہ گلزار سلطانی</p>	<p>بہ پیش فرما قبالتش چہ دارا و چہ اسکندر زمیلا دیش بہر سو غفلت شاد نیست عالم بشکل مہر زنجبش کند شاہ جوان دولت بہر یغاسے بساط خوان نعمتہای الوالتش دعا گو یان دولت را رسد منت میرت صدای تہنیت از ہر در و دیوار می آید و لا امیر شہسوار ساحت مدح شدہ والا بآب زر رقم کن مہر سال ولادت را</p>
<p>کئے حق نے عطا دو درۃ التاج شہنشاہی یہ وہ نعمت ہے جس سے ہر بامراد و نیکو ہر اچھا ہی خلا منکی خوشی ہر اپنی دولت کی پہنچی ہے ہمیشہ انکی قسمت میں جو تاسید ید الہی گرامی ہیں یہ دونوں نو بہال گلشن شاہی</p>	<p>تایخ میلا د صاحبزادگان بلند اقبال سرکار نظام ادام نظام الملک آصف جاہ محبوب علیخان کو سرور و راحت جان نور عینین شدہ دیشا ملی ہر نعمت عظمیٰ میری آقاے نعمت کو ولی عہد خلافت کے ہیں دونوں قوت یار و لا گلدستہ سال ولادت نذر دو کو</p>
<p>ہوگو مسرور علی حضرت ظل اللہی آپ کو پوتا مبارک ہے جو حضور آصفی</p>	<p>تایخ میلا دبیرہ باوقار سرکار عالی تبار حضرت بندہ گانعالی نظام الاعالی طبع درویشا حق نے جب بیٹا ولی عہد ریاست کو دیا عیسوی تایخ اسکی عرض کی میں نے والا</p>
<p>ولہ</p>	<p>ایضاً</p>
<p>دیا اللہ نے اپنے کرم سے چاند سپا پوتا</p>	<p>سپہر نکنت شاہ دکن آقاے نعمت کو</p>

اسی سے جان میں جان آگوار باد دولت کی بڑا ہنسکہ ہر چہ حسن صورت آنکو کہتہ ہیں و لا سال ولادت بارگاہ شاہ آصف میں برافت میں جب شہ نے لیا ہاتھ نے فرمایا ادب سے عیسوی تاریخ اسکی عرض کی میں نے	کہیں گرخضر سے آب بقا کا پوٹا سوتا کہیں ہو کر سی ہی نہبا سا شہزادہ نہیں ونا کہوں سرکار کو ہو دی مبارک چاند سا پوتا مبارک شاہ آصف چاہے کو ہو گو دین پوتا جہان پرور مبارک ہو میری سرکار کو پوتا
---	--

(ج) تواریخ بسم اللہ خوانی

تاریخ تسمیہ خوانی فرزند دکن کن ام قباہم طبعزاد جناب مولوی محمد عبدالقادر طائر

✓	در تقریب بسم اللہ نسال ہمایون گفت خرد	عالم شاد و خرم ماند اقرار با بسم ربک خواند
---	--	---

تاریخ تسمیہ خوانی میرا برار حسین طبعزاد جناب تسلیم سہسوانی

خواند بسم اللہ چو ابراہیم کرد تسلیم بناریخ رستم	سر و قد خواست دل بسم اللہ شاد می شستہ بسم اللہ
--	---

تاریخ تسمیہ خوانی شہزادہ فالاتبار ولی عہد ریاست دکن دام اقبالہم طبعزاد جناب داغ دہلوی

✓	شہزادہ ہوا ہے زریب مکتب سورۃ اقرار کی آج سن لی اللہ کرے کہ شاہ دیکھے اس رسم کی داغ تو بھی تاریخ	سجیان نہ ہوتا لی ولی عہد سلطان بنے زبانی ولی عہد پیری و جوانی ولی عہد لکھتے تھے بسم اللہ خوانی ولی عہد
---	--	---

تاریخ تسمیہ خوانی نورالحق ابن لطف حسن طبعزاد مولف کتاب تہذیب

نور الحق ابن لطف حسن چارسالہ شد	الشکر والشاء الرب الذی خلق
سال سعید شمیمہ اش زور قسم ولا	اقرا باسم ربک فرمود نور حق

(د) تواریخ تقریب ختان

تاریخ خان سید مصطفیٰ برادر زادہ مورخ طبعزاد جناب قدر بلگرامی مغفور	چون ختنہ مصطفیٰ شد از چالاکی
گلچین شدہ حجام بفرخ ناک	ما سال خان او نوشتیم ای قدر
شد سنت مصطفیٰ ادا در پاکی	تاریخ خان صاحبزادہ یکے از اعزائے لکھنؤ طبعزاد جناب مرزا محمد جعفر اوج محلکس
گل گل حدیقہ دل تلمیذ ما شگفت	منت خدای را کہ درین ختنہ ماے سعد
حجام گل گرفت ز شمع ہلال گفت	تاریخ طبع اوج سخنور بقلب صاف
تاریخ خان میان الطاف احمد ابن مولوی نعمت اللہ طبعزاد مؤلف کتاب ہذا	لومبار کہ ہو میان الطاف کہ ختنہ کی رسم
جس کی خاطر دہوم سے کنبہ کی بہانی ہوئی	رسم گلپوشی کا جلسہ ہم بھی لین گئے عنقریب
خاطر احباب یہ تقریب ہر مانی ہوئی	عرض کرد و امر و لا سال بیان واقعی
نور عین نعمت اللہ کی سلما فی ہوئی	

(ه) تواریخ شادی کہ خدائی

قصیدہ تاریخی طوی شاہزادہ داراشکوہ بضائع مختلفہ طبعزاد جناب آقا طہماسپ قلی	۱۔ محمد مد کہ شد دیگر سعی نائب سلطان
روح التیام افرون حد و وصل آباد	۱۰۴۳
۱۰۴۳	

۱- صلاهی امین وادند بر طوی شاه پیر	قبول یکدی یابی ازین جشن عمار گران
۱۰۴۳	۱۰۴۳
۲- درین دولت که یاز جاودان باد از وجود	میزین شد و لم گل گل لطف ادرین
۱۰۴۳	۱۰۴۳
۳- تعالی الله زهرگر دون مآثر مادی کل	دلیل موبد و دانا بعد دانش و عرفان
۱۰۴۳	۱۰۴۳
۴- زب شاه نکو آیین که مانده پادشاه	همین عهد را باز و بسیار جو در اسان
۱۰۴۳	۱۰۴۳
۵- ایم از صیغی او کند از مجلسی ناله	دراز قید نوام او بیم اندر صد نان
۱۰۴۳	۱۰۴۳
۶- یقین نام که قصد او کند حل همه مشکل	میج جو او دارد و دلاهر مشکل آسان
۱۰۴۳	۱۰۴۳
۷- نوچین شهنزاده وصل آمد بجد الله	قرین فکر که ایزد باد عهد حاجت و ران
۱۰۴۳	۱۰۴۳
۸- بر و در سایه شاه جهان طالب القای او	دینش دین جان بود عدل امین محیط ایمان
۱۰۴۳	۱۰۴۳
۹- لایم جو او هر جا بقصد سایه افکن شد	اطل بخار سد کامل کشاد دل کف و دانا
۱۰۴۳	۱۰۴۳
۱۰- وجود جاوید او باد اصفای حکم رحمت	نومی نرم او ساز دل پر مرده اشاد
۱۰۴۳	۱۰۴۳

زین ای غرائب این زیاده از اقبالش

در از قید نوام او بیم اندر صد نان

(۲) ہر ایک مصرع کے اعداد حروف مہملہ کو دوسرے مصرع کے اعداد معجزہ کے ساتھ جمع کرنے سے بصنعت اسعاج نایخ نکلتی ہے۔

(۳) اسی طرح ایک شعر کے دونوں مصرعوں سے حروف مہملہ کے اعداد کی میزان میں تناسب مطلوب حاصل ہوتا ہے۔

(۴) ہر ایک مصرع کے حروف اول کو بصنعت توشیح جمع کریں تو ایک نایخی شعر حاصل ہوتا ہے جو آخر قصیدہ پر لکھا گیا ہے۔ اس شعر میں بھی صنائع ترصیع و اسعاج و ایما موجود ہیں۔

(افادہ) (۱) شعر سوم کے پہلے مصرع میں (کہ) کے عدد ۲۰ محسوب ہوئے ہیں حسب مذہب دوم۔ اسی طرح شعر پنجم کے پہلے مصرع میں۔ اور باقی تمام قصیدہ میں (کہ) کے عدد حسب مذہب اول ۲۵ محسوب ہوئے ہیں۔ ایک قصیدہ میں ایک ہی موشیح کی دو غلی قابل غور ہے۔ ہماری رائے میں موشیح کا تسلسل ہے۔

(۲) شعر ہفتم کے دوسرے مصرع میں (کہ) کے عدد ۲۰ محسوب ہوئے ہیں حسب مذہب دوم۔

سہر تاریخی بقیرب روی صاحبزادہ دہلوی مرزا عباس بیگ طبغرا و جناب قدر بلگرامی مغفور

آئینہ منہ سبخت سکندر سہرا	ریشک شامانہ دکھاتا ہے چمک کر سہرا
۶۱۸۷۷	۶۱۸۷۷
دامن حسن ہے فیاض کے سر پر سہرا	حلقہ شوق ہے یہ ماتہ میں لگنا دلخواہ
۶۱۸۷۷	۶۱۸۷۷
دیکھو ان کا رخ نایاب ہٹا کر سہرا	جس نے دیکھا نہ ہو خورشید زمین کر زمین
۶۱۸۷۷	۶۱۸۷۷

مثلاً نارنگہ شوق ہوا جو صدقے	کیا ہی حیران ہے گرد رخ انور سہرا
۶۱۸۷۷	۶۱۸۷۷
سرخ جوڑا ہے شفق وہ قد طراز فلک	سب چین صبح ہے منہ چاند ہر آخر سہرا
۶۱۸۷۷	۶۱۸۷۷
تازہ الفت کا بہت دام تو پہلایا ہے	صیدا خلاص کرے سہر کے پتیاور سہرا
۶۱۸۷۷	۶۱۸۷۷
سب کے نارنگہ شوق ہیں پلٹے معکوس	ہے سجا رخیہ یہ سہر کے برابر سہرا
۶۱۸۷۷	۶۱۸۷۷
تاج ہے روشنی الفت مرزا عباس	دامن ظل علمدار دلاور سہرا
۶۱۸۷۷	۶۱۸۷۷
ایک اک مصرع تاریخ مسیحی ہے ملا	کہیں اس زور کا اثر قدر سخنور سہرا
۶۱۸۷۷	۶۱۸۷۷
تاریخ کہ خدائی نواب اصغر علی خان لکھنوی طبع زاد ایضاً	
سنو نواب اصغر خان صاحب	مہاراجہ راجا شادی مبارک
کہا یہ قدر نے مصرع تاریخ	نشاہ خانہ آبادی مبارک
ایضاً ولہ	
نہن صاحب بعقد مہد آرا شد	وین عقدہ بشہر حقپور شس داشتد
اسے قدر نوشتیم مسیحی تاریخ	باز ہر قرآن مشہوری آنجا شد
تاریخ کہ خدائی و شہر سپہر نواب شرف الدولہ بہادر وزیر سلطنت اودہ طبع زاد جتائی میثانی معذور	
نواب باحشم شرف الدولہ ذی ہرسم	جنگی بہادری پہ ہر شمشیر تک گواہ

<p>وہ آسمان جاہ تو اولاد مہر و ماہ دو نوں در یگانہ در یاسے عز و جاہ گلشن کارنگ جبین سے محفل پر اشتہا یہ مہ قمرین بزمہ و زہرہ قمرین ماہ</p>	<p>اچھے کے اچھے ہوتے ہیں سچ ہے جہانیں ہیں رنگ و بو کرباغ شرف و تفسیر دو نوں کی شادیاں ہوئیں ایران کربائی کرب بایں خامہ و دوزبان نے کہی اسیر</p>
<p>ایضاً</p>	<p>ایضاً</p>
<p>گہر دو پاسے ہیں درج شرف کے قمر دو آسے ہیں برج شرف میں</p>	<p>زمین و آسمان دو نوں ہیں نازان یہ سال عقد ہے نور علی نور</p>
<p>(نوٹ) لفظ آئے میں مورخ نے ایک یا محسوب فرمائی ہے جس سے ہم کو اختلاف ہے (مؤلف)</p>	
<p>بایں رسم عروسی صاحبزادہ مولوی عبد القادر طاہر۔ طبع از مؤلف کتاب ہذا</p>	
<p>خجستہ وری خجستہ صبح خجستہ شام خجستہ وان چہ فصل فصلیکہ شدہ مسک بہار و جلوہ گلستان چہ ماہ ماسیکہ شمع روشن چراغ روشی کند فروزا بغارش سہرہ منور چو پنجہ آفتاب بان غلام محمود را تو دانی عقد او کرد گل بدمان چہ شام گامیکہ زیب و زینت کند شب وصل ہجران خجستہ آتیکہ این آقا قمرین کند حضور قرآن چہ نور و صبح مسعود و شام امید آن زمان و لا رقم زد کہ روادینہ بست و بچم ز ماہ شعبان</p>	<p>خجستہ عہد و خجستہ فصل خجستہ سال و خجستہ ماہ چہ عہد عہد کہ شد کرم زمینت مہیش عالم چہ سال سالیکہ ماہ و روزش مال نور و نور چہ روز روزیکہ شام و بپیش نشہ شود بزرگ چہ صبح صبحی کہ در جوانی نسیم گلزار کامرانی چہ شام شامیکہ خوان نعت بشنود و شربت خجستہ چشمی بود قرآن اعراس نوشاہ جگر جا چہ عہد محبوب فصل مرغوب سال مہیون مہمان خجستہ بایں حبش ز رو و بایں و ماہ سال</p>

آیام رسم عروسی خبری ولوی احمد حسین چیف سکرٹری معتمدی سرکار نظام آباد طبعاً و توقیباً	انی ایشر للذی ترک المناهی فاشعا
لا شک من تبع الهدی بالطوع فهو مہذب	وقع النکاح بجلستہ شرعیۃ اربع الاول
فلقد تزوج ابنت احمد حسین مطیب	ایضا ولہ
بزم شادی شد از وجوہ فروغ	جشن دامادی مہر کرم است
نوشہ الطاف حسین ست امروز	ہاتق سال عروسی است ولہ
ایضا ولہ	لو میان آج چڑھی ہیل منڈ ہے
آرزو پوری ہوئی کیجیو حسین	عقد ہوتے ہی کہا ہاتق نے
لکھنا ہو گئے الطاف حسین	سہرہ تاریخی بتقریب عروسی صاحبزادی مبارک کرشن پشاد بہا دارالہمام سلطان صاحبزاد
نفاذ پیش ہو دایر سخندان سہرہ بر عارض	ندیدستی مگر در رسم ایران سہرہ بر عارض
وہ تاجوہ لولوے غلطان سہرہ بر عارض	بسفتم گوہر مضمون بتار فکرت نازک
توان دریافت از زلف پریشان سہرہ بر عارض	اگر داری ہوا کی موٹنگا فیہا غرض ہوش
کہ سر تا پا بدار دگل بدامان سہرہ بر عارض	سحر گاہان شود صد عند لبیل فدا کی
کشند از پنجہ خورشید تابان سہرہ بر عارض	میخ دارد عروس نہ فلک زردین نقابے را
عروس باغ دارد دو گلستان سہرہ بر عارض	رگ گل سلک گوہر میکشد از قطرہ شبنم
بوصلت کتخانی راست سامان سہرہ بر عارض	ز تار نغمہ بلبیل ز زگل گشتہ زریفتی
کہ دامادی پروانہ پنہان سہرہ بر عارض	عروسی خانہ فانوس دارد شمع محفل را
خلاف تار کش بر جلد قرآن سہرہ بر عارض	باب زربود بر مصحف رود صد خط روشن

<p>بچشم آنکه خارا ز دئے نشکست در دل چکد صد قطره شرم از رخس و رو نمایا بر جل خط فروز و مصحف و جلوه روشن بتقریبی که باشد از رگ جان ساز و مانش و آلا از ما خداین بسم هندستان خبر دادم بمشکوبه مهاراجه بین السلطه حبش بیان واقعی هم صنعت اعجاز سبک مبارک عقد صاخرادی شادوست تاریخ</p>	<p>پسند و مردم چشمش مرغان سهره بر عارض ز سبک گوهرین که دایر نیسان سهره عارض غلاف میکشد بالای فرقان سهره عارض سرو تا رنگه با صد دل و جان سهره عارض که دعوی توفیق میکند زان سهره عارض که شد رونق فردا داد و دیوان سهره عارض ز هر دو مصرع نوشا دلشان سهره عارض همایون باد یارب دست سلطان سهره عارض</p>
---	---

ایضا قصیده تاریخی و له

<p>شاد شد دلها که تابان گوهر برج مراد چشم مار و شن که رخشان کوکب برج اهل چند روز یک غور رشید و رخشان امید اے خوشا فصلیکه اشک شاد می اهل طرب محل با من با عالم ریخت رنگ انبساط شادی و دامادی دخت بین السلطنه آن هم اراجد وزیر اعظم ملک دکن اعتبارش هم به سخت سکندر طالعان جان نثار شاه شاگرد رشیدش سخن آنکه ذات او بقصر ملکوت رکن رکین</p>	<p>شد آب و تاب از یکرکشی لبند شاد در شستان طرب براج شادی جلوه داد بر سپهر خاطر عالم بر آمد با مداد صبح عشرت و چین زار تمنا آب داد تا نیم جان فراق غنچه دهن کشاد یافت از افصال خلایق و عالم انعقاد آیه رحمت لقب دارد بلطف و عدل داد انکسارش حلقه در گوش شیه آصف نژاد تابع هر لفظ و معنی پر و حسن رشاد و آنکه راه مستقیم اوست دولت راعاد</p>
---	--

<p>وآنکہ از حسن عمل و راستہ فکر معاد نیّت اعدا گدازش قانع اصل بخاد دوست از دست کریمش میکش جام و د اوست که حسن عمل بشد را بذاتش اعتماد وین بود شخصے کہ با بیگانگان اش اتحاد باشد او را با بزرگان طریقت اعتقاد در شریعت رہنمائے او طریق اجتناب قدرش جو ہر شناس مایہ اہل سواد کز کلامش میکند فکر نظامی ہستاد حرف و فحش را بود صد معنی نو مستزاد قول (خاموشی بود حدیثا) دارم بیاد در دعا ہر مصرعہ من طرح تاریخ نہاد کو نگہدارد بوضع عافیت حق العباد</p>	<p>آنکہ صلح کل بود وابستہ حسن معاش فطرت دشمن نوازش دوست از خاص عام دشمن از لطف ہمیش غرقہ آب حیا اوست کہ طرز عمل بہر رعسایا معتد این بود مردی کہ با خویشانش ندارد اختلاف باشد او را با امامان شریعت اعتراف در طریقت مسلک او جادہ پیماے صفا اقدارش قدر دان پایہ ار با فضیل دارد او ذوق سخن آن مایہ در نطق عجم چشمن از حیطہ فکرست بیرون اسے ولا بر دعا ختم سخن اولے کہ پایانش شکلست زانکہ در فن جمل نازدید طول اسے من حق نگاہش دارد از ہول حوادث دانا</p>
۱۹۶۵ سمت	۱۳۱۷ فصل
عسکر اقبال روز افزون بود دولت یار	باد عمر او بطل سدرہ آصف و راز
۱۳۱۵ بگلہ	۱۹۰۸ ع
خاک در چشم رقاہ دشمنان بدنہاد	دوستانش را میسر باد گنج بے شمار
۱۹۶۵ سمت	۱۹۶۵ سمت
چشم او روشن بود دائم دل او شاد باد	یار بایں جشن ہمایونش شود رنگ طرز
۱۳۲۶ ہجری	۱۸۳۰ شالیہین

(۹) توایخ سالگرہ و جوہلی	
تایخ سالگرہ و لیچہ حضور نظام دکن خلد اسد ملکہ طبعزاد جناب داغ دہلوی معذور	
ہوئی ہے سال گرہ آج شاہزادہ کی	✓ رہے ہمیشہ الہی بہار سال گرہ
برائے نذر شہنشاہ داغ لکھہ تایخ	زیادہ تا با بد ہوشیار سال گرہ
تایخ سال گرہ حضور نظام دکن ادام اللہ دولہ طبعزاد ایضا	
ہوئی ہے سال گرہ آج شاہ والا کی	✓ حجتہ فال ہے یہ اور نیک فال گرہ
یہ جشن وہ ہر کہ کہتی ہر ساری خلق اسد	کیلے نصیبوں کی یارب ذوالجلال گرہ
ہزار وائے یاقوت کی بنے تسبیح	✓ برٹے کلاوہ میں ہر سال ایک لال گرہ
لکھا ہر داغ نے یہ اس کا مصرع تایخ	ہزاروں سال مبارک یہ جشن سالگرہ
تایخ سال گرہ چہل سالہ سرکار نظام دکن حضور بند گانہ عالی متعالی مدظلہ العالی طبعزاد مولف کتا	
خوشا جشن کہ در عہد بہار از فضل یزدانی	گرہ بندان چل سال ست ایوان سلطانی
رعایا راست در درگاہ آصف حکم یوانی	نوا سنجان باغ بیج عوہ نیست خوانی
مہ و ماہید شد شمع شب افروز گلستانش	
زمین تا آسمان محو تماشا ہے چراغانش	
ہوا جو یان دولت در ہوا سیر گزارش	نوا سنجان مدحت چیم بردست گہر بارش
متناسے مراتب در دل ارباب دربارش	بغدر شہت خود فکر ہر کس در پئے کارش
دل یک عالمے شوق حصول مدعا دارد	
دعا گویش سرفوک زبان فوق و عا دارد	
الہی تا بود دست و قلم از آستین پیدا	شود تاحر و مشکین بیاض کاغذین پیدا

خط تقدیر عالم را بود تا بر چین پیدا	کند تا صنعت حکاک نقشه بر نگین پیدا
کتابین چهره محبوب ما با خال و خط باشد	طراز نکته چین محکوک چون حرف غلط باشد
مدا این حرف بر کاغذ کند تا غنچه افشانی	در شجره خیزم آتش خور و تا لعل رمانی
بود تا حلیه بین السطور صبح نورانی	کشد تا پنجه خورشید از جدول پشیمانی
الهی تا بود تو که زبان را لذت گفتن	همی تا در نقاب لفظ معنی راست بختن
سخن گفتن بود تا در مثال بکر جان گفتن	الهی تا مضامین است ننگ بوز بختن
الهی تا بود مضمون نگین در ته فکریت	بنا بد تا براوج طبع نورانی مه فکریت
عروس نظم تا پنهانست در خلوت نگه فطرت	الهی تا بود اوستایم معنی راشه فکریت
زبان خسرو و ماطوطی شکر شکن باشد	کلام آصف ما آصف ملک سخن باشد
بسطیح ارض تا نظم ممالک است آئینه	ضوابط را بود تا در جهان ترتیب ندیده
نوا سنجان مدحت راست تا مضمون رنگینه	زمین آسمان را بود تا در تحریک و سکینه
	الهی شاه معنی پرور ما در جهان باشد
	زمین نظم را فکر بلندش آسمان باشد

بنگلہ ایزدی طوبیہ ذات پر ٹر بادا	ولی عہد تو بر خود دار در نخل پد بادا
بزریر سایہ ات نخل مرادش بار و بادا	زابر قدرت سیرایش از آب ز بادا
زمرگان آب و جاروبے کشم بر سطح بستان	
ضیاء چشم عالم باد قندیل گلستان	
گرہ بر گوش بدخواہان ندیر فلک پیہم	بکو تا ہی گراید رشتہ عمر عدو ہر دم
گرہ افد بکار بد سگالان جفا توام	گرہ از کار یارانش کشاید خالق عالم
و کاسال گرہ بندان بود و خواہ آصف را	
ہمایون باد این جشن ہمایون شاہ آصف را	
(ز) تواریخ غسل صحت	
تاریخ غسل صحت ہما ماجہ کہیجہ سنگہ والی ریاست ہرام پور طبرغاد جناب قدر بگرامی محفوظ	
د کہیجہ سنگہ آنریبل کے سلی س آئی خطاب	آنکہ اندر رزم بر شیران زندہ و رباش
چشمہا برداشت اندر صید شیران کنام	شد زبون چون مردن چشم تن مترایش
ہر یکے نخل دعا بنشانہ شش از بہر اثر	ہر یکے دست وزبان برواست از بہر عاش
غسل صحت کرد و آب رفتہ در جو آمدش	عمر علیسی مرزہ گو و آمد زلب با شغافش
قدر از دست دعا بنوشت سال عسیوی	بہر پاس جسم باد آب غسل آب بقاش
تاریخ صحت نواب اعظم الدیخان مدار الملہام ریاست رام پور طبرغاد جناب داغ دہلوی	
کر م گستر داغ جسندل بہادر	ترا منصب وجاہ و ثروت مبارک
شنیدم چو این مرزہ تاریخ گفتم	مبارک بہر آئینہ صحت مبارک

<p>قطعہ تاریخ صحت اعلیٰ حضرت بند گانے کے حضور زور کر کے امام قبالہ طبعاً و جناب داغ و بھوئی کو رہے شاہ دکن یارب سلامت کہ ضیا حاصل ہے جب تک مہر و مد کو لکھی یہ داغ نے تاریخ صحت مبارک و دور صحت بادشہ کو ۱۳۰۹ھ</p>	<p>ایضاً ولہ</p>
<p>میرے حضور اہل جبین ہزار برس ل شفا سے جن کے سکون ہو دل زمانہ کو لکھا ہے داغ نے یہ سال صحت سلطان خدا نے دی ہے شفا عادل زمانہ کو ۱۳۰۹ھ</p>	<p>تاریخ جشن صحت ذاب یوسف علیخان بہادر والی رام پور بروز عید طبعاً و جناب امیر مینائی</p>
<p>مردہ امیر طابان شاہد عیش کہ ہوئی صبح عید شام امید یوسف عہد کو ہوئی جو شفا مرتبہ میں ہوئی و وبالاعید دہوم ہے ہر طرف مبارک ہو وصل میں وصل اور دید میں دید فکر تاریخ کی جو میں نے امیر کیا ہی روح القدس کی تائید ہوئی تاریخ جشن و عید بہم جشن میں جشن اور عید میں عید ۱۳۰۹ھ</p>	<p>ایضاً ولہ</p>
<p>شرف وان مہر کو ہریان عروج ماہ دولہا عجب صحبت عجب جلسہ عجب شادی عجب کے سال ہمایون لاتہ آتا ہے امیر ایسا مہینا عید کا نور و گردن روز صحت ہے ۱۳۰۹ھ</p>	<p>تاریخ غسل صحت منشی امتیاز علیخان وزیر ریاست بہوپال طبعاً و جناب امیر مینائی</p>
<p>عمر خضر نصیب میرے و شکیر کو چین آگیا ہر ایک صغیر و کبیر کو لب پر امیر مصرع تاریخ آگیا اقبال شاہ سے ہومی صحت وزیر کو ۱۳۰۹ھ</p>	<p>تاریخ غسل صحت جناب لوی حسن الزمان محمد دام فیہم طبعاً و مولوی محمد ابراہیم سعدی تخلص حیدر آبادی</p>

چشم حق بین شیخ پاک نہاد چشم مار و شبنم دل ماشاد ۱۳۴۶ھ	شکر حق باز یافت بینائی سال آن فی البدیہہ سے گفت
تایخ غسل صحت حضرت اقدس اعلیٰ حضور پر نور نظام کن مدظلہ العالی طبع زاد مولف کتاب ہذا حامی ترا خدا ہے ملک و کن کے والی حکمت سے کب جدا ہے تقدیر لائیلی اور مرکز دعا ہے درگاہ و ذوالجلالی سب کچھ تری عطا ہے وجہ فراغ غالی جیبین وہ بہرہ دہی تھا جس کا ہاتھ غالی موجود جا بجائے رنگ خجستہ عالی رود تیری ہر بلا ہے اسی ہند گانغالی ۱۳۴۶ھ	کل تیرے دشمنوں کی ناسازشیں طبیعت شکوئے کو تو تین دین اور مصلح بدین منت منار ہے میں صدقے ہی اگر بہین غیر اتیوں کی کثرت داد و دہش کی شہرت تیرے کرم کے صدقے تیری عطا کے قربان خوشیوں کے ہن ترانے صحت کے شادیاں تایخ غسل صحت لکھو دلا عجالت
(ح) توایخ جلوس و فرمانروائی	
تایخ جلوس شاہ جہان بادشاہ طبع زاد جناب آقا امیر شوقی مغفور	
خرم و شاد و کامرن باشند ناجہان باد در جہان باشند ۱۳۴۶ھ	بادشاہ جہان و شاہ جہان حکم او بر حلائق عالم
(نوٹ) اس قطعہ تایخ کے مصرع سوم میں کوئی اشارہ تایخ کا نہیں ہے۔ یہ طرز متاخرین کے پاس جائز ہے۔ ہماری رائے میں اشارہ تایخ بھی ضرور ہے۔	
انتخاب اقصیٰ تاریخ دوازده شعر می کی مراد آبادی بقرب جلوس نواب ناصرالدولہ والی حیدرآباد	
وجہ اشعار مزدول پیند کنون کو قدون	جوہر ناطق منم مشہور از حسن بیان
۶۲۲ ۱۲۴۴ھ ۶۲۲	۶۲۲ ۱۲۴۴ھ ۶۲۲

نہیں تندر از جو ہر اہل دول کہ بام قدر	یا ذوام از دل اعجب نکتہ تا کہ قد دان
۴۲۲ ۱۲۴۴ھ ۴۲۲	۴۲۲ ۱۲۴۴ھ ۴۲۲
دیدہ ام من در جهان وقت بازار لال	ہر کہ می دارد سند ساز و باوقات جهان
۴۲۲ ۱۲۴۴ھ ۴۲۲	۴۲۲ ۱۲۴۴ھ ۴۲۲
قلب اور کہ شناسد از ما رچہاے نطق	در کہ عاقل میدہد از جوہر قابل نشان
۴۲۲ ۱۲۴۴ھ ۴۲۲	۴۲۲ ۱۲۴۴ھ ۴۲۲
(نوٹ) ہر ایک مصرع میں حروف مجملہ کے اعداد ۴۲۲ ہیں۔ اور حروف مہملہ کے اعداد ۴۲۲ اور دونوں کا مجموعہ ۱۲۴۴۔ اور یہی سہ مسئلہ مطلوب ہے۔	
اس میں صنعت ترصیع کے ساتھ صنعت ازدواج۔ اور مجمع الصنائع بھی ہے۔	
ہمارے ایک مہربان نے براہ مہربانی اس قصیدہ کی نقل مراد آباد سے بھیجی تھی	
مگر اس کے اکثر اشعار میں لفظی غلطیاں بہت سی تھیں اعداد پورے نہیں ہوتے تھے	
لہذا ہم نے ان سے صرف ۴ اشعار کو منتخب کر لیا جن کے عدد صحیح تھے۔	
تاریخ جلوس سند نشینی نواب محمد شاق علی خان بہادر والی ریاست قلم پور طبرغل جٹاواغ دیوٹی	
زہے نشاط زہے خرمی زہے عشرت	بنا ہے غیرت فردوس مصطفیٰ آباد
جہان جہان ہر خوشی عیش انبساط سرور	زبان زبان ہے او انعمہ مبارک باد
نگہ نگہ سے ٹپکتا ہے بادۂ عشرت	نفس نفس سے یہ آواز ہے کہ آئی مراد
دہن دہن سے دعا ہے بقای دولت و عمر	سخن سخن میں ہر شکوہ و سپاس حد سنی باد
عروج و دولت و اقبال و شان و شوکت	بنائے عالم بالا یہ عالم ایجاد
ہوا و سادہ نشین روز جمعہ کو ذاب	منازیوں نے دعا دیکے دی مبارک باد

نہ ہے طراوت آب و ہوائے گلشن و بہر
 وہ جو شہ رنگ ہو آبِ نیشتر ہی شہنا
 مثال خاطر بشگفتہ ہر گل امید
 سب اعتدال سے ہیں اب عناصر پنج
 مزاج اہل زمانہ میں ہے وہ یکسوئی
 چڑا کے ساغر صہبائے عشق کو صوفی
 قضا قضا کرے لے لیکے ہچکیان پیہم
 شرابِ برق بھی دانتوں میں ڈر سے آسکا
 ترے سکون طبیعت قیام دولت سے
 فروغ نیز اقبال سے عجب کیا ہے
 ترے زمانے میں دل ہو گئے ہیں آئینہ
 گدا کو بھی وہ تھل سب عہد ولایت میں
 ترا اشارۃ ابر و کلید فتح امید
 ڈلی ڈلی کو نمک کی ترستے ہیں اعدا
 اب اسکو سہو کہیں ہم کہ حافظہ شہرائین
 بہت قدیم نمکخوار مستند ممتاز
 جگر فگار و دل افگار و مضطر و غمناک
 اسے خدا نے باعزاز و آبرور کہا
 امید وار تر رحم ہے خواستگارِ کرم

قدم جا کے سنبھلتا ہے باغ میں شمشاد
 جو ضد لے رگ شاخ نہال کی فضا
 برنگِ پُخسہ نشگفتہ ہر لب فریاد
 سب اتفاق سے ہیں آب و خاک آتش و باد
 مریض کیسے ہی مرض میں نہ جمع ہوں اعتدال
 پکار اُٹھتے ہیں نشے میں ہر چہ بادِ باد
 کسی مریض کو بہو لے سے بھی جو آئے یاد
 ہوائے عدل سے ہو صرصر خزانِ برباد
 کہے نہ اب سے زمانے کو کوئی بے بنیاد
 پڑھے اگر خطِ نقد پر کورِ مادر زاد
 ہوا تھا صاف سکندر کے عہد میں فولاد
 جو اس زمانے میں ہو خسرو کی کرے فولاد
 تری نگاہ دل آرزو ہے جان مراد
 مثاہرے عہد میں تیرے وہ نام شوخ و فضا
 ہمیشہ جھگڑا دیکھے بہول جانا یاد
 یہ داغ مدح سدا ساکن جہان آباد
 قتیلِ خسبِ جزا عدا و کشتہ حسد
 مدام شاد رہو یہ بغضِ رب بعباد
 نگاہِ لطف رہے خدا آشیانِ سخیان

دعائین دیکھے لکھتا ہے مصرعہ تاریخ	ل	جلوس خسرو و عالم پناہ نیک ہناد
تاریخ فرمائے فی سلطنت انی حضور نور ولی دکن دام اسد قبائلہ طبع زاد مولف کتاب ہذا		
میر محبوب علیخان شاہ والا نزلت		حکمران شد شاد از احسان خلایق ہزن
۱۹۲۰ سمست		۱۸۸۴ عیسوی
چار تا ساش نویسد پنج کلک و لا		ملکت رانی ہمایون بادامی شاہ دکن
۱۲۹۳ قمری		۱۳۰۱ ہجری
تاریخ دیار دہلی بتقریب ناچوشی ملک معظم قیصر ہند طبع زاد مولف کتاب ہذا		
آباد بود تا بقیامت سر ہند		شاہ انگلنڈ و قیصر کشور ہند
ہاتھ چو نقیب ز وند سال جلوس		جشن دربار ہمایون قیصر ہند
تاریخ مسند نشینی مہاراجہ میسور طبع زاد مولف کتاب ہذا		
زہے جتنے کہ اندر ملک میسور		سرور اقرائے ہر پیر و جوان شد
خجے رسمے کہ در ایوان شاہی		مسرت بخش قلب راجگان شد
گور ز جہنم ہند از برایش		بکرو فر شاہی مہمان شد
مہاراجہ سریر آراے راج است		بجدا سے کہ این دولت جوان شد
ولا سال ہمایونش چہ خوش گفت		مہاراجہ بدولت حکمران شد
(ط) تواریخ فتح		
تاریخ فتح دہلی بدست بابر شاہ طبع زاد جناب مولانا حامی مغفور		
کشت در پانی پت ابراہیم شاہ		شاہ غازی بابر عالی نسب
وقت در روز و سال و تاریخ ظفر		صبح بود و جمعہ و ہفت رجب
		۲۳ ۹

تایخ فتح ستارہ گڑھ بصنت نقطۂ ترقی طبعاً وجہاً بولوی عبد الجلیل بلگرامی مغفور	
چوسو ادسبہا و رانا بہ گیتی	ز شیخ شہنشاہ گشتند پارہ
الف ہاے این ہر سہ را تا بیکجا	نوشتم تایخ فتح ستارہ
ایضاً ولہ	
چو محی الدین محمد شاہ غازی	ستارہ فتح منہ موداز اشارہ
رستم کردم بکلک فکر بیتے	کرد شد جارتا ریخ آشکارہ
بود ہر مصرعہ عش تایخ منقوط	ہمان حاصل بہم شد در شمارہ
محمد شہ اساس شیخ را کند	بر آمد باطل از حسن ستارہ
۱۱۱۱ھ	۱۱۱۱ھ
(نوٹ) شعر چہارم کے دونوں مصرعے حامل تایخ ہیں۔ اور صیغہ تریصع ہر اور انہیں دونوں مصرعون کے حروف مجملہ سے تایخ نکلتی ہے جس کا نام صنعت اعجام ہے۔ اور علی ہذا دونوں مصرعون کے حروف مہملہ میں بھی تایخ ہے بصنت اہمال۔	
(ی) توایخ وزارت	
قصیدہ تاریخی وزارت نواب مختار الملک زیر غلم حید آباد کن طبعاً وجہاً بمعنی مغفور حید آبادی	
بکھڑد از افصال غریز و امیب بجان	۱ بشد سالار و الاشان باقبال عجب دیوان
۱۲۶۹ھ	۱۲۶۹ھ
بچہ سالار کزنسولی اسم جنیل وی	۲ مباہلتے بیک عالم کند سالاری دوران
۱۲۶۹ھ	۱۲۶۹ھ

۳	زگو ہر باری دست عطاسے بامراد و	بجوش دل شدہ گریان بس از بی باگی نسیان
	۱۲۶۹ھ	۱۲۶۹ھ
۴	ز برق دانش عالم فروز لمحہ زیب او	یگر دو در حجاب ابر مہر نور دہ پنهان
	۱۲۶۹ھ	۱۲۶۹ھ
۵	مدار کردہ با حجاب عالی منزلت الحق	بشد دارا بآن درگاہ قضی جاہ او دربان
	۱۲۶۹ھ	۱۲۶۹ھ
۶	فدای وجہ او جانم کہ در عزت نثار او	لالی را حصول آب و جانی یافتہ مرجان
	۱۲۶۹ھ	۱۲۶۹ھ
۷	ز بڑا و فرو دہ دیگر آبے جو ہر منت	ز جود او گرفتہ حسن دیگر میکمل احسان
	۱۲۶۹ھ	۱۲۶۹ھ
۸	ہدایت مید ہدیس مفسدان جبر کاسب	شود در عہد او چون پیر صاحب سلسلہ زندان
	۱۲۶۹ھ	۱۲۶۹ھ
۹	بکنج جود او چون لعلے از رنگ ہوارفتہ	بسال ہذل او گوہر سیاہ از بن دندان
	۱۲۶۹ھ	۱۲۶۹ھ
۱۰	بہان آزاد گشت از بند رنجی بس بچہ بدو	بطوق قمریان بس سرو از برگ زرد سلون
	۱۲۶۹ھ	۱۲۶۹ھ
۱۱	درین قحط الرجال از قدر افزائی او تصدأ	بود ہر حال اہل علم با قدر گران از ان
	۱۲۶۹ھ	۱۲۶۹ھ
۱۲	ز جود و سہ معین بڈ برات رزق عالم ہا	باو کردید دیوانی یابین رو در شمعان
	۱۲۶۹ھ	۱۲۶۹ھ
۱۳	رمہ در ہر چرا کہ میچرو چالاک بے نییے	دیان گرگ بر بستہ ز عدل عام و مہر چیلان
	۱۲۶۹ھ	۱۲۶۹ھ

۱۴	سبحو آستان اوز دشواری حصول آید	۱۴	بیایے رفعت ایوان سرانجه سے نہ کیوان
۱۵	ریاست اولاً بودہ بدید مرگ بیمار	۱۵	کہ در دران وے در ماند دعوئی ہند دران
۱۶	کنون از طبت تدبیر بیست آن فلاطون عقل	۱۶	بیک داروز صحت آمدہ جسم وی صد جان
۱۷	چہ دارو آبرویابی بوس از آتش دلہا	۱۷	بباد از خاکپایے موکب کر محل چار ارکان
۱۸	بود زین بوم نیکو بوم حیوانخانہ ویرانی	۱۸	کہ بس این ملک از سہمی او شد جملہ آبادان
۱۹	ز حیرانی دید او دہشتی بدیوار	۱۹	بہ پیش لعد نور وے او آئینہ حیران
۲۰	بنزد عقل او سہل آمدہ دشوار از ہر فن	۲۰	بہ پیش طبع او از علم ہر مشکل بود آسان
۲۱	سرحد بیایے وے ہر سوی فتنہ چون گوی	۲۱	میان جنگان شمشیر و گویا ز ند چوگان
۲۲	برایوان بلند وے کہ بعد لا تناسی شد	۲۲	ز اہل حکمت الحق نامسلم سگی بران
۲۳	عجب نہ بود اگر تعنی ہم از دولت برد زلم	۲۳	جہانے آمدہ بر خوان جود وی کنون جہان
۲۴	اکیس نابود ساکن چو مرکز این زمین بیکہ	۲۴	بگرد او بود مانند پر کا زان خاک گردان

سکونین ریاست از وجود ہمیشہ باد	۲۵	بیاد دولت و جاہ ابد در گردوی قرین
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ
(نوٹ) استادی معنی مغفور نے (کہ) کے اعداد ۲۰ محسوب فرمایا ہیں اور شعر (۱۹) میں لفظ آئینہ میں یاے اول کو ہمزہ قرار دیکر اس کا عدد (۱) لیا ہے۔ ہماری رائے میں یہ تسامح ہے۔ اور خلاف قاعدہ۔		
تایخ وزارت ایضاً طبعاً و جناب معنی مغفور رحید را بادی		
صد شکر تا نیدیم یزدان		دیوان دکن چو گشتہ سالار زمان
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ
زان سال نکوچنین نوشتہ معنی		سالار زمان بگشت نیکو دیوان
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ
(نوٹ) اس رباعی کے مصرع اول میں حضرت معنی نے لفظ تا نیدیم ہمزہ کا ایک عدد محسوب فرمایا ہے۔ یہ تسامح اور خلاف قاعدہ ہے۔		
ولہ		
چون بآن نواب دار منزلت سالار جنگ		طرفہ دیوانی نصیب لطف جمال بشد
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ
معنی از سال جلوس انبساط اذ نگاشت		جلوہ سالار کل بر صدر دیوانی بشد
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ
ولہ		
ہزار شکر کہ سار جنگ نیک آں		چو شد وزیر بے انباز از مکارم شان
۱۲۶۹ھ		۱۲۶۹ھ

نمودہ فکر باین سال مہینت معنی	نوشت قاعدہ از منطق محیط جہان
۱۲۶۹ھ	۱۲۶۹ھ
چہ از خطاب کلام عرب و منطق مجسم	چہ از محاورہ ترک و کرج و جملہ زبان
۱۲۶۹ھ	۱۲۶۹ھ
بگوئے ہر چہ بخوابی زحر فہائے جمیل	شمار کن عدد دلائقش بعد از آن
۱۲۶۹ھ	۱۲۶۹ھ
میان دہ بزن و ہشت ہم دران افزا	شدہ چو جمع بتقسیم پنج نہ ہمگان
۱۲۶۹ھ	۱۲۶۹ھ
بہ پنجگانہ چو کل منقسم تمام بشد	بین کہ حصیت باقی عدد بفاش عیان
۱۲۶۹ھ	۱۲۶۹ھ
دگر بچار صد و بست و سہ بزن ز عمل	کہ تا عیان بشود و سال او ز قصد نہان
۱۲۶۹ھ	۱۲۶۹ھ
(نوٹ) واجب الاحترام مورخ نے اس قطعہ تاریخ میں بھی کاف کے عدد ۲۰ محسوب فرمائے ہیں۔ اور یہ یا تو تسلیح ہی یا مذہب دوم کی پیروی۔ واضح ہو کہ اس تاریخ میں صنعت ترصیع کے سوا عامۃ الود سے بھی کام لیا گیا ہے۔	
تاریخ وزارت نواب معتمد الدولہ وزیر غازی الدین حیدر بادشاہ لکھنؤ از جناب ناخ حوٹ	
تاریخ سعید کہ دنا سخ تحریر	شد اسکت بہ وزیر اسطاطالیس
تاریخ مدار المہامی جنرل اعظم الدین خان بہادر طبع از جناب داغ دہلوی حوٹ	
اعظم الدین خان بہادر کو	جاہ و منصب ملا باسانی

<p>مستقل ہے بحکم سلطان ہے شجاعت میں رستم ثانی عہد دولت میں بانسروانی ہے یہ آزار دشمن جانی دل ہے مجسوم پریشانی پہلو پہلو بغض رسانی ہے یہ نواب کی ہنردانی اصفیٰ عظیم جہانانی</p>	<p>یہ مدارالمہام عالی جاہ کیوں نہ ہوتا یہ فوج کا جہل عدل و انصاف داد و فیض و کرم داغ آشفتمہ ہو گیا مجبور تن ہے آلودہ ہزار امراض مانگتا ہے دعائیں صحت کی اپنے جرنیل کو دیا عہدہ اس نیابت کی یہ کہی تاریخ</p>	
<p>پہریشیر الدولہ عادل امیر بن امیر بادشاہت بربدل ہی تو وزارت ہے یہ شاہ عالم گیر دستور معظم شہ گور اس سی جان آرام میں ہوا اس سہول راحت پر مالک اقبال روشن صاحب رائے نیر کیوں رہے ملک کن میں نام کو ہی ابقیر مہر وادہ آسمان نو بہن شاہ و نو بہر</p>	<p>پہلے سلطان ابن سلطان خسرو ملک کن قابل مدح و دعا میں لائق وصف و ثنا یہ دلاور ہے سکندر وہ بہادر تہمتن جہذاخا قان دوران ہر جہا نواب عہد یہ ہے شمع سلطنت تو وہ چراغ اُبھرت یہ اگر ابر کرم ہے وہ ہے دریای نوال داغ تاریخ وزارت اتفاق شہ سے لکھ</p>	
<p>ہوئی دہوم سے دہوم ماہی سے تاماہ وزیر شہنشاہ سر آسمان جاہ</p>	<p>ملا آج نواب کو خاص خلعت کہی داغ نے خوب تاریخ اس کی</p>	

تاریخ سرفرازی خلعت وزارت بہ سالار جنگ ثانی طبع از جناب طاہر النظمی			
وزیر داد و در مختار دیوان		بہ گیتی تا ابد باشد باقبال	
۱۹۴۰ سمت		۱۲۹۳ م	
چنان خامہ مبارک سنہ نوشتہ		جوان بختی جوان پیہ جوان سال	
۱۸۸۴ ع		۱۳۰۱ ہجری	
تاریخ وزارت نواب عماد السلطنہ مسالار جنگ ثانی وزیر سرکار نظام خلد امیکہ طبع از مولف			
رفیق با وفا کوشہ سنی تشریف وزارت دی		ہوئی حاصل بلندی پایہ عز و ثناء کہ دیوانی ملایق علی خان بہادر کو	
تاریخ وزارت نواب سرفواد الامر مغفور وزیر سلطنت آصفیہ طبع از مولف کتاب			
چون مہر کرم خلعت دستوری خود		بخشید بہالائے مہ برج امارت	
برجستہ رقم زد سنہ اش معتدا و		زیبہ بو فتاہ الامر البس وزارت	
تاریخ وزارت مہاراجہ جیمین السلطنہ سرکش پرشاد بہادر شاہ مخدوم وزیر سلطنت آصفیہ طبع از مولف			
پیشکار دکن کشن پرشاد		شد وزیر حضور شاہ دکن	
ای و لا سال سرفرازی است		دل ما بشام چشم مار و شش	
(ک) تواریخ خطابات			
تاریخ خطاب ہجری بہ نواب افسر الملک بہادر طبع از جناب داغ دہلوی مغفور			
قدردان ہے قیصر ہند وستان		ک کرد یا مجبور ز را و معدلت	
ہو مبارک یہ خطاب ہجری		بجھو اسے نواب والا منزلت	
اسے بہادر پاک دل پاکیزہ خوی		مہج کے قابل ہے تیری ہر صفت	

قدردان تیرا ہے شاہ دکن مصرع تاریخ لکھا داغ نے	۱	شاہ کیسا شاہ فخر سلطنت میجر افسر جنگ ۱۳۰۵ عالی منزلت
تاریخ خطاب بہ معتمد صرف خاص حضور نظام طبعزاد جناب داغ دہلوی مقفول		
اک خطاب آصف نواز الدولہ آج دوسرا آصف نواز الملک ہے ان خطابوں کے پہلے شایان آپ ہی داغ نے تاریخ اس کی یہ کہی	۱	شاہ نے بخشا نہایت انتخاب جس کی قدر و منزلت ہے بھاب ستید والا حسب عالی جناب معتمد صاحب ہوسے زینا خطاب
(نوٹ) استاد نے لفظ ہوئے میں ایک یا محسوب فرمائی ہے۔		
تاریخ خطاب شمس العلماء فی ہولند کتاب ہذا طبعزاد جناب مولوی صبیحہ احمد لاسی افغانی		
نواب فلک جناب شمس العلماء راقت لکھی ہے میں نے اسکی تاریخ		سب ذرے ہیں آفتاب شمس العلماء اعلا ہے یہ خطاب شمس العلماء
ایضاً طبعزاد جناب میر دلاور علی حیدر آبادی دانش تخلص		
گردید عزیز جنگ والا ایدون دانش بر خواند مصرع سال خطاب		شمس العلماء بفضل رب بچون شمس العلماء عزیز جنگ است کنون ۱۳۰۵
ایضاً طبعزاد جناب سید سجاد علی سوم تعلقہ دار حیدر آباد (اثر) تخلص		
شمس العلماء خطادادہ بولا در مصرعہ مستر افصل شمس نبوت اثر		بایوس صبر بانو در جہلا دار دانش نواب عزیز جنگ شمس ہر فصل یوسف شمس
تاریخ سر فراری خطاب کے سی آئی تی بہ نواب کرنل افسر الملک بہادر طبعزاد ہولند کی بجا افسر فوج دکن آج ہیں کے سی آئی تی		جن کے اعزاز سے مسرور ہے سار لشکر

افسر الملک کو قیصر نے کیا کیوان سر	کہہ دیا میں نے ولا مصرع تارخ خطاب
	ایضاً ولہ
یا الہی ہو مبارک یہ خطاب افسر کو	افسر الملک کو برٹش فر دیا سر کا خطاب
افسر الملک جیسے زینت ہو خطاب سر کو	پئے تارخ یہ کہتے ہیں ولا رتبہ شناس
(ل) تارخ جانشینی و تقرر خدمت	
تارخ جانشینی چودہری طالب علی بجائے پدر	طیغراد جناب قدر بلگرامی معفور
طالب علی امی قدر ولی بود بحق	برجائے پدر جلوس فرمود بحق
بر کرسی سال نقش تارخ نشست	حق بر مرکز قدرت دار بنمود بحق
تارخ تقرر نواب وقار الملک وقار الدولا انتصار جنگ مولوی مشتاق حسین خان و طیغراد و قار الملک	
باحسن البشارة العظيمة	ابشر الصديق كان شياق
وقار ملكت الصارم عهد	بکالج قسم منہ احقاق
ولم يكن سواه ستحقه	فعند ذاك نظم من آفاق
فاحسن تلافيا لما فات	اقل لنا بحسن البذل رزاق
سمعت عامه من الولا كذا	بصلح المقام قام مشتاق
ایضاً ولہ	
بہر کالج معتد گردید مرد با وقار	آن وقار الدولا ما افتخار الملک شد
سال تارخیش ولا بر صغیر گیتی درشت	جانشین جانشین محسن وقار الملک شد
ایضاً ولہ	
وقار الملک سر دنیا میں ناواقف نہیں کوئی	فقیرانہ روش رکھتی ہیں آگاہ حقانی ہیں

پسند آنکو ہمیشہ سر بری سب کی پابندی لیاقت قابلیت تجربہ ہے انکا لاثانی کریں گے وہ بہت کچھ آنزیری معتمد ہو کر بیان واقعی تاریخ ہے ان کے تقرر کی	جفاکش میں بڑی محتاط ہیں چون ناپہن غرض ہر طرح سے مشتاق مدح خلافت میں سنہ ہر قوم کی خدمت کو وہ پہل سہ شائق ہیں وقار الملک چن جو یا امی خدمت کو لائق ہیں
--	--

(م) تواریخ خیر مقدم

تاریخ خیر مقدم نواب مختار الملک مغفور وزیر عظم حیدر آباد طبرغاد جناب قدر بلگرامی مغفور	
کیا مقدم نواب کی بس شہرت ہے	حقاً نازل یہ آپ رحمت ہے
۱۲۸۶ھ	۱۲۸۶ھ
ذی الحجہ میں ہے نزول اول امر قدر	جب توجج اکبر میں نہیں حجت ہے
۱۲۸۶ھ	۱۲۸۶ھ
تاریخ مراجعت العیض حضرت حضور پر نور دام اللہ اقبالہم از مہکنڈہ طبرغاد جناب داغ و دہلی مغفور	
ہوئے زیب بلدہ جو شاہ دکن	کے ملا دیدہ و دل کو نور و سرور
کہو خیر مقدم کی تاریخ داغ	مہکنڈہ سے آگئے اب حضور
تاریخ خیر مقدم سرکار نظام ادا ام اللہ اقبالہم از کلکتہ طبرغاد مؤلف کتاب	
منیا ہینا لکل البرایا	کہ از مقدم شد دکن شد مغفور
و لا سال تاریخ او عرضہ دارد	ز کلکتہ آیدیشہ بندہ پرو
غسیبہ تاریخی متعلق بہ خیر مقدم پرنس آف ولینس حیدر آباد طبرغاد مؤلف کتاب ہذا	
امی نگین خاتم و کثور یا خوش آمدی	امی جلا افرائے تخت انداز خوش آمدی
امی درخشندہ بحر عطا خوش آمدی	امی سہیل آسمان اعتلا خوش آمدی

ای فروغ مطلع منکر سیا خوش آمدی	
ای اسطوخودوس زمان لقمان و افلاطون شیم	دی همی تن نریمان نیر دو گشتا سپیم
ای سکنه رنجت و دار منزلت جشیدیم	دی منظر فر سلیمان تخت و افریدون چشم
ای کلیلت پروبال بها خوش آمدی	
دیدگیستی بخیر مقدمت چشم رده است	گر در ایت سر به بخش چشم بر شاه بنده است
خلف قطع ریت از پشت ماهی تاسه است	خانه دلباس یک عالم ترا منزل گه است
ای ملی بخش بر شاه و گدا خوش آمدی	
در چین جسد زبان سوسن ثنایت گفته است	شبنم اندر رشته جان و در رحمت سفته است
در نقاب برگ گل مضمون نو نهفته است	غنچه دل در روایت چو گل بست گفته است
در بهار دولت ای باد صبا خوش آمدی	
ای بهنستان و رود چین صبا انچیز	نگهت فیضت چو بوی نافه مشک حشمت
تا قدم نهاده بر تارک ملک دکن	تا چراغ افرجستی در خانه چشم زمزم
از در و دیواری آید صدا خوش آمدی	
سایه پروردان تو ظل الهیت گفته اند	آستان بوسان تو گردون شاپیت گفته اند
حکمرانان خسرو اقلیم جا بهت گفته اند	رو به میان جهان نورنگا بهت گفته اند
ای فروغ دیده اهل صفا خوش آمدی	
از شهنشایان شیین گوی سبقت برده	از حکیمان سلف حکمت بدست آورده
بر بطریق حاتم طائی قدم افشوده	تا بهند وستان نخل جد خود بر خورده
ای چین آرا سر گلزار سخا خوش آمدی	

شیر با آب بخور و از چشمه عدل تو آب	پیش از پیل دمان هرگز نه میگیر و حسن
باز و شاهین از شکار کبک دارد اجتناب	جور و بیداد و جفا را کس نمی بیند بخواب
ای توانائی ده هر بینوا خوش آمدی	
چشم عالم طالب روسی پر انوار تو بود	ریده اهل دکن مشتاق دیدار تو بود
و در دم سوداے جنس قدر بازار تو بود	امی مکنعان دل سگین خریدار تو بود
ای متاع نیک - لعل بے بها خوش آمدی	
بینوایان چشم بر دست گهر یار تو اند	جان نثاران دکن جانباز سر کار تو اند
حکمرانان جهان با جان و دل یار تو اند	خسروان دهر سر تاسر و فادار تو اند
امی نگه دار دل اهل وفا خوش آمدی	
با تو هر اهل پرستش دکن جهان است	جلوه افروزش و نق مجش هندستان است
از قدم او بهار تازه در بستان است	نغمه سنج بارگاهش غنایب جان است
مرحبا ای بانو گلگون قبا خوش آمدی	
یا آتشی خسرو مادر جهان پاینده باد	قیصر هندوستان بر فرق عالم زنده باد
آفتاب خاندانش دامن آخشنده باد	مهر ذاتش بر سپهر و لکش تابنده باد
ای ولی عهد در وقت دعا خوش آمدی	
خدمت هندوستان را بجا آورده ام	ناز تالیفات خود این نجبا آورده ام
من بدرگاه عیسمت التجا آورده ام	عمر و اقبال ترا دست دعا آورده ام
امی پذیرای مقال دعا خوش آمدی	
بر عذار نازک مهتاب عکس خال تست	در ولیا مینه مهر فلک تمثال تست

مطالع ہفت آسمان ششماہانہ قبالت	خمسہ فکر و لا رونق پذیر سال نست
ای مہر ج شہنشاہی بیخوش آمدی	
(ن) تواریخ شکار	
تاریخ صید افگنی حضرت بندگانعالی مدظلہ العالی طبع از جناب داغ دہلوی مخفوف	
✓ میر محبوب علیخان خسرو آفاق کو	بخت اسکندر دل رستم دیا اللہ نے
داغ اس شیر افگنی کا سال اگر پوچھو کوئی	کہدے اچا شیر مارا شاہ آصف جاہ نے
ایضاً ولہ	
✓ ایک ہفتہ کا بے حساب شکار	داغ کی تم زبان سے سن لو
کہی گنتی کی ایک ہی تاریخ	شاہ آصف نے شیر مارے دو ۱۳۰۸ھ
ایضاً ولہ	
سلطان دکن رستم دوران و دلیر	ایسا ہے زیر دست کرے شیر کویر
کہا سر آغاز سے یہ داغ نے سال	بالفعل جاندار نے مارے دو شیر
(س) تواریخ کالیف و تصنیف کتب وغیرہ	
تاریخ اجراء اخبار شعلہ طور کا پور طبع از جناب قدر بلگرامی مخفوف	
عش ہین بشر بیان پر ہی ارنی زبان	شعلہ طور کا پور نور فشان ہے درو
قدر شروع سال ہے مصرع عیسوی لکھو	سرچشم فکر ہے شعلہ طور کا پور ۱۳۱۱ھ
تاریخ طبع دیوان مولوی سلامت اللہ کشفی طبع از جناب قدر بلگرامی مخفوف	
کلام کشفی جاد و کلام رانازم	بگوش طبع خواص و عوام شد مطبوع
چو طبع گشت کلامش قبول طبع افتاد	تمام گشت چو دیوان تمام شد مطبوع

یکے بیاض سطور و دیگر سواد خطش	چو عارض سحر و زلف شام شد مطبوع
زہے ترانہ و فرد و قصیدہ و غزلش	ہریمہ کلام بلاغت نظام شد مطبوع
نوشت قدر پے طبع مصرع تائیں	کلام کشفی نادر کلام شد مطبوع
تاریخ کتاب مفتاح الہند مؤلفہ غلام محمد خان واصل طبع از جناب قدر بلگرامی مغفور	
اسے قدر نوشت واصل این طرف کتاب	نام پاکش نہاد مفتاح الہند
مفتاح تسلیم کثرت و فصل ابجد	صد فصل دل کشادہ مفتاح الہند
(نوٹ) وزن رباعی میں پہلا مصرع بدون الترام ردیف و قافیہ مکروہ ہے۔ (مؤلف)	
تاریخ مشومی لوح محفوظ طبع از جناب قدر بلگرامی مغفور	
چوٹے نامون میرے فیروز علی	فکر سے کر گئے ادا و تسلیم
شعر کہنے کو لگا یا جو شگاف	کہل کئی خاطر ناشاد و تسلیم
لوح محفوظ لکھی صلی علی	اس تسلیم و میں ملی ادا و تسلیم
کیا حد یثون کو بنا یا تصویر	جسذا صنعت بہزاد و تسلیم
مشومی ہے کہ خدا کی قدرت	دیکھئے زور خدا داد و تسلیم
نعمۃ بلببل معنی معنی	لفظ ہن و تسمی شمشاد و تسلیم
نہوئی حنلق کہی ایسی کتاب	جب سے قائم ہوئی بنیاد و تسلیم
یاد کر کے انہیں سر و ہنٹا سے	یہ صریحین ہین کہ فریاد و تسلیم
جم گیا سال کا نقشہ اس قدر	لوح محفوظ ہے ایجاد و تسلیم
تاریخ آغاز مخزن الاخبار طبع از جناب امیر مینا علی مغفور	
مخزن الاخبار کو پایا جو مال حسن	لوٹنے کا ڈر غلطان کو بہانہ مل گیا

سال سے ہوا وچ پنجم شتر می وشن امیر	جس کو پر چہ ملک گیا سمجھا خزانہ ملک گیا
تاریخ رسالہ اردو و مثنوی و نادر علی بہو پالی طبع فراد جناب امیر مینائی معذور	اس رسالہ کی قدر ہو گی ضرور
فال ہے نیک امیر کی تاریخ	را لگان جائیگی نہ یہ محنت پاسے گا یہ قبول کا خلعت
تاریخ طبع دیوان اول نواب کلب علی خان بہادر والی ریاست رام پور طبع فراد ایضاً	جب اہل فہم سنتے ہیں ایسے کلام کو
تاریخ ہے یہ خاتمہ طبع کی امیر	آتی ہے چار سمت سے آواز ہر جا دیوان شاہ ملک سخن طبع ہو چکا
تاریخ ناول تصویر مؤلفہ ریاض طبع فراد جناب امیر مینائی معذور	لیکن اس ناول نے ثابت کر دیا ہے اسی کا خالص تصویر بھی
تاریخ رسالہ سلوک مؤلفہ حضرت شہ معصوم نقشبندی طبع فراد جناب امیر مینائی معذور	بولتی تصویر ہے تصویر بھی
ہدایت میں اس کے مضامین عالی	خضر ہین پے کاروان طریقت
امیر اس کی تاریخ میں نے یہ لکھی	زہے رہبر سارکان طریقت
تاریخ دیوان نواب عبدالعزیز خان دہلوی طبع فراد جناب امیر مینائی معذور	کتاہے فصاحت میں بلاغت میں دیوان
زیبا ہے امیر اس کے لئے مصحح تاریخ	تعریف کہے اس کی یہ کیا منہ ہر دہن کا ہر صفحہ نیا آئینہ ہے بزم سخن کا
تاریخ دیوان فارسی نواب کلب علی خان بہادر والی ریاست رام پور طبع فراد جناب امیر مینائی معذور	در انجمن معنی سلطان سخن آرا
آن شمع بود دیوان آن شعلہ بود معذور	شمع عجیبے آفر وخت از شعلہ زبانیہا پیدا است ز لعلاتش رنگ ہمہ دانیہا

از مہند بایران شد وز پارس بہند آمد در پارس ہمی بالذین نظم زبان لانی مطبوع شد و گفتم تاریخ آمیزا	ہر ملک معطر گشت از عطر شانیہا در مہند ہمی جو شد زین جسر وانیہا چون مہند بچم نازید از شوخ زبانیہا
تاریخ دیوان نایاب مرحوم طبع از جناب امیر مینا فی معفو	نایاب نے کیا کہلائے بین پھول تاریخ بھی ہے امیر نادر
تاریخ طبع کلیات میان منیر طبع از جناب داغ دہلوی معفو	اسد رہتے یہ باغ شاداب کس حسین کی پی یہ نظم نایاب
جب یہ دیوان ہو چکا مطبوع داغ نے اس کی یہ بھی تاریخ	ہو گئی نظم و شعر عالم گیر آفتاب منیر و بدر منیر
تاریخ ناول منشی ریاض احمد خیر آبادی طبع از جناب داغ دہلوی معفو	یہ فسانہ کس قدر رنگین ہوا داغ لکھ داس کا سال عیسوی
تاریخ اشاعت اخبار ہزارستان طبع از جناب مولوی سید علی کامل لکھنوی معفو	ہو سکے کیا ہم سے تعریف ریاض ناول نادر ہے تاریخ ریاض
در مجلس مابیا کہ اینجبا بشنو نعمات نغراخبار	خوش انجمن ز راستان است این بزم ہزار ہا ہر داستان است
تاریخ طبع رسالہ معین الشعر مؤلفہ میر محمد علیخان طبع از جناب مولوی محمد یحییٰ عالم دہلوی	قاصد تخلص نایاطی حیدر آبادی
آپ نے حضرت ناظم اکشر عام لوگوں کی سہولت کے لئے	قاعدے جمع کئے بے تحفیف آپ نے اس کی اوٹھائی تکلیف

جب بروئی ختم کہا قاصد نے	بے معین الشعرا یہ تالیف
ایک تالیف کتاب قانون فارسی مولفہ میرزا کمال الدین سخن طبع اول کتاب ہذا	درین زمانہ کہ شیریں مقال گردیدہ اگرچہ در طلبش ماہ و سال گردیدہ میان حلق عذیم المثل گردیدہ وجود نسخہ دیگر محال گردیدہ پسند خاطر اہل کمال گردیدہ ۱۲۹۶
ریویو تاریخی بر کتاب صحیفہ زرین مرتبہ اے پر اک ناراین بہار گو طبع اول کتاب	نو کشور کہ مرد مجستہ طالع بود بہار باغ وجودش پر اک ناراین صنیاع چشم مروت امیر روشن رس روان طبع سخن مالک اودہ اجا بہ اسے صاحب خود گرد چہ آن نفوق داشت پدر اگر نتواند پسہ تمام کند ببین صحیفہ زرین ز حسن تالیفش صحیفہ بمثل یادگار دربارست صحیفہ کہ شامیر ہند را تاریخ زبہ وضاحت مضمون باختصار بیان سواد بخش معانی بود سواد بخش
	محبہ ش بدل خلق نقش بر حجرست خوشا بہار گز و نخل عسلم پر شمرست حدیقہ چمنستان دانش و منہرست شہ قلمر دانشا لائق نامورست دل بعلقل جوان گویم این بہ از پدرست مقولہ عجیب حسب حال این پسرست کہ در سلسل احوال رشتہ گہرست بنام نامے قیصر چہ مایہ فقہرست صحیفہ کہ جلا بخش معنی سیرست عجبو با است کہ دریا مگر مکوزہ در است بیاض بین سطورش تجلی نظرست

پسند خاطر اہل کمال چون نہ شود ہنرورانِ جهان قدر و قیمتش داند ہمسایہ اوج سعادت بدام او افتد بعید نیست کہ قیصر کند بر و نظرے طلا کند مس بے مایہ را نگاہ کرم مؤلفش ہمہ تن در خور خطاب پدر سزد کہ نائب قیصر شود محرک او زدست من نرسد پیچ جز بصدق دعا و لا بلوح کتابش رستم نہ تارخ	کہ از کمال مؤلف زمانہ با خبر است کہ کوہ نور با کلیل مسرق با جوہر است اگر تو جہشہ را بجا نبش گزشت کہ این خزینہ ازان بارگہ قریب رشت شگرفت نیست اگر کمیہ از خاک و پست کہ یک اشارہ سلطان وسیلہ لطف است بعند لیب چمن احتیاج بال و پست کہ ارمغان سخن گو سہ حرف مختصر است نشان بستی نام آوران ز آب ز رشت
قطعہ تارخ آغاز پیمہ اخبار روزانہ طبع زاد مؤلف این کتاب	
بجان دل ستایم مولوی محبوب عالم را بحدائد کہ حسن صورت اخبار روزانہ طراز معینش تکین دہ لہاست عالم را قلم بشکست در دست خرد و مضمون نگاہ را چہ تصویر یکہ از خال و خطش بر صفحہ گیتی ز روز افزونی قدرش ہمین یک مکہ تصدیق زبان معترض اندر دہن کیفیتے دارد پے سانش ہم گوید و لا برجستہ تشبیہ	بزر و بازویش بنیادین اخبار محکم شد جلا افزای چشم قدر دانان مکرم شد سوا و خط بیاض کاغذش حسن مجسم شد گروہ خردہ گیران را سواد دیدہ پر خم شد تجلائے نگار صورت معنی مسلم شد کہ نقد قیمت سالانہ از وہم و گمان کم شد بتحریک نہان پہلویشین حرف و نغم شد کہ حسن شہادت کلین بیان محبوب عالم شد
نایح تألیف کتاب حیوۃ الحما مؤلفہ مؤلف طبع زاد مؤلف کتاب ہذا	

<p>شکر خدا راست که تالیف من بند ویرینه نمک خوار او مایه ناز است که حسن قبول خسر و ما بر فلک ملکوت نا باد بر سر مازنده باش بر ورق و هر بود و قدرت ساقی تقدیر تو بزم ترا فکر بلند تو شود ایچ سا کام رو اباد و لی عهد تو بیل و شکر تو ایچ سال</p>	<p>یافت آردان نگو اخی تمام پیش کشیدش بخضو نظام نامورم ساختن و خاص عام نیر اقبال تو نا بد دم با همه اقبال و همه خشنام از قلت ملک تو گیر نظام باده امیید بریز و بجام طائر اقبال در افتد بدام آصف ما با و آهی بکام لنسخه نا یا سه حیوة الحما</p>
<p>تاریخ تالیف کتاب عطیات سلطان مؤلفه مؤلف طبع از مؤلف کتاب در نوشتم و رین نامه مضمون خاصه چه قسم آن که منعیم کند مفسر را طلمس که آب و ده از سراب چه جسم آنکه یک لفظ و صد معنی او</p>	<p>که از لطف عام ملوک است قسم در آیمینه دل به بند و طلسم چو جان آتش بر کن از خاک جسم عطیات سلطان پیش کردم اسم</p>
<p>(ع) تواریخ تعمیر و تیار می عمارات و چاه ها و باغ ها و حوضها تاریخ تیار می باغ فرح بخش طبع از نعمت خان عالی در باغ فرح بخش گزر کن شاه نعمت خان را بر اے سال تاریخ</p>	
<p>بر حسن گل و سبزه نظر کن شاه از باغ فرح بخش بدر کن شاه</p>	

(نوٹ) باغ فرح بخش کے اعداد ۲۱۹۳ ہیں جن میں سوا اعداد و قیمت خان (۱۲۱۱) کا تخریج کیا جائے تو ۹۵۲۰ حاصل ہوتا ہے اور یہی سند مطلوب ہے	
تاریخ تعمیر مسجد غضنفر خان و شہر کنبی طبع از جناب ناصر علی سرہند سی مغفور	
آن خان غضنفر جگر دشمن کاہ	مسجد راست نقش بت کردہ تباہ
تاریخ بنائے او علی مے گوید	ایک شہدہ حسن مطلع میت
تاریخ تعمیر پل رود موسے واقع حیدر آباد طبع از دستے مغفور	
بعد افضل الدولہ بہادر	نظام الملک آصف جاہ دوں
الہی تابود تابان مسوخور	بود خورشید اقبالش درخشان
نکو دیوان او مختار ملک بہت	کہ نیکی را بود ہر حال خواہان
بود کرنیل ڈیوڈ سن بہادر	سفیر نیک دل ذی شوکت و شان
بحسن رائے مشہر مہارٹ این پل	نباشد ہچو طاق ہفتت ایوان
صراط مستقیم رود موسے	و معنی مصراع تاریخ برخوان
تاریخ بنائے چاہ در بلگرام طبع از جناب قدر بلگرامی مغفور	
چو ساخت چاہ سر رہ محمد امین	مثال زمزم از آب کرد طغیانی
پے کتابہ نوشتیم قدر تاریخش	بنامودہ سر راہ زمزم ثانی
تاریخ مسجد لکھیم پور کہ از زرچندہ تیار شد طبع از جناب قدر بلگرامی مغفور	
طراز خانہ دین سیدی وزیر حسین	چو جد خویش علی یح کفر قانع
کشیدہ دائرہ از عوامل دفتر	بسی خویش بنا کرد مسجد لامع
بنائے سال زمعمار فخر قدر آمد	شد از جماعت اسلام قائم این جامع

تاریخ تعمیر مسجد افاضی خان لکھنوی طبعہ از جناب قدر بلگرامی مغفور	تاریخ ختم تعمیر کیننگ کالج واقع لکھنوی طبعہ از جناب قدر بلگرامی مغفور
جناب افاضی خان درالطاف چٹاگانہ	گورنر جنرل عالی روش لارنس صاحب نے
کبھی یوں قدر نے تاریخ ہجری ایک مہر میں	قوی ڈالی بنائے خیر خود کیننگ کالج کی
حرم کی شکستہ اللہ اکبر یہ نئی مسجد	عمارت بن چلی وہ بنتے بنتے بنگیا کالج
۱۲	جو بات مکیں ہیں کر مل ریڈ صاحب ہتھم لائن
بجڑ و جہد کل اٹھارہ سو سرسٹھ نو مین	سنخی دل سرسہ راجہ بہادر مصنف واقف
۶۱۸۶۷	۶۱۸۶۷
گرسد کند جس طرح وقت سکندرین	پریسیڈنٹ مہر برج طاقت کے سی اس آل
۶۱۸۶۷	۶۱۸۶۷
زمان عدل وزیر فرط سر جارج کوپرین	سعید الملک امیر الدولہ والا نجم ذی جہت
۶۱۸۶۷	۶۱۸۶۷
ملک پہلو نشین ہیں اس واقع عرش یکپہلو	یہ عگان منشا والس پریسیڈنٹ سابق مین
۶۱۸۶۷	۶۱۸۶۷
ہو زیار شجاعت کہو سجہ سنگہ اسم و فرین	۶۱۸۶۷
۶۱۸۶۷	۶۱۸۶۷
تعلیل حال کالج ہیں یہ داننا بخشش زمین	۶۱۸۶۷
۶۱۸۶۷	۶۱۸۶۷
یہ عالی رکن امیر حسن مین فتح نگر مین	۶۱۸۶۷
۶۱۸۶۷	۶۱۸۶۷
کوئی مہر نہیں جاہ و عروج و شوکت و فرین	۶۱۸۶۷
۶۱۸۶۷	۶۱۸۶۷

ہیں وہ ایسے پیٹنٹ داخل اہل جو بہترین	ہے زیبا پایہ از بس اوج شکر بخش را کا
۶۱۸۶۷	۶۱۸۶۷
ہیں سرکاری یہ مہر بحر دانش جملہ بہترین	ہمایون بہر ڈپٹی میرزا عباس خان صاحب
۶۱۸۶۷	۶۱۸۶۷
دل افزا ہے صفائی خوب ہر دیوار و بہرین	ہوئے میر عمارت نیکدل کرنل ہوشی سہین
۶۱۸۶۷	۶۱۸۶۷
لکھی تھی قطع صنعت انکی کالج کے مقدیرین	ہیں لغمان خرد و لمور صاحب نامی انجینیر
۶۱۸۶۷	۶۱۸۶۷
سراپا فرد ہے کیننگ کالج ہفت کشورین	نکو خوام جی ہوائٹ مقام امر اسمین بہترین
۶۱۸۶۷	۶۱۸۶۷
ہیں جب تک نجم و سہ فلک پر موتی سمند میں	سلامت یا خدا حکام منصور اور یہ کالج
۶۱۸۶۷	۶۱۸۶۷
ہیں سال عیسوی مقصود ہر ایک مصرع ترین	مکمل نظم وہ لکھی ہے قدر بلگرامی نے
۶۱۸۶۷	۶۱۸۶۷
تاریخ تعمیر دولت سرسے حاجی بادشاہ سفیر ترکہ کی بمقام مد راس طبعراؤ مولف کتاب ہذا	
کہ قصر آسمان شہ پیش اولیست	گرامی منزل و فرخ مکانے
ہمایون قصر حاجی بادشاہ است	بیان واقعی شد سال تعمیر
۱۲۹۸	
تاریخ تعمیر دولت سرسے نواب عماد جنگ مرحوم میر مجلس مجلس علیہ عدالت جید آباد طبعراؤ مولف کتاب ہذا	
کہ حالی پایہ خیلہ ہو شہمند است	میر برج امارت میر مجلس
فراز باہم معنی را کف دست	سخن سنجے کہ طول باع فکرش

بنامرمود نورانی بنائے ولایتیخ تعمیرش چرخوش گفت	کہ چون بانی بعالم سر بلند است قلعے ابد مکان دلپسند است ۱۲۹۹
تاریخ تعمیر مسجد نافرمودہ نواب صدیق یا جنگبہاؤظم دفتر کل جید آباد کن طبع فرادمولف کتاب بڑا	
ایک از احسان حسن عمارت گرفت	خاتمہ رب العباد سجدہ گہ مسلمین
۹۴۰ سمت	۱۲۹۳ فصلی
حکاک سرورش ولایت سال بنایش شہوت	مسجد قدسی مقام مسجد اقصی است این
۸۳۰ اعیسوی	۱۳۰۱ ہجری
تاریخ تعمیر الکبن محل در ریاست نابہا طبع فرادمولف این کتاب	
ہمایون راجہ بہگوان سنگہ ذی مراتب نے ہولی تکمیل اس کی راجہ ہیر سنگہ یکتا یہ راجہ راجگان ہند کے ہیں اور مہاراجا اسیمین نائب قیصر کی مہانیکا سامان تھا بڑبائی آبرو فیض قدم سے لارڈ الچین نے انہیں کے نام سے روشن ہوا نام اس عمارت کا دلکھنؤ کی تاریخ سمت بر محل اسکی	بنا کی ایک عمارت دلکش اور بار نابہا میں چولہاں بے بہا ہیں معدن کہ سنا نابہا میں شجاع نامور ہیں لشکر جہاں نابہا میں اسی سے نام پایا یہ مکان امصار نابہا میں اسی سے آبرو بہ گوہر شہوار نابہا میں بشکل مادہ تابان گہنہ دوار نابہا میں بنا الکبن محل پر فیض ہر کار نابہا میں ۱۹۰۱
تاریخ تعمیر مسجد سلطان پورہ جید آباد کن جبکہ صرفہ نہ صرف خاص شاہی ہو طبع فرادمولف	
مسجد صرف خاص سلطانے راست مے گویش علو منار سدا سکندر یست دیوارش	تن سلطان پورہ را جان است قامت سرو در گلستان است فاصل حد کفر و ایمان است

چهره اش را گمان چو قوس قزح رکن ایمان بود ستون بلند زینۀ منبرش تقالے الله بارک الله پر فضیلتش نهر او سبیل باغ جنان صف آویزۀ قنادیش فرش گلزنگ جا نمازی او حافظ اوست اوستاد ازل سال تعمیر از سر وش و لا	خم طاق ابرو حینان است سقف عالیش ظل سبحان است ارتفاعش عروج ایمان است در فراخی دل کریمان است آبر و بخش بحر عثمان است سلک ستیاریه تابان است پروۀ چشم عند لیبان است کمتبش درس گاه قرآن است مسجد صرف خاص سلطان است
--	---

تایخ تعمیر مسجد بنا فرموده شیخ میران در قصیدۀ رماریدی میثی طبع زاد مؤلف کتاب

میران الشیخ بنی المسجد فیقول ولا التایخ له	لصلوة العبد الاواه اعلم انما یست الله
---	--

(ف) تایخ سزا

تایخ حکم میل کشیدن بچشم شاهزاده شهریار طبع زادش زنگس گلاب ارچه توان کشید اگر از تو پرسند تایخ من	کشیدن زنگس من گلاب بگو کور شد دیدۀ آفتاب
--	---

(ص) تایخ فراغ حج

تایخ فراغ از حج بیت الله شریف طبع زاد جناب شیرین سخن خان راقم مخفوف چو فارغ گشتم از حج و زیارت	بلطف دستگیر شفقت افرا
---	-----------------------

دعائیں خواستہ در ضمن تاریخ	جزاۃ اللہ فی الدارین خیرا ۱۲۷۹
----------------------------	-----------------------------------

(ق) تاریخ ربانی

تاریخ ربانی میرہدیہ لعل بگرامی از قید فرنگ طبع از جناب قدر بگرامی محفوظ	سید عالی نسب صاحب مہدی لعل پہر گئے طالع ہوئے وہ قیدی قید نگ قید خانہ برج عقرب تھا تو وہ اس میں ق قید خانہ اک گہن تھا اس میں وہ خورشید تھے انگہم میں آنسو و عالم پر دلونین لغ و در قید سے اس یوسف ثانی کا چٹکا راہوا پہر وہی جلسے وہی چہلین ہی ہین جھگٹے برسر فرزند آدم ہر چہ آید بگذرد کو کب تاریخ چکا دو سماے فکر
فرش راہ آل احمد خاک پاے بوتاب تین سال آخر یونہیں نازل رہا سپر خدا اُن ریز گردش ہر کہیں ایسی خواست کا جواب اف ریز اندھیرا ہل عالم سب تیر با چشم پر آب دفعہ یوں ہو گئیں سب کی دعائیں مستجاب آیا پہر آیا زینچا سے مسرت پر شباب پہر وہی ساقی وہی مینا وہی چنگ و رہا چپ رہا و قدر ہی یہ داستان گوئی کا خوا ماہ اس عقرب سے نکلا یا گہن سے آفتاب	

(ر) تواریخ و فوات

تاریخ شہادت حضرت علی کرم اللہ وجہہ طبع از عبد الغفور خان نقاش	برید ابن لجسم چو فرق ولی
عیان گشت تاریخ فوت علی	
(نوٹ) اگر فرق ولی (و) کو گرا دین تو سندہ مطلوب حاصل ہوتا ہے۔ یا فرق ولی سے لفظ علی کا عین لین تو عین کے جدا ہونے سے (لی) کے عدد ۴۰ باقی رہ جاتے ہین جو سال شہادت ہے۔	

تاریخ شہادت حضرت امام ہمام علیہ السلام طبع از مولانا روم علیہ الرحمہ

سن چہ گویم کہ بلارا واقعات	آہ بیرون آمدہ از اسم ذات
(نوٹ) اسم ذات سے لفظ اسم مراد ہے جس کے عدد مؤرخ نے ۶۷ لے ہیں اور پیرائین سے اعداد لفظ (آہ) یعنی (۶) کا تخریج کیا ہے۔	
واضح ہو کہ اسمین الف ثانی از روئے رسم الخط فرقانی کثیر از بر ہے نہ الف اور کثیرے زبر کا عدد جل بقاعدہ جل محسوب نہیں ہوتا۔	
اہل جل کے پاس اسم کے عدد (۶۶) معین ہیں (ع) اللہ بود یک الف و ہاو دو لام کی پس مولانا سے حساب اعدادین تسع ہوا ہے۔	
تاریخ وفات شیر شاہ طبرزاویکے از متاخرین	
شیر شاہ ہے کہ از صلابت او چون برقت از فنا بداریقا	شیر و بز آب را بہم می خورد سال تاریخ او ز آتش مرد ۹۵۲
تاریخ وفات ہمایون بادشاہ طبرزاویکے از متاخرین	
کہ فیض خاص او بر عام افتاد اساس عمرش از انجام افتاد بنیایان در مناز شام افتاد خلل در کار خاص و عام افتاد ہمایون یادش از بام افتاد	ہمایون بادشاہ آن شاہ عادل بنائے دولتش چون یافت فعت چو خورشید جہان تاب از بلندی جہان تاریک شد و چشم مردم قضا از بہر تاریخش رقم زد
تاریخ وفات کلیم ہمدانی طبرزاویکے کاظمی	
گفت تاریخ وفات او غنی	طور معنی بود روشن از کلیم
تاریخ وفات مولانا سید نوح طبرزاویکے از بزرگامی معذور	

عمرہ العصر سیدی فوج قال آزاد عام رحلتہ	ذاتہ شخبۃ البسریات ان اللہ یحب من جنت ۱۱۹۵ھ
تاریخ وفات ناصر جنگ شہید آفتاب مخلص طبع زاد جناب آزاد بلگرامی معذور	نواب عدل گستر عالی جناب رفت در ہمدیم ز ماہ محرم شہید شد
فرصت ندائیغ حوادث شتاب رفت تاریخ گفت لوحہ گرے آفتاب رفت ۱۱۹۶ھ	تاریخ شہادت بزرگے طبع زاد جناب شمس الدین منظر جانجان رحمۃ اللہ علیہ
ان قبلہ ارباب نفی عاش جمیدا مجموعہ ہر وصف سال وفاتش ۱۱۹۵ھ	وان قدوہ ارباب بخا مات شہیدا منظر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کان سعیدا
تاریخ رحلت عباس پاشا خدیو مصر طبع زاد جناب راقم مدرا سی معذور	فرمود رحلت چون والی مصر تاریخ فوتش گفتا سر و ششم
زین دار فانی اسے وادریغا شد سوے جنت عباس پاشا ۱۲۰۰ھ	تاریخ رحلت حضرت شاہ محی الدین قطب یلور قدس سرہ طبع زاد جناب افضل مدرسی معذور
در جمیع مدینہ سوے جان رفت بہیہات محی دین ز جهان ۱۲۸۹ھ	شیخ دوران ز دار فانی شد گفت تاریخش افضل ہجور
تاریخ وفات غازی الدین حیدر بادشاہ لکھنؤ طبع زاد جناب ناسخ مرحوم	گشت تاریخ مصرع استاد
اگر بسا آرزو کہ خاک شدہ ۱۲۸۳ھ	تاریخ رحلت نواب میرجعفر علیخان طبع زاد جناب غالب ریلوی معذور
شد تیرہ جہان بچشم اجاب دریغ تاریخ رستم کرد کہ نواب دریغ ۱۲۸۰ھ	گردید نہان مہر جہان تاب دریغ این واقعہ راز روے زاری غالب

تایخ رحلت قاضی شیخ محمد تلمسانی طبعزا و جناب باقر آگاه ناطق مغفور	
مقتدای شریعت غرا	شد بدگاه قاضی الحاجات
گفت آگاه غم رسیده او	رضی اللہ عنہ سال وفات ۱۲۰۱
تایخ رحلت نواب افضل الدولہ بہادر مغفرت مکان نواز احمد مرقدہ طبعزا و جناب ذکاء مغفور	
اے طبیب جانتان نادری	صحت از رائے تو دائم نارضا
کرده با افضل الدولہ چنان	کا بن مجسم با علی مرتضیٰ
ماجرایس عبرت انگیز است لیک	حاصل نبود بذکر ماضی
در گزر کردم ازین تایخ آنست	چون طبیب ابلہ شود آید قضا
	۱۳۲۶ = ۹۱ = ۱۲۸۵
تایخ رحلت مولوی سید غلام جیلانی مودودی طبعزا و جناب ذکاء مغفور	
اے رونق دودمان مودود	کز عجب شباب بر بخورده
رفتہ ز جهان و رشتن او	نور نظر از قبیلہ برده
کلفت زده خاطر منش گفت	بے ہے سیر شام شمع مرده
	۱۲۹۰
تایخ وفات سید محمد ابراہیم مغفور طبعزا و جناب قدر بلگرامی مغفور	
وفات کردہ ز دنیا کردن ہزار افسوس	رضین نامورے عمدہ نامدار و کریم
۱۲۷۸	۱۲۷۸
ز قدر سال چہارم برگ او بشنو	سفر نمودہ ز رستی محمد ابراہیم
۱۲۷۸	۱۲۷۸
تایخ وفات مولوی صدر عالم تہانوی طبعزا و جناب قدر بلگرامی مغفور	
صدر عالم کہ بود بدر عالم	در دہرے فرود قدر عالم

تاریخ وصال او نوشتیم اسے قدر	رحلت بجان نمود صدر عالم ۱۲۶۹
تاریخ وفات عم سوئح طبع از جناب قدر بگرامی مغفور	جان بجان آفرین سپرد افسوس ۱۲۸۳
عم من قبلہ و ملاؤ من	ما سے قدرت علی برد افسوس ۱۲۸۳
سال شفقار او بخوان امیر قند	
تاریخ وفات خواجہ بدالدین دہلوی طبع از جناب قدر بگرامی مغفور	
خواجہ بدالدین ہوئے تربت میں وطن	نور آیا یا کہ چشم گور میں
قدر نے تاریخ کا مصیع کہا	اے بدر آیا خسوف گور میں ۱۲۹۶
تاریخ رحلت فرزند راجہ گردامری پرشاد باقی طبع از جناب داغ دہلوی مغفور	
راجہ ہنسی نگر گو باقی تخلص نیک خو	ذمی چشم زمی رتبہ عالی منزلت عالی داغ
امیر فلک افسوس یون ہو مبتلاے حادثات	اس طرح برباد ہو جائے یکایک اسکا باغ
سال بہرین و دنون فرزند اگر پیچھے اٹھ گئے	آفتاب خاندان وہ تھا تو یہ کبر کا چرخ
سچ ہے ہستی کے لئے لازم ہوئی ہستی	تنگناے دہر میں حاصل نہیں ہوتا فراغ
ایک دن عشرت کدہ چالیس دن ہر شکدہ	اس جہان پرالم میں کوئی کیا ہو بلوغ باغ
آدمی کو چار بیڑے صبر و شکیبائی کرے	جو خدا کے بہیدہ میں ملتا ہے کب اکابر باغ
داغ نے یہ عیسوی سنہ میں کہی تاریخ آج	آہ باقی کو ہوا اب دوسرے بیڑے کا داغ ۱۲۹۶
تاریخ رحلت سعادت میر خان طبع از جناب مولوی محمد یحییٰ عالم و فاضل قاصد تخلص ناطق حیدر آبادی	
چون فدا داز آسمان مجد آن سعادت السعود	گشت تیرہ از غم اندوہ آن تابندہ دل
خاتمہ قاصد رقم زد سال تاریخ خشنین	روح رفتہ از سعادت میر خان زندہ دل ۱۳۱۴
(نوٹ) سعادت میر خان زندہ دل کے اعداد ۱۵۳۶ ہیں جن میں سے روح کے	

۲۱۲ عدد خارج کئے جاوین تو (۱۳۲۲) حاصل ہوتے ہیں اور یہی سنہ مطلوب ہے	
تاریخ رحلت مولوی محمود نواز خان محم مؤلف کتاب طبع از مؤلف	
کریم النفس از دنیا سفر کرد	مقامش منزل مقصود باد
دعائے مغفرت شد سال رحلت	خدایا عاقبت محمد محمود باد
تاریخ وفات محمد جہان گیر ہستم انعامات حیدر آباد طبع از مؤلف کتاب ہذا	
خدایا این چہ نافر جام روزیت	کہ از شام بلا افزون بہ تخدیر
زبان گردیدہ با فریاد ہمدم	تنفس را تحیر شد گلوگیر
الم پشت جہان شکل کمان کرد	رساند از آہ دل برسینہ تاثیر
ز تار نالہ و سنہ یاد عالم	مسرت را بپا افتادہ بنجیر
کف افسوس می مالہ پے ہم	ز حسرت ہر جوان و کودک پیر
چو این افسانہ خوابے فی المثل بود	بجستم از سروش غیب تعبیر
سروشم داد تاریخی جوانے	جہان بگزاشت بیچارہ جہان گیر
تاریخ وفات مشفق مولوی نیاز احمد کیل ہائی کورٹ حیدر آباد کر طبع از مؤلف کتاب ہذا	
پاک باطن آسمان علم و فضل	از قضا زین دار فانی شد روان
۱۲۹۳ ماضی	۱۸۸۳ عیسوی
گفت رضوانم و لا از بہر سال	شد نیاز احمد بگلگشت جہان
۱۹۴۰ سمت	۱۳۰۱ ہجری
تاریخ رحلت نواب احمد حسین خان بہادر فعت یا جنگ صوبہ راجہ آباد کن طبع از مؤلف کتاب ہذا	
جب ہوئے دنیا سے رخصت ملتان کیان کوستا	قصر حیات میں ہوئے متنازع فعت یا جنگ

چلے گئے دنیا سے با اعرار رفت یا جنگ	کہد یا فکر و لائے سال رحلت فی البیت
انکہ در ملک کن بینی ز عدلش آب رنگ ماہر ہر کار عالی فہم نقاد و زرنگ نیر بج امارت مہر چرخ ہوش ہنگ انکہ از حسن بیان آورد لہار با جنگ دا و او بیدار برداشت چون آئینہ رنگ کا فلکے را نہفت از چشم عالم بے رنگ آسمان زوشیشہ عمر غریزش را بہ سنگ زین سبب بار و مصائب پیچو باران خدنگ اندرون سینہ را راہ نفس گردیدہ تنگ بسکہ باریدہ است چشم خلق اشک لالہ رنگ در غار اریست روم و شام با چین و فرنگ صبر کن ز بہار با تقدیر یزدانی جنگ کاندین رہ بگری اندیشہ ابا پائے رنگ خانہ دار البقا گر دیدہ سر سالار جنگ	آسمان رفت وزیر نامور مختار ملک حامی خلق خدا شیرازہ بند ملک جو ہر کان کرامت گو بہر بحر کمال خوش زبان شیرین بیان غلب اللہ شکرت لقا حکمت آباد کن را مہر ذاتش نور د حیف چرخ جفا کار آہ از جور سپہ آن قبح شکست و آن ساقی نماند بجا شد دو تاد را متش پست فلک مانند قوس تا فغان نالہ بر خیزد ز لہا متصل سبستان جہان مرخت چون خستہ پید ملک ہند از ملتش تنہا نباشد نالہ کش امر و لایس کن ز اشک و آہ و فریاد و فغان در قضا حضرت باری نباید دخل کرد بشت کن سال و فاش بر سر لوح مز
اولہ	ایضا
ظلمت سر کر کون و مکان از قضا گزاشت ہر گہ کہ مرد نام نکو در قضا گزاشت	مختار ملک داد گر کشور و کن تا زیست کرد ہمسر خود در جہان بشت

<p>در روزگار هر که جفا بود پیشه اش آیینه کرد و ملک دکن را بنور عدل واحسرتا که بر ورق و هر کس نماند واحسرتا که فردا ز زمانه رفت واحسرتا که همچو گل را خزان ببرد با خود نبرد هیچ مگر نیکی عمل رحمت بروج پاک وزیر که پیچوست افسرده خاطر من منتقال گفت</p>	<p>از معیتش سجیه جور و جفا گزاشت خود از جهان گزشت و برایش جلا گزاشت دور زمانه همچو کس را چه و اگر گزشت رفت آشنان که عقل و دل خلق جا گزاشت بر و آشنان که طاقت صبرش را گزاشت بر روست و هر شهره جو و سخا گزشت احسان نمود و مزد و عمل بر خدا گزشت سالار جنگ و ای جهان فنا گزشت</p>
وله قطعہ نایخ	
<p>راهی دارا لجنان گردید زین ویر خراب</p>	<p>صاحب نیت وزیر با خبر سالار جنگ</p>
<p>۱۸۷۸ عیسوی</p>	<p>۱۹۳۹ شمست</p>
<p>سال او گوید و آلاء در دمنجان نثار</p>	<p>سیر گلزار جنان بگذرید سر سالار جنگ</p>
<p>۱۲۹۲ قمری</p>	<p>۱۳۰۰ هجری</p>
<p>مرثیه تاریخی حلت خیر النساء بیگم محل خاص باب غلام غوث خان در رئیس کرناٹک طبع و مؤلف کتاب</p>	
<p>چیف از جهان که ماک ویرینه وطن چیف از فلک که بیگم خاص امیر هند فریاد ازان زمان که نشانی نماند از واحسرتا که در چمنستان زندگی گویم مگر که ما در گیتی خبر نداشت</p>	<p>زین خاکدان گذشت و ملک بقا رسید رخت سفر به بست و بد را الجزا رسید در ساعتیکه نعره و احسرتا رسید در موسم نسیم چه باد فنا رسید زین صدمه که آه زویش بار رسید</p>

<p>چشم جہانیاں بغش اشک خون گریست دل بیقرار گشت و جہان تیرہ در نظر ہے ہے ازین دلم کہ طپیدن نہان شد کہ مصرعے کہ بلبل بشیر از زد نفیر آن پیر لاشہ را چو سپر و نذر پاک سیارگان دور فلک منتشر شدند تاریخ او بدخلہ گوید سر و دش غیب روح الامین بگفت کہ بنگر مرا بش</p>	<p>گوئی کہ ناوکے بدل اندر فرار سید چون این خبر بہر دہ گوش و لار سید زان خنجر سیکر کہ بر جگر م بر مار سید از گلستان دہر بگوش آشار سید خاک از زمین بدامن پیر سار سید شور غمخش بدین ز کجا تا کجا سید خیر النساء حضور $\frac{952}{349} = 2721$ $\frac{952}{349} = 2721$ خیر النساء $\frac{952}{349} = 2721$ $\frac{952}{349} = 2721$</p>
<p>تاریخ رحلت نواب شمس الامیر کبیر خورشید جاہ مرحوم طبع زاد مولف کتاب ہذا وہ محی الدین خان شیخ جنگ اصفی دربار کے میر کبیر تھے دکن میں وہ بزرگی کے نشان رہے گئے جنت الما و لے ہوئے شمس بہیم امارت چھپ گیا تیر اند و ہش بد لہا جا گرفت سال رحلت ہے بیان واقعی</p>	<p>صاحب اقبال عالی پا نگاہ مطلع پا نگاہ کے تابندہ ماہ اور ریاست کے نہایت خیر خواہ قصر فردوس برین ہے خواب گاہ ابر غم سے روز روشن ہے سیاہ تیرہ و تارہست و چشمان نگاہ ماہ دنیا سے گئے خورشید جاہ</p>
<p>تاریخ رحلت مولوی سید محمود بیر سٹارٹ لاج پانی کورٹ الہ آباد طبع زاد مولف کتاب ہذا پنچ حامی قوم و افتخار ملت گفتہ سنہ وفات او فکرو لا</p>	<p>فرمود ازین جہان فانی رحلت سید محمود و شد بقصر حیات $\frac{1321}{1321}$</p>

تاریخ رحلت مولوی سیعلی لکھنوی کامل تخلص استاد مولف این کتاب مولفہ	
دنیا سے گیا ملک سخن کا والی	اقلیم سخن کی ہے یہ بد اقبالی
افسوس جہان میں فرد کامل نہ	استاد سے ہو گیا زمانہ حسالی
تاریخ رحلت استاد می نواب افصح الملک مرزا خان داغ دہلوی طبع زاد مولف کتاب ہذا	
میرے استاد داغ نام آور	جو مرجح ہتھے ہر مقابل پر
اس زمانے میں انکی فکر لبند	آسمان تہی زمین مشکل پر
بلبل ہند تہی زبان ان کی	مستند تہی لب عناد ل پر
آج دنیا سے کر گئے وہ سیفر	واصل حق ہیں پہلی منزل پر
ہو گیا آج انکا بیڑا پار	رہ گئے ہم تڑپ کے ساحل پر
مصرع سال ہے فغان و آقا	ہاے وہ داغ دگر گئے دل پر
تاریخ رحلت استاد می مولوی نجم الدین حسن افضل تخلص طبع زاد مولف کتاب ہذا	
کرد تیر آہ ہجران کا ریک و بیکر تمام	زانکہ از بار غمش پشت جہان تو س شد
چشم گریان را دلا سامی شود سال و قتا	جائے نجم الدین جن پر مطلع فردوس شد
مرثیہ تاریخی رحلت نواب محسن الملک مرحوم طبع زاد مولف کتاب ہذا	
محسن قوم کزین ملک فنا ہجرت کرد	تا دم ریت بغم خواری ماد عورت کرد
بود و پیش روی ہمقدم سر سید	اے چہ سجادہ نشینے کہ برو سبقت کرد
داشت با خلق خدا خلق پیہر قائم	با بخت نر نشان حوصلہ اش نفرت کرد
رہبر مسلک احکام شریعت میبود	تا توانست مگر پیروی سنت کرد
فطرت او بالوالغری خود داشت صفت	رونقے داد بہر کار کہ او ہمت کرد

دست از شیوه راحت طلبی باز کشید
 حیدر آباد هم از نخل وجودش برخوردار
 والی ملک دکن آصف سادس بکرم
 با خطا بیکه سزاوار همین خدمت بود
 نائب سلطنت هند گورنر جنرل
 گرچه بودند و گزشتند حکیمانایه
 منہک بود شب و روز بغم خوارسی قوم
 نظر خوش گززش داشت دل خلق بدست
 مرثبت داشت ولیکن برہ خدمت قوم
 تلخ گفتاری عالم بشکر خندہ برد
 حرمت ہر کس ناگس بنظر داشت تمام
 مزد محنت بخدا داد خلوص عملش
 کرد کارے ز پے قوم کہ بے کار زفت
 واسے چشم زدن ملک بقار اگزید
 ہر کہ بشنید صفائش بدعا کردش یاد
 وادریغا فلک کچر ویش ناہنجار
 قوم اسلام چہ نقصان عظیمہ برداشت
 روسے گل سیرندیدیم بہار آخر شد
 لالہ واسے بجگر دار دو ماہم واسے

تا بہر حمت کشی بار سفر عادت کرد
 سعی موفور بشادابی این دولت کرد
 محسن الملک خطابش عوض خدمت کرد
 نام نایش باطراف جہان شہرت کرد
 تمغہ قیصرئیں داد و بے عزت کرد
 شرط انصاف کہ با او توان نسبت کرد
 خدمت قوم بہر لحظہ و ہر ساعت کرد
 سخن او ہمہ راستیافتہ الفت کرد
 بندہ بود کہ ترک ترک چشمست کرد
 ز ہر بد گوئی ما را عوض شربت کرد
 با حریفان جفا جو کرم و شفقت کرد
 بارک اللہ کہ بے مزد عمل محنت کرد
 اسچہ پیغمبر برحق بہ حق اٹمت کرد
 دیر نگذشت کہ زمین دار فاحلت کرد
 وانکہ نامش بزبان برد برو حمت کرد
 بر ہم این دفتر و شیرازہ جمعیت کرد
 کافتش مایہ نقد دل و جان غارت کرد
 کہ بہر باد می این باغ خزان عجلت کرد
 داغ ہجران کہ فلک در حق ماقسمت کرد

دیدہ عالمیان در المش خون بگریست دولتے بود گر انسا یہ کہ از دست برفت حیف از مادر گیتی کہ گشت فرزندے اے ولاتن زن و این مرثیہ را طول مد دش گامیکہ بفن جہلت داد خداے فکرت من بسد لوح دل از سال وفات	رحلت محسن ملک آہ چه کلفت زودہ است ۱۹۰۷ عیسوی
تادل از سویر غم حلت اور قست کرد واے چرخ کہن از مایہ خود غفلت کرد تف برویش کہ ستمگار چندین حرکت کرد کہ بقدر آہی نتوان جہت کرد صرف این کار بیاید بعبودیت کرد نقشہ یافت کہ گوئی قلم قدرت کرد	ما فر و ماندہ بماندیم درین غم کرد ۱۹۰۷ عیسوی
مایہ صبر و دواے دل ما رخصت کرد ۱۹۲۳ بکرماجیت	ما بر بخوری و تاریکی خود جان بلبیم ۱۹۰۷ عیسوی
ہادی صادق ازین ملک فنا چرت کرد ۱۳۳۶ محمدی	حیف ہنگام خبر گیری مانیت کسے ۱۹۰۷ عیسوی
سید القوم مسیحا دم مار حلت کرد ۱۳۱۷ فضیلے	داشت کارے مگر آنجا پئے قوم ممتاز ۱۹۰۷ عیسوی
ما تف قوم بگلزار جنان راحت کرد ۱۸۲۹ شالیوین	تاریخ وفات نواب محسن الملک مرحوم طبغراذ مولف کتاب ہذا ۱۹۰۷ عیسوی
محسن الملک بزودی سفر جہت کرد ۱۳۲۵ ہجری	ا کہی یہ ہے قوم پر کیا مصیبت ارے ہاے مہدے علیخان بہادر
ہوا محسن قوم دنیا سے رخصت ترے دم سے کالج کی تہی خیر و برکت	

نہ اس طرح مرنے کا وہم و گمان تھا
 لگے عجب وہ شملہ پہاچے پہلے تھے
 مسافر بنے خاطر قوم لیکن
 یکایک ہوا سرخ بادہ کا دورہ
 مقامی حکیموں نے کی فکر ساری
 خبر پاکے پہنچے طبیب اپنے جلدی
 شب چار شنبہ میں محسن سد ہارے
 اٹا دے کو لے کر چلے نقش اون کی
 وہ قیمت سے غافل تہ دنیا کے بندے
 عزیزوں نے چاہا کہ لے جائیں گہر پر
 اوہ حسن تدبیر پر تھا بہرہ
 ٹرسٹی ہوئے جس گہری جمع سارے
 مگر روح سید کا مقصد یہی تھا
 ہوا فیصلہ قوم کے حق میں جس دم
 نماز جنازہ پڑھی جمعہ کے دن
 چھپے۔ محسن الملک مہدی علی خان
 ۱۰۹۹
 عجب بندہ پاک باطن تھا محسن
 دم مرگ بھی قوم کا غفلت نہ تھا
 رہا عمر جس قوم کا تو فدائی

زمانہ سے اچھی نہ تھی گرچہ صحت
 گزشتہ مرض کی تھی تھوڑی نقابست
 طبیوں نے اونکو نہ ہی تھی اجازت
 ہونے لگی و مہدم ان کی حالت
 مگر کچھ نہ کام آئی اون کی خداقت
 ولیکن گئی را نگان ساری محنت
 جہان فنا سے ہوئی اون کی ہجرت
 علی گڑھ کی مٹی میں تھا جذب الفت
 رہی دیر تک دفن حسن میں حجت
 رفیقوں نے کی خجج اپنی رفاقت
 ادھر حکم تقدیر نے کی حمایت
 وصیت کی ظاہر ہوئی سب حقیقت
 بنے اپنے پہلو میں محسن کی تربت
 چلے لے کے تابوت تب اہل ملت
 غرض دفن سے اسکے پائی فراغت
 کہلی گور میں تعمیر کی حقیقت
 ۱۳۲۵
 کرے تجھ پہ نازل خدا اپنی رحمت
 نہ کی اپنے گہر کے لئے کچھ وصیت
 پھوڑی کسی وقت کالج کی خدمت

تجھی سے بڑی اپنے کالج کی رونق
 تنزل کو روکا ترے دم قدم نے
 اولو العزیمان تیری مخفی نہ ہمیں کچھ
 وہ خلق مجسم تھا محسن ہمارا
 زمانہ میں اوس کا تھا کوئی شاکی
 امارت تھی اوس کی خدا داد لیکن
 غریبوں کا مونس فقیروں کا والی
 امیروں کے دل میں جگہ اوسنے پائی
 کیا کام جو اپنی طاقت سے بڑھ کر
 کر میں جس قدر اوس کی تعریف کم ہے
 رہے گا زمانہ میں نام اوس کا تادم
 لکھو اے ولا مصرع سال ایسا
 پڑے تہلکہ کیون نہ دنیا میں اس سے
 پہنچا آج صور سرا فیل گویا
 عجب کیا جو قبروں سے اٹھ آئیں سر
 عجب کیا جو سوج ہو نیزے پہ قائم
 اڑے خال و خط مصحف رخ سے ایسے
 یہ کہہ کر اتر آئے عیسیٰ فلک سے

تجھی سے گہٹی بد گمانی کی شہرت
 ترقی رہی ساری تیری بدولت
 زمانہ میں ممتاز تھی تیری فطرت
 مثل تھی زمانہ میں اوس کی مرآت
 عجب اوس کی فطرت میں تھی اوتیت
 پسند اوسکو سرگز نہ تھی شان و شوکت
 مصیبت زد و نیر رہی اسکی شفقت
 رئیسوں کی آنکھوں میں تھی اسکی عزت
 غرض اس زمانہ میں تھا دم ضنیت
 زبان قلم کو نہیں اسکی طاقت
 کرے گی اوسے یاد تا حشر خلقت
 کہ ذکر اوس کا باقی رہے تا قیامت
 کہ اپنی جگہ سے ہٹا رکن ملت
 ہوا ہو گا میدان برستی ہے وحشت
 کہ مردوں سے بدتر ہے زند و مکی صورت
 حق غم سے غرق عرق ہے جو خلقت
 کہ جس طرح فوٹو مٹے بعد مدت
 قیامت ہوئی ہاے مہدی کی حلت

اب ہم اس کتاب کو دہلے دولت و عمر و اقبال و ان نعمت و ام القیام پر ختم کرتے ہیں جس نے مؤلف حقیر کو وظیفہ حسن خدمت عطا فرما کر مالا مال اور فکر معاش سے فارغ البال کر رکھا ہے۔ اسی نعمت عظمیٰ کی بدولت ہم مشاغل علمی میں منہمک اور اس ریاست ابد قرار اور والی ریاست کے لئے دعا کرتے ہیں۔ - ۲۹ رومی حجہ ۱۳۲۵ھ بھری

اعلان

جس کتاب کے آخر پر اسی عبارت کے ذیل میں مؤلف کے دستخط نہ ہوں وہ کتاب مسروقہ سمجھی جائے گی فقط

محمد رفیع

فرہنگ الفاظ اصطلاحی متذکرہ کتاب غرائب الجمل پیابندی و صفی

صفحہ نشان	الفاظ اصطلاحی	سلسلہ نشان	صفحہ نشان	الفاظ اصطلاحی	سلسلہ نشان
۳	۲	۱	۳	۲	۱
۳۹	ابجد نوحی	۱۵	الف محدودہ		
۳۶	ابو جاد	۱۶	۵۱	آبی حروف	۱
=	ابو جاد	۱۷	۵۳	آبی لفظ	۲
۱۸۳	احسن الصنائع	۱۸	۵۱	آتش حروف	۳
۳۰	اساس	۱۹	۵۳	آتش لفظ	۴
۲۳۰	استنطاق	۲۰	۲۸	آحاد	۵
۶۹	اسم	۲۱	الف مقصورہ		
۳۵	الفاظ جبل	۲۲	۳۶	ابجاد	۶
۵۶	الفاظ جسم انسانی	۲۳	۳۹	ابجد	۷
۲۸	الوف	۲۴	۳۷	ابجد آدم	۸
باسے عربی			۵۵	ابجد ابدان	۹
۲۷۹	باطن	۲۵	۲۲	ابجد ترفع	۱۰
۲۲۹	بسط	۲۶	۵	ابجد تنزل	۱۱
۲۳۵	بسط الحروف	۲۷	۳۶	ابجد سبب	۱۲
۲۳۸	بسط المرقی	۲۸	۵۲	ابجد طبعی	۱۳
=	بسط المقوسی	۲۹	۵۱	ابجد عناصر	۱۴

۲۶۴	بسط تواخی	۲۹	۲۶۴	بسط تجحج	۳۰
۲۷۹	بسط ضرب باطن باطن	۵۰	۲۵۱	بسط ترفع ازواج	۳۱
۲۸۲	بسط ضرب باطن ظاهر	۵۱	۲۲۹	بسط ترفع اوتار	۳۲
۲۸۱	بسط ضرب ظاهر ظاهر	۵۲	۲۳۸	بسط ترفع بالطبع	۳۳
۲۳۳	بسط عددی ترکیبی	۵۳	۲۲۵	بسط ترفع حرفی	۳۴
۲۳۰	بسط عددی حرفی	۵۴	۲۲۶	بسط = طبعی	۳۵
۲۳۱	بسط غریزی	۵۵	۲۲۳	بسط = عددی	۳۶
۲۸۸	بسط داخل اربعه	۵۶	۲۷۲	بسط تضارب	۳۷
۷۰	بینات	۵۷	۲۶۹	بسط تضاعف	۳۸
تا سحر علی			۲۷۹	بسط تقوی	۳۹
۱۴۳	تاریخ	۵۸	۲۷۶	بسط تکسر	۴۰
۱۵۸	تاریخ مرکب	۵۹	۲۸۶	بسط تمانج	۴۱
۱۵۹	تاریخ مستقل	۶۰	۲۷۰	بسط تناصف	۴۲
۱۵۷	تاریخ مفرد	۶۱	۲۶۱	بسط تنزل ازواج	۴۳
۱۵۹	تخرجه	۶۲	۷	بسط تنزل اوتار	۴۴
۱۶۰	تدخل	۶۳	۲۵۹	بسط تنزل بالطبع	۴۵
۲۹۳	ترقیم	۶۴	۲۵۷	بسط تنزل حرفی	۴۶
۱۵۹	تعبیه	۶۵	۲۵۸	بسط تنزل طبعی	۴۷
۷	تعمیه	۶۶	۲۷۱	بسط تفتیف	۴۸

۵۱	حروف آتشی	۱۳	۱۶۰	تعمیہ خارجی	۴۷
۵۳	حروف بارود	۱۴	۷	تعمیہ داخلی	۴۸
۲۵	حروف تہجی	۱۵	تائے مثلثہ		
۲۹	حروف جبل	۱۶	۴۰	شخص	۴۹
۵۳	حروف جاڑہ	۱۷	جیم عربی		
۵۱	حروف خاکی	۱۸	۷۲	جامع صغیر و وسیط	۷۰
۵۳	حروف رطبہ	۱۹	۱۶	جمل	۷۱
۴۷	حروف زحل	۲۰	۴۲	جمل اصغر	۷۲
۷	حروف زہرہ	۲۱	۷۷	جمل اکبر	۷۳
۵۵	حروف سلاطین انسانی	۲۲	۷۹	جمل اکبر مع الترفع	۷۴
۴۷	حروف شمسی	۲۳	۷۰	جمل اوسط	۷۵
۷	حروف عطارد	۲۴	۳۴	جمل رومیان	۷۶
۷	حروف قمر	۲۵	۳۲	جمل سنکرت	۷۷
۲۵	حروف مہانی	۲۶	۴۶	جمل صغیر	۷۸
۴۷	حروف میخ	۲۷	۳۱	جمل فارسیان ہند	۷۹
۱۹۹	حروف مسروری	۲۸	۷۳	جمل کبیر	۸۰
۴۷	حروف مشتری	۲۹	۷۰	جمل وسیط	۸۱
۲۵	حروف معجم	۳۰	حائے مہملہ		
۱۹۹	حروف مکتوبی	۳۱	۵۱	حروف آبی	۸۲

۲۶	سریان	۱۱۶	۱۹۹	حروف ملفوظی	۱۰۲
۴۰	سقفص	۱۱۷	۲۵	حروف منفردہ	۱۰۳
۲۱	سنگیت و دیا	۱۱۸	۲۵	حروف منفصلہ	۱۰۴
۴۰	سنہ آدمی	۱۱۹	۲۵	حروف ہجاء	۱۰۵
۳۱۳	سنہ آہی	۱۲۰	۵۱	حروف ہوائی	۱۰۶
۳۰۱	سنہ براہمی	۱۲۱	۵۳	حروف یابہ	۱۰۷
۳۱۶	سنہ بکرمی	۱۲۲	۴۰	حظی	۱۰۸
۳۱۳	سنہ بنگلہ	۱۲۳	خائے مجملہ		
۳۰۹	سنہ ترکی	۱۲۴	۱۸۶	خاصۃ الوجود	۱۰۹
۳۱۳	سنہ جلالی	۱۲۵	۵۳	خاک لفظ	۱۱۰
۳۰۱	سنہ داؤدی	۱۲۶	وال مجملہ		
۳۱۶	سنہ رومی	۱۲۷	۲۱۰	دائرہ تاریخی	۱۱۱
۳۱۵	سنہ ساکا	۱۲۸	۲۱۵	دائرہ مشتملہ	۱۱۲
۷	سنہ سنبت	۱۲۹	وال مجملہ		
۳۱۶	سنہ شاکی	۱۳۰	۲۰۸	ذو تاریکین	۱۱۳
۳۰۲	سنہ صیہی	۱۳۱	زائے مجملہ		
۳۱۵	سنہ فارسی	۱۳۲	۶۶	زبر	۱۱۴
۳۱۰	سنہ فصلی	۱۳۳	۷۳	زبر و بیانات	۱۱۵
۳۰۳	سنہ محمدی	۱۳۴	سین مجملہ		

۲۰۲	صنعت تعریب	۱۵۲	۳۰۷	سنه مهذوی	۱۳۵
۲۲۰	صنعت تکثیر	۱۵۳	۳۰۲	سنه موسوی	۱۳۶
۱۹۴	صنعت تاصف	۱۵۴	۳۱۶	سنه لوز	۱۳۷
۲۲۱	صنعت تنقیط	۱۵۵	۳۰۵	سنه هجری	۱۳۸
۱۸۶	صنعت خاصه الوجود	۱۵۶	۳۱۵	سنه یزدجردی	۱۳۹
۲۱۰	صنعت دائره	۱۵۷	۱۸۳	سهل الممتنع	۱۴۰
۲۰۸	صنعت ذوات یقین	۱۵۸	شبین محجمه		
۲۲۳	صنعت سلب نقط	۱۵۹	۱۸۳	شعبه تاریخ	۱۴۱
۲۲۴	صنعت طلسمی	۱۶۰	صاومیه		
۱۸۳	صنعت عامه الودود	۱۶۱	۲۰۳	صنعت ازدواج	۱۴۲
۲۲۶	صنعت مجمع الاقسام	۱۶۲	۱۹۶	صنعت اغلام	۱۴۳
۲۱۰	صنعت مراتب	۱۶۳	۱۹۷	صنعت اجمال	۱۴۴
۲۰۱	صنعت مرکبه	۱۶۴	۲۲۹	صنعت بسط	۱۴۵
۲۰۶	صنعت مستجمع	۱۶۵	۱۹۲	صنعت مجمع	۱۴۶
۱۹۹	صنعت مسروری	۱۶۶	۱۹۹	صنعت تحریک	۱۴۷
۲۰۶	صنعت معکوس	۱۶۷	۲۰۷	صنعت ترصیع	۱۴۸
۲۱۹	صنعت معملی	۱۶۸	۲۰۰	صنعت تسکین	۱۴۹
۲۰۱	صنعت مفرده	۱۶۹	۱۹۵	صنعت تقارب	۱۵۰
۱۹۱	صنعت مقطعه ترتیبی	۱۷۰	۱۹۳	صنعت تضاعف	۱۵۱

۱۸۳	کلمن	۴۰
لام		
۱۸۲	لوح طلسمی	۲۲۵
میم		
۱۸۵	نات	۲۸
۱۸۶	مجمع الصنائع	۲۲۸
۱۸۷	نہایت	۱۸۲
۱۸۸	نہایت	=
۱۸۹	مستقل تاریخ	۱۵۹
۱۹۰	مستقل	۹۹
۱۹۱	مطلوب	۲۸۷
۱۹۲	معنوی تاریخ	۱۵۲
۱۹۳	مفردات	۲۵
۱۹۴	مقطعات	۲۵
۱۹۵	ملفوظ	۷۰
۱۹۶	مقطعه تریبی	۱۹۱
نون		
۱۹۷	نظیرہ	۳۰
ہائے ہوز		
۱۹۹	صنعت مکتوبی	۱۷۱
=	صنعت ملفوظی	۱۷۲
۱۵۱	صوری	۱۷۳
۱۵۲	صوری معنوی	۱۷۴
ضاد معجمہ		
۴۰	ضغ	۱۷۵
طائے ہزلمہ		
۲۸۷	طالب	۱۷۶
طائے معجمہ		
۲۷۹	ظاہر	۱۷۷
عین معجمہ		
۱۸۳	عامۃ الورد	۱۷۸
۱۸۴	عدد بنیادی	۱۷۹
۲۸	عشرات	۱۸۰
غین معجمہ		
۱۵۹	غیر مستقل تاریخ	۱۸۱
قاف		
۴۰	قرشت	۱۸۲
کاف عربی		

۱۹۸	ہوائی حروف	۵۱	۲۰۰	ہوز	۴۰
۱۹۹	ہوائی لفظ	۵۳			
تواریخ کتاب ہذا					
(۱) تواریخ تالیف کتاب طبغزاد جناب مولوی سعید الدین سعید تخلص					
الف المکتوب فی فن الجمل			مالہ بدل و لیس لہ البیدل		
ابتغی الاحباب تاریخ حالہ			قلت عامہ ذاک تالیف حبیل		
ایضاً			از مولف کتاب		
مانرے واسطہ فی فن الجمل			مثل ذاک و ہو دلیل قاطع		
قلت تاریخ تالیف الکتاب			انہ ہذا کتاب با طبع		
ولہ			ولہ		
حقا کہ غرائب الجمل رنگین ست			ہر صفحہ او در خور صد تحسین ست		
گفتم سہ عیسوی تالیفش			در علم جل سخنم نادرا نیست		
ولہ			ولہ		
مثل ہذا غرائب الجمل			مانرے فی الغرائب العزب		
قال فکری عام تالیفہ			ان ہذا الکتاب بہر العجب		
ایضاً طبغزاد جناب مولوی حبیل حسن مینائے حبیل تخلص					
مرحباؤ اب والاشان نے لکھی وہ کتاب			وصف میں جس کے زمان اہل بان کی لائے		
سال ہجری تالیف کا پوچھے کہو اوس جلیل			بے بہا آیینہ تاریک کوئی سال ہے		
(نوٹ) لائق مورخ نے لفظ بہا کے (۸) عدد کا تذکرہ نہایت لطافت سے فرمایا کہ					

ایضاً طبغراد جناب ابو طیب محمد یحییٰ قاصد تخلص - منشی - فاضل - مولوی - عالم	
قد اوضح هذا التالیف	للناس سبیل التاریخ
الرحمت لعام التاریخ الفصل	ولیل التاریخ
(۲) تاریخ طبع کتاب طبغراد فاضل اجل جناب ابوبکر بن شهاب پرو فیض عربی مدرسہ عالیہ	
للعلم عرش مستل	فوق السماک الالعزل
العلم خمیر مقنی	زین اکل محفل
یسویہ المراسل	کل مقام اکمل
بنور الزواع العلو	م کل غیسم یجلی
فانہل الفواد من	فرا تہا و علل
واستخرج المصفا	ت من غریب الجبل
وان اردت النجیح فی	تحقیق اسے مشکل
فداوم الامعان فی	کتاب ذم الفضل الجلی
مولای قلمس العلما	عالباع المشکل
عزیز جنگ السید	می الذری المبعجل
فقد اتے فیہ بما	اعجز کل اول
مفسر لما مضی	والحال والمستقبل
الذ عند اہلہ	من الریح السلسل
ارخستہ اذ تم فی	بیت من الشعر الجلی
یزین مولانا استہنی	جمع کتاب الجمل
	۱۳۲۶

ایضاً طبعاً و مؤلف کتاب	
لقد شاعت النسوة في الزمان	بعض الجمل ذاک فن نبیل
فارخت تايخ طبع الكتاب	الا ان هذا الكتاب جميل
ایضاً ولہ	
قد ألف ذلك الكتاب	مطبوع الخلق مستطاب
ارخت بدایتہ لعاسہ	ما احسن ذاهو الکتاب
ایضاً ولہ	
صده شکر خدا سے خالق غر جول	شائع شدہ این کتاب در علم و عمل
از فکر و آست سال طبعش پیدا	مطبوع شد این نسخہ احوال جمل
ایضاً ولہ	
فضل الہی سے یہ نسخہ چپ چکا	اہل جمل کہتے ہیں جسکو لا جواب
تاریخ طبع اسکی کہو تم اے ولّا	علم جمل کی مستقل ہے یہ کتاب
ایضاً طبعاً و جناب ابو طیب محمد یحییٰ قاصد مخلص مشی - فاضل - مولوی عالم	
و لا کی میں نے یہ تالیف دی کہی	گلستان جمل کی غوب کی سیر
مؤلف سے کہی میں نے یہ تاریخ	جزاکم اللہ فی الدارین بالخیر
ایضاً ولہ	
در علم جمل دیدم این طرفہ کتابے را	جمع ست درین ذکر صد ہا سنیہ تاریخ
بسیار صعوبت ہا برداشت بتالیفش	آوردہ مؤلف از ہر جا سنیہ تاریخ
از بسط بیان کردہ ہستاقسام وقواعد	اینہم کہ شد مستانکہ پیدا اسنیہ تاریخ

نایاب صنائع ہم آورده درین نسخہ باید کہ عمل پیرا باشد بہ توانیش تا پیش کشم نذر نایاب مولف را گفتار من لائق قاصد چه دلاویز است	بنوشتہ نشانش را ہم با سند تایید خواہد چو کسی کردن انشاء تایید از فکر بر آوردم کیست سند تایید گفتم سند تایید گفتا سند تایید
ایضاً طبعزاد جناب مولوی سید غلام علی جوش تخلص چون علما شمس ماجنگ عزیز و لا عون ولی احد جوش رقم سال زد	نسخہ غرائب نما کردم بے بدل تا در عیال لم بود نسخہ قرین جل
ایضاً طبعزاد جناب نواب عبدالباری خان بہادر موجود تخلص در قرن جل نسخہ از فکر و لا - باطن کو کم یاب ضرورت و سال طبعش اقبالیت	دیدیم دے نظیر گوید دل - زین بود تا لایف عزیز جنگ شمس العلما - نایاب گو
(نوٹ) قلب طبع سے بائے موجودہ کا تمبیہ ہوا ہے	
دلہ	
عزیز جنگ بہادر و لا ہلک کن کشود فضل وہان من از کلید و لا ش	نوشت نسخہ جامع چو در فن تایید بر اس سال سیحی بہ مخزن تایید
دلہ	
در بلدہ غرائب الجمل طبع چو شد گفتم سن فضیلتش مگر اے موجود	از سعی و لا شاعر پاکیزہ سخن مجموعہ و لپذیر و مطبوع دکن
ایضاً طبعزاد جناب مولوی عبدالواسع - صفاء - تخلص فن تایید میں شمس العلما کی یہ کتاب	جس کے مشتاق شہید شعر طبع ہوی

واہ کیا خوب یہ تالیف ولا طبع ہوئی	طبع موزوں نے صفا مصرع تاریخ کہا
<p>(نوٹ) فن تاریخ سے فن جمل یا فن تاریخ کوئی مراد ہے۔ (ہوئی) کے عدد حسب مذہب دوم ۲۱ محسوب ہوئے ہیں۔ لائق مؤرخ حضرت امیر مینائی کے پیرو ہیں۔</p>	
<p>ترجمہ ریویو انگریزی ریختہ کلک جناب مولوی میرزا مہدی خان کوکب مخلص آ۔ آر۔ اس۔ ام۔ و ام۔ آر۔ آ۔ اس۔</p>	
<p>شمس العمار مولوی احمد عبدالعزیز ناظمی خان بہادر نواب غازی جنگل اردو لٹریچر پر بہت بڑا احسان کیا کہ عربی کرفن جمل کے متعلق ایک ایسی مبسوط کتاب تالیف کی جو (غرائب الجمل) کے نام سے موسوم ہے۔ لاطن میں جس طرح آئی ٹی کیس ایل سی ٹی ایم کے لئے اعداد متقرر ہیں اسی طرح عربی کے اٹھائیسوں حروف کے لئے عددین و حروف اکائی کے لئے مخصوص ہیں اور ۹ حروف دہائی کے لئے اور ۹ حروف سیکہ کے لئے اور ایک حرف ہزار کے لئے۔ یہی کیفیت سنسکرت کے حروف کی ہے۔ بدین وجہ کہ سنسکرت کے حروف ۳۶ ہیں انہوں نے الف کے لئے بھی ۹ حروف کو خاص کیا ہے۔</p>	
<p>عربوں نے اس فن سے دو طرح کام لیا ہے۔</p>	
<p>(۱) اعداد کا کام حروف سے۔ (۲) حروف کا کام اعداد سے۔</p>	
<p>نمبر (۱) سے بہت بڑا کام لیا گیا ہے یعنی مبسوط عبارتیں اور اشعار ایسے</p>	
<p>+ از گورنمنٹ آف انڈیا</p>	<p>۴ از سرکار نظام</p>

لکھے گئے ہیں جن کے مضمون سے خاص خاص واقعات کی ہٹری معلوم ہوتی ہے اور انہیں عبارتوں کے فقرات یا اشعار کے مصرعون کے حروف کے اعداد سے اس واقعہ کا سنہ نکلنا ہے یہ کچھ آسان کام نہیں ہے بلکہ نہایت دقیق کام ہے۔ اور نمبر (۲) سے حصہ راز کی کتابت کا تعلق ہے یعنی خاص قواعد کے ساتھ صرف ہندسوں میں مراسلت اور مکاتبت ہوتی ہے۔ لیکن غایت نمبر ۲ کے مقابلہ میں نمبر (۱) بہت مشکل کام ہے جس میں عربوں سے زیادہ اہل عجم نے کام کیا ہے اور عجمیوں سے ہندیوں نے اس فن کو لیا ہے اور اس وقت میں ہندوستان میں ہر طرف جاری ہے۔ مشرقی بادشاہوں کے درباروں میں تہنیت یا تعزیت کا کوئی واقعہ ہوتا تھا تو شعراے وقت اس فن میں اشعار کہتے تھے اور ان اشعار کے اعداد حروف سے اس واقعہ کا سنہ نکالتے تھے اور وہ اشعار اس واقعہ کی عمدہ ہٹری اور یادگار سمجھے جاتے تھے وہی عمل اب تک ہندوستان میں جاری ہے۔ جب کوئی قوم کا لیڈر یا رئیس مرتا ہے یا کوئی عالیشان دربار ہوتا ہے یا کوئی والی ریاست کی تخت نشینی کی تعزیت یا شادی ہوتی ہے یا اور کوئی واقعہ تو اسی فن میں اشعار لکھے جاتے ہیں اور ان اشعار کے حروف کا مجموعہ انروے اعداد اس کا یادگار می سنہ قرار پاتا ہے۔ غرض یہ ایک مرغوب اور لطیف فن ہے جس کو اہل ہند نے اتنا اپنی روزمرہ ضرورتوں میں زیر استعمال رکھا ہے۔

بڑی حیرت اور تاسف اس پر ہے کہ فن کا نفاذ تو موجود ہے لیکن اس کے متعلق نہ عربی زبان کی کوئی مستقل کتاب ہے اور نہ فارسی زبان کی

صرف ہندوستان میں بعض استادوں نے اسی صدی میں مختصر مختصر دو تین سہائی سو پچاس صفحات کے لکھے ہیں جن میں سے ایک دو چھپے بھی ہیں لیکن وہ ایسے کامل ہیں کہ ان سے جیسے چاہئے شائقین فن کو مدد نہیں ملتی عربی بہت سی کتابوں میں اس فن کا ذکر ہے اور چیدہ چیدہ مضامین ضمناً بیان ہوئے ہیں اور بعض قدیم کتابوں کے نام بھی جو اس فن کی مخصوص کتابیں ہیں معلوم ہوتے ہیں لیکن افسوس اس کا ہے کہ آج ان کتابوں کا پتہ کسی لائبریری میں نہیں ملتا اور نہ ان کے چاہنے کی نوبت آئی۔ اور مختلف کتابوں کے متفرق تذکرے سی پبلک کو ایک جالی کے ساتھ کوئی کامل فائدہ حاصل نہیں ہو سکتا ہے۔

ایسے وقت میں ہمارے دوست شمس العلماء نواب عزیز جنگ بہادر اس اہم اور دقیق سبکدین ایک متعل کتاب کا لکھنا جو ہمارے زیر ریویوز ہے بہت بڑی شکر گزاری کے قابل ہے۔ اگرچہ آپ کی تالیفات سے دور جتن زیادہ کتابیں فنون قانون - تاریخ - سیاق - لغت - حیوانات اگرچہ کچھ وغیرہ میں ہیں۔ لیکن یہ نایاب کتاب ہماری رائے میں ان تمام کتابوں پر فائق ہے۔

اس میں کچھ شک نہیں کہ اگر اسی صدی میں یہ ضروری کام ہمارے دوست کی توجہ سے پورا نہ ہوتا تو آخر صدی تک بتدیج فن جل مٹ جاتا اور اردو لٹریچر میں بھی مثل عربی اور فارسی لٹریچر کے اس فن کے خانہ میں صفحہ آجاتا اور اس کا نام برائے نام صرف کتب لغت میں رہ جاتا۔ اگر یہ زمانہ مشرقی بادشاہوں کا ہوتا تو وہ لائق مولف کو موقوفین میں تولتے۔ تاریخ سے اس کا پتا

ملتا ہے کہ سنہ ۱۳۳۰ ہجری میں مرزا طہماسپ قلی ترک نے ۱۹ شعرون میں ایک قصیدہ لکھا تھا جس کے ہر ایک مصرعے کے اعداد حروف سے جلوس کا سنہ نکلتا تھا تو اس کے صلہ میں شاہ جہان نے اس کو ایک لاکھ روپیہ کا انعام دیا اور سواری کے لئے ایک ہاتھی اور گھوڑا ساز و سامان طلائی کے ساتھ عطا کیا اور جو ہر کا تمام خلعت عطا فرمایا۔

ہمارے دوست نے خود اس فن کے مسلمان شاعر ہونے کے علاوہ جب ایسی عمدہ کتاب ایسی ضرورت کے وقت میں لکھی تو ان کی بے شک بہت بڑی قدر ہوتی اگر ان کا یہ کام اس زمانہ میں واقع ہوتا۔

سچ یہ ہے کہ جس زمانہ میں مشرقی بادشاہوں کے بے بہا صلون کا ذکر صرف بطور یادگار تاریخ رہ گیا ہے۔ ہمارے دوست کا ایسا مہتمم بالشان کام کرنا اور یہ جان کر کہ ان کو کسی اولوالعزم صلہ کی امید نہیں ہے محض سبک کو فائدہ رسائی اور ایک قدیم علم کی حفاظت کے لئے ایسی ضخیم اور جامع کتاب کا تالیف کرنا بہت بڑی تعریف کے قابل بات ہے۔

جس زمانہ میں ہر طرف سطحی فنون کی دہوم ہے ناولوں کی جانب عام طبائع مائل ہیں ایسے دقیق سبکچٹوں میں فلم اٹھانا اور کامیاب ہونا صرف ہمارے دوست کا حق ہے۔ جن کی نسبت ہماری دعا ہے کہ خداوند کریم ان کی صحت اور چوچھی کو دیر گاہ باقی رکھے۔

اس کتاب میں صرف اصول فن ہی کا بیان نہیں ہے بلکہ فروع کی بھی مکمل بحث ہے اور اختلاف مذاہب جل کا کافی بیان ہے قواعد کے ساتھ متاخرین

اور متقدمین کے کلام سے قابل اطمینان مثالیں بھی پیش ہوئی ہیں۔ صنائع و بدائع
جملی کا مفصل ذکر ہے جن میں سے بعض کے موجد عرب ہیں اور بعض کے عجم اور اکثر کے
لئے اہل ہند۔ ہماری رائے میں صرف ایک نقص البتہ رہ گیا ہے جس کا اعتراف
خود مصنف نے کیا ہے کہ صنعتوں کے موجد اصلی کیے نام کا پتہ کسی تاریخ سے انکو
نہ مل سکا اور کیونکر ملتا جب کہ گزشتہ اہل تصانیف نے اس کی جانب توجہ ہی نہیں
کی اور ضمناً بھی کسی موقع پر اس کا ذکر نہیں کیا۔

غرض جو کچھ اس کتاب میں ہے وہ بہت کچھ ہے اور یہی ایک کتاب ہے
جس کے ذریعہ سے اردو لٹریچر میں اس فن کے متعلق جان آگئی ہے۔ اور بلا مباعدہ
ہم کہہ سکتے ہیں کہ اس فن کی مردہ لاش میں اس کتاب نے جان ڈال کر اس کو
زندہ کیا ہے۔

ہمارے اس بیان واقعی کی سچائی کا اندازہ وہ لوگ کریں گے جن کو
فی الجملہ اس فن کا مذاق ہے اور جو اس فن کے طالب ہیں اس کتاب کا ترجمہ
جس زبان میں ہوگا اس زبان میں یہ فن رائج ہو جائے گا۔
آخر پر ہم لائق مؤلف کو اون کی کامیابی پر مبارک باد دیتے ہیں جس
اس لئے کہ انہوں نے اس کتاب کو ہر پائیس نظام کے ملک سے شائع کیا
ہر پائیس میں مشرقی بادشاہوں کے صفات موجود ہیں خود بھی اس فن سے کچھ
رکھتے ہیں۔ یہ مکمل امید ہے کہ وہ اس کو مقبولیت کی نگاہ سے ملاحظہ فرمادیں
اور اگر گورنمنٹ آف انڈیا کے روبرو اس کی حقیقت اچھی طرح
ظاہر ہو جائے تو وہ بھی ضرور اس پر توجہ کرے گی اس لئے کہ ہم خواہتے

ہیں کہ ندوین علوم و فنون کی جاسکی توجہ بخوبی مائل ہے لیکن افسوس اس کا
 ہے کہ غیر انگریزی زبانوں کی تالیفات کا فوٹو گورنمنٹ کے روبرو پیش
 ہونے کے ذرائع کافی طور پر مہیا نہیں ہیں۔

مرزا امجد یحسان
 سرکٹ

ریختہ کلک فصاحت رقم جناب مولوی ابوالمظفر محمد سعید الدین رضوی

سداحمد ہر آن نقش کہ خاطر میخواست

آمد آخر پس پردہ نقد پر پدید

نسخہ عزائب الجبل مولفہ شمس العلماء رواب عزیز جنگ بہادر امن اولہ الہ
آخرہ بامعان نظر دیدم۔ ماشار السد کتابیت اجل و اکمل و جامع و مانع
در فن جل۔ مؤلف محترم خوب کار سے کردہ است کہ این فن لطیف را بچشم
تدوین در آورده۔ شک نیست کہ اہل ہند را ضرورت چو کتابے بود و چرا بنا
کہ طریقہ تاریک کوئی بقارب تہنیت و تضریت الی الآن در ہند وستان
جنت نشان مرقح و موجود است۔

لغزگویان لطافت پسند و سخن سنجان ہوشمند نیک دریا بند کہ در کتب
موجودہ چہ در زبان عربی و چہ فارسی وارد و نسخہ مستقل درین فن لطیفین
جامعیت و تحقیق و تدقیق کہ مولف محترم شکار بردہ است الی الآن ہمہ دست
نشده است۔ پس وجہ نباشد کہ این نعمت عظمیٰ و ہدیہ کبریٰ را من حیث
المجموع مغتصم شماریم و فرزانہ موفش را در خور ہزار تحسیر و صد ہزار آفرین بنیدیم
چہ بحسن التفاتش انجمن تالیف بے بہا و ہمچنین گوہرے یکتا بدست مار سیدہ
کہ چشم ما تا حال عدیش ندیدہ و گوش ما الی الآن بدیش نشنیدہ
سوادش سر نہ چشم حسینان بیاضش نور بخش مہ جبینان
ہمانا فکر مولفش خیل بلندست۔ و طرز بیانش بسیار دلپسند کہ
حقائق این فن لطیف را بآئینہ ہدیہ ناظرین کردہ کہ ہم بقدیان کم سوا و را

بسلامت بیانی بے بہرہ نمیکندار و وہم منقہ بیان کامل استعداد و رابطت معانی بہرہ کافی و خطہ دانی می بخشد فجزاہ اللہ عن خیر الجزاء۔

شک نیست کہ این ذخیرہ نایاب از رسائل موجودہ فائق ترست کہ قواعد اقسام حمل را با صنائع و بدائع آن سیما با ستنداق و احوال محققین و نظائر و آراء فقہین کسوت تدوین بطرز بہین و برکشیدہ است و بعض نوادر این فن را کہ درین نسخہ بے بہا یافتہ میشود ہر نوذ گوش ہوش مانشیدہ۔ الحق کہ این کتاب لا جواب خیلی خوب است و بندہ بے بضاعت را بسیار مرغوب۔

بخیا لم میرسد کہ اگر مؤلف محترم ہمدین نسخہ نایاب بطور ضمیمہ کتاب حصہ از الفاظ تساویۃ الاعداد ہم درج میفرمود تا رنگویان را خیلے مفید میبود۔ حالانکہ کار از دست نرفتہ است و تیر از شست برنجستہ۔ مؤلف محترم را اگر فرصت دست دہد تلافی مافات بخیر امکان اوست کہ طرح تالیف جلد ثانی این کتاب بنہد۔

بالجملہ از شائقین فن و قدر دانان شعر و سخن توقع کلی است کہ محنت کوشش را بچشم انصاف بنگرند و بمنیزان عدل بسجند و از جادۂ اعتدال پا بیرون تنہب نہ کہ اعدا ہوا قرب للیقومی وارد است۔

خاکسار

ابوالمظفر محمد سعید الدین انصاری

ریویوز مطوم تاریخ تالیف بنی الجعفر جوامع سیدی سجاد علی رخصتم

نواب غریز جنگ ذی شان	شمس العلماء هم خطا بیست
احمد عبدالعزیز نامش	روشن مانند آفتاب بیست
والا منش و ولا تخلص	لطف آئین - کرم آیت
با بنده مشیل و خواجہ تاش	هم بنده مالک القاب بیست
باشاه عنلام سرفروشه	در اہل وفا و فاجنا بیست
او بنده بندگان عالی	در درگاہ شاہ بارہ یاب بیست
ہر نکتہ ز جزو کل نصیبش	او صاحب فن بہر نصیب بیست
گوئی کہ دقیقتہ سنجی او	آتش بر کن ز سطح آیت
تاریخ و فلاح از وجودش	مانند سیاق بہرہ یاب بیست
تالیف دارد او بحر علم	در ہر فن مال او کتا بیست
اکموز تجمل گرایش او	تعبیر زیاد رفتہ خوا بیست
این نسخہ زیست و شش کتابش	شک نیست کہ فردا تنجا بیست
گویند غرائب الجمل را	کین منظر اعجاب العجا بیست

گویم اسمی است با مستطاب
 آری ز فضولی مطالب
 موضوع جل در دست فضل
 شد کہنہ صحائف از توش
 یکجا ست اصول و ہم فرو عش
 از ہمارا ائمہ جل را
 ہر صفحہ بنقشہ اسے اعداد
 و رحق مشارفہ بیاضش
 قانون معارفہ بر ویش
 پیچیدہ مطالبش بمعنی
 الحق کہ زبان معترض را
 بخ سنج کہ روانی عبارت
 گردید قبول در گہ شاہ
 شد نسخہ بنام او معنون
 سال تالیف او اثر گرفت

نام ایزد کہ لا جوابیت
 و حسن بیانش اجتنابیت
 از علم و عمل خجستہ بابیت
 نقشہ کہ وجود او بر آیت
 پیہوے فن مستطابیت
 این نسخہ منتخب گلابیت
 و بیاضہ دفتر حسابیت
 بر عارض ہر آب و تابیت
 رخشندہ ستارہ در حسابیت
 از بہر خود پیچ و تابیت
 پیرایہ رسم سد بابیت
 و روادمی علم جوے آیت
 گوئی کہ دعائے مستجابیت
 تالیف بشکل کامیابیت
 در علم جل چہ بہ کتابیت

he was unable to discover the names of those originators from whose works the examples of the ingenuities are quoted. And no wonder, as the former compilers never paid any attention to these nor ever made a passing allusion to them. However, what is collected together in this book is more than sufficient for all our needs. We may safely say, without exaggeration that this book will infuse a new life into this art and revive this branch of Urdu literature.

Those who have even a slight taste for this art and those students who are in search of information on this subject, will be able to gauge the truth of our statement; we are sure that if this book be translated into any language, the people speaking that language will readily adopt this system for commemorating historic events

In conclusion we congratulate the able author on his success more especially as he has published his book in His Highness the Nizam's dominions. His Highness is endowed with the characteristics of eastern sovereigns, and takes no mean interest in this art, and we are sure that he will view this production with an eye of approbation.

If the merits of the book be properly represented to the Government of India, it will certainly receive due recognition, as we are aware of the value the Government attaches to works of art and literature. But it is a matter of regret that there are no proper and accessible means of bringing non-English works to the notice of that Government.

(Sd.) MIRZA MEHDI KHAN.



Had this important work not been compiled in the present century, the art of *Jumal* would have been lost to the Urdu, and we may add Arabic and Persian literature, and the word *Jumal* would have been left only to adorn the pages of our dictionaries. Had the author (who is a distinguished poet also) flourished during the Mogal supremacy and produced this work then, he would doubtless have become the recipient of high honour and valuable gifts. In 1013 Hijri, Mirza Tahmasp Kuli a Persian Turk, composed an ode consisting of nineteen couplets according to the *Jumal* system, the numerical values of which gave the coronation year of Shah Jahan, for which the emperor gave him a lakh of rupees in cash, and bestowed on him a special robe of honour bedecked with jewels, an elephant and a horse with gold trappings.

It is very creditable indeed to our friend to have devoted his time and energy in writing such a comprehensive work, without an eye to any pecuniary gain, and thereby preserving an old art from oblivion. With him it has been a labour of love and his main object has been to benefit the public, since the princely rewards of which we read in old books are not current coin in this age.

Nowadays that novel-reading is the rage, and light literature is in great demand, it is very courageous of the author to have turned his attention to such a difficult subject. May he be long spared to devote himself to such works of interest and utility.

It is not only the broad principles of the art of *Jumal* that have been dealt with here, but the details also have been fully discussed, showing how the professors of this art, belonging to different schools have employed it. Copious examples of certain niceties and ingenuities in the treatment of *Jumal* have been quoted from a few Arab and Persian, but mostly from Indian authors; but it is a pity that the names of the originators and inventors of those ingenuities have not been given. This defect the author himself acknowledges, when he states that


In the courts of eastern monarchs, on occasions of congratulation or condolence, the poets of the period composed poems, in which the numerical values of the letters of certain lines gave the year of the occurrence, while the context was considered the best means of commemorating those historic events. This practice still prevails throughout India. When a leader of a community or a ruler dies, or a grand *Farbar* is held or a chief is installed or a marriage takes place, the event is depicted in verse, and the date is obtained from the numerical values of the letters of certain lines in the poem, forming the *chronogram* of that event. In short, the *Jumal* system is an ingenious and interesting art, which the Indians, along with the Persians, still use for representing memorable events.

It is at once a matter of great wonder and regret, that although the *Jumal* system is current everywhere, we do not find any special books exclusively devoted to the subject either in the Arabic or the Persian language. Only a few Indian authors have written two or three short treatises on the subject during the last century; but these are so meagre and unsatisfactory that no lover of the art can derive any help from them.

Solitary passages on the subject are found scattered in many Arabic books, and we even come across the names of special works relating to this subject, but we regret to state that none of these is to be found in any of the libraries today, nor have any of them been printed. The public can therefore, possibly derive no benefit from such material scattered through a large number of volumes, unless it be collected together, and be made accessible to the student in a complete form.

This is exactly what Nawab Aziz Jung has accomplished, by compiling a special book on this important and interesting subject. Although the author has written and published more than twenty five books on various subjects, such as arts, law, history, accounts, lexicography, agriculture &c., but in our opinion this unique book is far ahead of the others.

*Review by Molvi Mirza Mehdi Khan Sahib A. R. S. M.,
M. R. A. S. B., author of the Hyderabad Gazetteer and
Census Commissioner His Highness the
Nizam's Dominions (retired).*



Urdu literature owes a great debt to Shams-ul-ulama Molvi Ahmad Abdul Aziz Sahib, Nayati (on whom His Highness the Nizam also has conferred the title of Khan Bahadur, Nawab Aziz Jung), who has recently compiled an elaborate treatise entitled "*Ukharab al-Jumal*" on the Arabian art of *Jumal*.

All the 28 letters of the Arabic alphabet, according to the *Abjad* system, represent figures, just as the letters I, V, X, L, C, D, and M in Latin represent numerals. According to the *Abjad* system, the first nine letters represent units, the next nine the tens, the third set of nine the hundreds and the remaining single letter stands for thousand. Similarly in the Sanskrit alphabet, which contains 36 letters, but with this difference that the fourth set of nine figures stands for thousands.

The Arabs have made use of this art in two ways, *viz* first by taking the letters to represent figures, and secondly by using figures in place of letters. They have used the first method more extensively in making chronograms. Lengthy compositions were written, both in prose and verse, describing the history of special events, while the years of the occurrence of those events were obtained from the numbers represented by letters composing the sentences in the prose or from the numerical values of those occurring in a line in case of a poem.

The Second method was employed in confidential correspondence, in which figures were used, according to certain special rules, in place of letters.

The first method is decidedly the more difficult of the two. The Persians have utilized the first method more extensively than the Arabs, and have further elaborated on the system; and the Indians borrowed this art from the Persians, which is widely practised at present in India.

فہرست کتب مؤلفہ شمس العلماء نواب عزیز جنگ بہاؤ شاہ علی

نمبر	نام کتاب	جلد	صفحہ	تاریخ	ملاحظات
۱	قانون	۲	۵	۱۲	۵
۲	حصہ مجموعہ قوانین مالگزار می طب سوسائٹی	۱۳	۵	۱۲	۵
۳	خریہ فیئائس و حساب جلد اول لغت	۱۰	۵	۱۲	۵
۴	ایضاً جلد دوم بابہ ۱۵ و ۱۶ فصل	۱۲	۵	۱۲	۵
۵	شیرازہ و فاطر	۱۳	۵	۱۲	۵
۶	تاریخ الموائط یعنی قوم فویطہ کی تاریخ	۱۸	۵	۱۲	۵
۷	محبوب السیر بانگراستان آصفی	۱۶	۵	۱۲	۵
۸	عطیات سلطانی یعنی تاریخ معاش	۱۶	۵	۱۲	۵
۹	فلاحۃ النخل - یعنی طریقہ کاشت کھجور	۱۵	۵	۱۲	۵
۱۰	کاشت انگور	۱۶	۵	۱۲	۵
۱۱	کاشت ترکاری	۱۲	۵	۱۲	۵
۱۲	سیاق و سباق و کن	۱۲	۵	۱۲	۵
۱۳	طیور حیوۃ الحمام یعنی رسالہ کبوتر بازی	۱۲	۵	۱۲	۵
۱۴	آصفی اللغات - جلد اول متعلق بہ الفہرست و تقریباً ۹۰۰ صفحہ	۱۸	۵	۱۲	۵
۱۵	غرائب النخل - یعنی تاریخ گولی	۱۶	۵	۱۲	۵

المشترک محمد حبیب اللہ منیر عزیز المطابع - عزیز بلخ - سلطان پورہ حیدر آباد دکن

100110

111100

DUE DATE

1

